حضرت
عیسیٰ مسیح
کی
پیروی
کیوں کریں؟

حضرت عیسیٰ مسیح کی پیروی

کیوں کریں؟

از

ایس۔ مسعود

ترجمہ کار

یُونس عامر

ناشر

ایم۔ آئی۔ کے

۳۶ فیروزپور روڈ، لاہور

بار ---------------------------- دوم

تعداد ---------------------------- ایک ہزار

قیمت ---------------------------- ۲۰ روپے

سنہ ۲۰۰۵ء

اردو ایڈیشن کے جملہ حقوق بحق ناشر، ایم۔ آئی۔ کے، لاہور محفوظ ہیں۔

Originally published in the UK by OM Publishing under the title **Why Follow Jesus**, by Steven Masood.

Copyright © Steven Masood and Word of Life 1997.

مینیجر ایم۔ آئی۔ کے ۳۶ فیروز پور روڈ، لاہور نے مکتبۂ جدید پریس، لاہور سے چھپوا کر شائع کیا۔

فہرستِ مندرجات

باب	عنوان	صفحہ
	تعارُف	۱۱
۱۔	کتابِ مقدس	۱۳
	کتابِ مقدس کے حصے	۱۴
	کتابِ مقدس کی کتب کی ترتیب	۱۵
۲۔	کتابِ مقدس اور قرآنِ مجید	۱۸
	انجیل ایک معیار!	۱۹
	خدا کا کلام لاتبدیل ہے	۲۰
	قرآنِ مجید الکتاب کو تحریف شدہ قرار نہیں دیتا	۲۰
	آنحضرتؐ سے پہلے	۲۰
	آنحضرتؐ کے بعد	۲۱
	دستاویزی شہادت	۲۲

۳۔ **کتابِ مقدس کا اِلہام** ۲۴

خدا کا کلام ۲۴

گواہی ۲۵

پرانا عہد نامہ ۲۵

کلمۃ اللہ کی رائے ۲۶

طریقۂ الہام ۲۷

پیغام میں یکسانیت ۲۸

۴۔ **کتابِ مقدس کی صحت وصداقت (۱)** ۲۹

اصل نسخہ جات ۲۹

صداقتِ متن ۳۳

کیا ہمیں توریت اور انجیل کی ضرورت ہے؟ ۳۴

۵۔ **کتابِ مقدس کی صحت وصداقت (۲)** ۳۶

آثارِ قدیمہ کی دریافتیں ۳۶

حضرت موسیٰ کے دَور سے پہلے کا فنِ تحریر ۳۶

پنطیس پیلاطُس ۳۷

عیسیٰ مسیح سے صدیوں پہلے کے رسوم و رواج ۳۷

شہرِ صور ۳۷

نینوہ کی تباہی ۳۸

مکمل شدہ پیش گوئیاں ۳۸

دیگر انبیا ۴۱

۶۔ **پائیدار و لازوال کلام** ۴۳

قرآنِ مجید کی گواہی ۴۴

جانوروں کی قربانیاں ۴۵

سبت اور رسوماتی شریعت ۴۶

۷۔ **عیسیٰ مسیح کے بارے میں پیش گوئیاں** ۵۱

عیسیٰ مسیح کا کنواری کے بطن سے جنم لینا ۵۲

عیسیٰ مسیح کا بیت لحم میں پیدا ہونا ۵۲

عیسیٰ مسیح کا معجزات دکھانا ۵۲

عیسیٰ مسیح کا صلیب پر چڑھایا جانا ۵۳

عیسیٰ مسیح کی پسلی کا چھیدا جانا ۵۳

مزید پیش گوئیاں ۵۴

آپ کا کیا خیال ہے؟ ۵۵

۸۔ **عیسیٰ ''المسیح''** ۵۷

زمین پر آپ کی آمد ۵۸

آپ کا مشن ۵۸

عیسیٰ ''المسیح'' ۵۹

عیسیٰ مسیح بطور اُستاد ۵۹

آپ کے معجزات ۶۱

آپ کا اثر ۶۲

۹۔ تصلیبِ مسیح ۶۴

سازِش ۶۵

عیسیٰ مسیح کا مقدمہ، موت اور قیامت ۶۵

معاملے کا لُبِ لُباب ۶۶

نظریۂ بدل ۶۸

نظریۂ بے ہوشی ۶۹

۱۰۔ قیامتِ مسیح ۷۲

حملے ۷۳

حضرت یونس کا نشان ۷۴

صورتِ حالات ۷۵

چشم دید گواہ ۷۶

التماس ۷۷

۱۱۔ عیسیٰ مسیح کی ذات ۷۹

عیسیٰ مسیح کی بے گناہی ۸۰

عیسیٰ مسیح کا گناہ پر اختیار ۸۲

عیسیٰ مسیح خداوندِ قیامت ۸۳

۱۲۔ عیسیٰ مسیح، ابنِ آدم ۸۵

ایک عظیم نبی ۸۶

مقصد ۸۷

۱۳۔ عیسیٰ، مسیحِ موعود ۹۰

عیسیٰ، موعودہ مسیح ۹۱

فرشتے کی گواہی ۹۱

ایک شاگرد کی گواہی ۹۲

کلمۃ اللہ کی گواہی ۹۳

مسیح اور ابنِ خدا ۹۳

۱۴۔ عیسیٰ مسیح، ابنِ خدا ۹۶

باپ اور بیٹا ۹۶

اعتراضات ۹۷

مسئلے کا لُبِ لُباب ۹۸

عیسیٰ مسیح بطور ابنِ خدا ۹۸

لاثانی ابنیت ۹۹

”جس نے مجھے دیکھا“ ۱۰۰

آپ کے جاہ و جلال کے چشم دید گواہ ۱۰۱

	فیصلہ کن سوال	۱۰۲
۱۵۔	**عیسیٰ مسیح، اُستادِ اعظم (تمثیلیں)**	۱۰۴
	خدا کی بادشاہی	۱۰۴
	بیج بونے والے کی تمثیل	۱۰۵
	چھپا ہوا خزانہ	۱۰۶
	لالچی کسان	۱۰۷
	کھوئے ہوئے بیٹے کی تمثیل	۱۰۸
	عیسیٰ مسیح ہی کیوں؟	۱۱۰
۱۶۔	**عیسیٰ مسیح، اُستادِ اعظم (معجزات)**	۱۱۲
	پہلا معجزہ	۱۱۳
	ایک بچے کو زندگی عطا کرنا	۱۱۳
	حوض پر آدمی	۱۱۴
	کئی ہزار لوگوں کو کھانا کھلانا	۱۱۵
	اِس سے ہم کیا سیکھتے ہیں؟	۱۱۵
	عیسیٰ مسیح کا پانی پر چلنا	۱۱۶
	ہمارے لئے سبق	۱۱۷
	زندگی پر عیسیٰ مسیح کی قدرت	۱۱۷
	لُب لُباب	۱۱۸

۱۷۔	**عیسیٰ مسیح، اُستادِ اعظم (ایمان و عمل)**	۱۱۹
	سبت	۱۱۹
	نماز (دعا)	۱۲۰
	کیسے دعا کریں؟	۱۲۱
	روزہ	۱۲۳
	خیرات	۱۲۴
	نیک سامری	۱۲۵
۱۸۔	**عیسیٰ مسیح، عظیم قربانی**	۱۲۸
	آدم اور حوا	۱۲۸
	قائن اور ہابل (قابیل اور ہابیل)	۱۲۹
	حضرت ابراہیم اور آپ کا فرزند	۱۲۹
	فسح کا برہ	۱۳۰
	موسوی شریعت	۱۳۰
	ایک سوال	۱۳۱
	عظیم قربانی	۱۳۱
	حضرت یحیٰی کی گواہی	۱۳۲
	عیسیٰ مسیح کی گواہی	۱۳۲
	خدا ہمارے ساتھ	۱۳۳

۱۹۔	**عیسیٰ مسیح کی آمدِ ثانی**	۱۳۵
	اِسلام میں عیسیٰ مسیح کی آمدِ ثانی	۱۳۵
	الکتاب میں عیسیٰ مسیح کی آمدِ ثانی	۱۳۶
	آمدِ ثانی کی سرگرمیاں	۱۳۷
	آمدِ ثانی کا وقت	۱۳۹
	عیسیٰ مسیح کی آمدِ ثانی کا مقصد	۱۴۰
۲۰۔	**مسیح ہماری زندگی**	۱۴۳
	پھر مجھے کیا کرنا چاہئے؟	۱۴۴
	رُوح القدس کون ہے؟	۱۴۵
	روح القدس کا نزول	۱۴۶
	اِس وقت روح القدس کا کام	۱۴۷
	بپتسمہ کیا ہے؟	۱۴۷
	فلپُّس رسول اور حبشی خوجہ	۱۴۷
	بپتسمہ کس بات کی علامت ہے؟	۱۴۸
	مسیح کے ساتھ زندگی گزارنا	۱۴۸
	تبدیل شدہ زندگی	۱۴۹
	فرہنگ	۱۵۲

تعارُف

اِسلام اور مسیحیت دونوں کا ایمان ہے کہ خدا تعالیٰ نے انبیا اور رسولوں کو بھیجا تاکہ وہ بنی نوع انسان کو صراطِ مستقیم کی تعلیم دیں۔ خداوند کریم نے اُن کی رُشد و ہدایت کے لئے اپنا اِلہام اور مُکاشفہ عطا کیا جو کہ آج ہمارے پاس کتابی شکل میں موجود ہے۔

مسلمان اور مسیحی آدم، ابراہیم، اضحاق (اسحٰق)، یعقوب، موسیٰ، سلیمان اور عیسیٰ☆ مسیح کے ناموں سے خوب آشنا ہیں۔ اِسلام اور مسیحیت دونوں اعتقاد رکھتے ہیں کہ عیسیٰ مسیح کلمۃ اللہ اور روح اللہ ہیں، تاہم مسیحیت تو اِس سے بھی اہم بات کی خبر دیتی ہے۔ وہ اہم بات اس کا یہ دعویٰ ہے کہ عیسیٰ مسیح نسلِ انسانی کے نجات دہندہ ہیں، اور اِس مقصد کے لئے آپ کو خدا نے مقرر کیا اور اِس جہان میں بھیجا۔

اکیسویں صدی میں لوگ اپنے اِردگرد کی چیزوں کے لئے پہلے سے کہیں زیادہ تجسّس رکھتے ہیں۔ اُن کا سوال ہے ''کیوں؟'' اور ''کیسے؟''۔ وہ مسیحی ایمان و ایقان کے بارے میں بھی سوال کرتے ہیں۔ ہم بخوبی آگاہ ہیں کہ مصروفیت کے اِس دَور میں اِنسان کے پاس اتنا وقت اور جگرا نہیں کہ طویل وضخیم

☆ فیروزُ اللُّغات اور نسیم اللُّغات میں عیسیٰ کا مطلب ''گناہ سے بچانے والا'' مرقوم ہے۔ ڈاکٹر غلام جیلانی برق لکھتے ہیں: ''عیسیٰ'' ''یسوع'' ہی کی عربی صورت ہے، معنی ہیں ''نجات دہندہ''

(مُعجم القرآن صفحہ نمبر ۲۹۹)

کُتب کا مطالعہ کر سکے۔ اِسی حقیقت کے پیشِ نظر ہم اِس دلچسپ سوال کا کہ ''عیسیٰ مسیح کون تھے اور اُن کی پیروی کیوں کریں؟'' اِختصار کے ساتھ جواب پیش کر رہے ہیں۔ اُمید ہے یہ کتاب سیّدنا یسوع مسیح کے بارے میں زیادہ گہرے طور سے جاننے میں معزز قاری کی مُمد و معاون ثابت ہوگی۔

باب ۱

کتابِ مقدس

مسلمانوں کے لئے سب سے بڑی سند قرآنِ مجید اور حدیث شریف ہیں۔ لیکن مسیحی کتابِ مقدس کو سند مانتے ہیں جو کہ مسیحی ایمان کا ماخذ ہے۔ کتابِ مقدس دراصل ایک کتاب نہیں بلکہ یہ بہت ساری کتابوں کا مجموعہ ہے۔

کتابِ مقدس کی چھیاسٹھ کتابیں متعدد بندگانِ خدا نے پندرہ سو سال سے زیادہ عرصے میں اِلہام سے تین زبانوں میں لکھیں۔ یہ لوگ مختلف شعبہ ہائے زندگی سے تعلق رکھتے تھے۔ اُن میں سے کوئی نبی تھا اور کوئی بادشاہ، کوئی بھیڑوں کا چوپان تھا اور کوئی مچھیرا، کوئی عالم تھا اور کوئی سپاہی، کوئی سرکاری ملازم تھا اور کوئی طبیب اور مُبلّغ۔ اگرچہ ان سب لوگوں کے پیشے ایک دوسرے سے مختلف تھے اور مختلف اَدوار میں پیدا ہوئے، لیکن ان سب کو باری تعالیٰ نے ایک خاص مقصد کے لئے بلایا کہ اُس کے پاک کلام کی منادی کریں۔

کتابِ مقدس کے علاوہ بھی کئی کتابیں ہیں جو عظیم سچائیاں بیان کرتی ہیں، لیکن یہ کتاب اُن سے مختلف ہے ــــ یہ صرف یہی نہیں بتاتی کہ خدا پاک ہے جس نے ہم سب کو خلق کیا اور ہمیں پیار کرتا ہے، بلکہ یہ بھی کہ گناہ کی وجہ سے ہم صراطِ مستقیم سے بھٹک چکے ہیں۔ یہ بیان کرتی ہے کہ کس طرح ہم

اپنے شفیق خالق کی طرف واپس مُڑ سکتے اور ہمیشہ ہمیشہ کے لئے اُس کی پاک حضوری سے لُطف اندوز ہو سکتے ہیں۔

کتابِ مقدس کے حصے

کتابِ مقدس دو بڑے حصوں میں تقسیم ہے۔ پُرانا عہد نامہ اور نیا عہدنامہ۔ یہ حصے خداوند کریم کے دو عظیم ''عہدوں'' پر توجہ مرکوز کرتے ہیں۔ پہلا عہد خدا نے حضرت موسیٰ کی معرفت قوم اسرائیل سے باندھا اور دوسرا عیسیٰ مسیح کی وساطت سے تمام بنی نوع انسان کے ساتھ۔

پرانا عہد نامہ

پرانا عہدنامہ بنی اِسرائیل کے ساتھ خداوند تعالیٰ کے سلوک کا ریکارڈ ہے۔ یہ سلوک اُس عہد پر مبنی تھا جو اُس نے حضرت موسیٰ کی معرفت اُن کے ساتھ باندھا تھا۔ پہلا حصہ انسان کی تخلیق، پانی کے طوفان، حضرت ابراہیم کی بلاہٹ اور حضرت اضحاق اور حضرت یعقوب کی نسل یعنی اسرائیل قوم کو الگ کر لینے کے بارے میں بتاتا ہے۔

مصر کی غلامی سے بنی اسرائیل کی معجزانہ مخلصی اور حضرت موسیٰ کی بدولت شریعت اور عہد کے قیام کے بعد عہد نامۂ عتیق اسرائیلی قوم کے ساتھ خدا کے تعلق کا ریکارڈ ہے۔ یہ اسرائیلیوں کی زندگی میں آنے والے نشیب و فراز، خدا کے خلاف اُن کی بغاوت، متعدد انبیا کے انتباہوں اور خدا کی طرف سے نازل ہونے والی سزا کے بارے میں معلومات فراہم کرتا ہے۔ علاوہ ازیں اِس میں آنے والے مسیح موعود اور نئے عہدنامے کے دیئے جانے کے بارے

میں پیش گوئیوں کا ایک سلسلہ بھی پایا جاتا ہے۔

نیا عہد نامہ

نیا عہدنامہ اُن پیش گوئیوں کی تکمیل اور اُس نئے عہد کی داستان ہے جو خدا نے ابنِ مریم کی معرفت باندھا۔ عہدنامۂ جدید کے پیغام کا مرکز و محور خدا کی پاکیزگی اور کلمۃ اللہ کی بدولت بنی آدم کی نجات ہے۔ انجیلِ جلیل نجات دہندہ کے ساتھ ہمارا تعارف کراتی ہے۔ اعمال کی کتاب انجیل یعنی نجات کی خوش خبری کے پھیلاؤ کا بیان کرتی ہے۔ خطوط اِس نجات کی برکات کی تفاصیل فراہم کرتے ہیں، جبکہ آخری کتاب مکاشفہ نجات کے عروج کا پیشگی نظارہ پیش کرتی ہے۔

تاہم ممکن ہے کوئی یہ پوچھے، ''یہ سب کچھ بہت عرصہ پہلے لکھا گیا۔ الکتاب ہم تک کیسے پہنچی ہے؟ کیا یہ ہُو بہُو اُسی شکل میں ہے جس شکل میں اِس کے لکھاریوں نے اسے چھوڑا تھا؟ ہم کیسے یقین کر سکتے ہیں کہ یہ ہر قسم کے ردّ و بدل سے پاک ہے؟ کیا اس کے متن میں اضافہ تو نہیں کیا گیا؟'' آگے چل کر ہم دستیاب شہادتوں کی روشنی میں ان سوالات اور ان جیسے دیگر سوالات کا جواب دیں گے۔

کتابِ مقدس کی کتب کی ترتیب

بائبل کی کتب کی ترتیب اُس طرح نہیں ہے جس طرح کہ یہ قلم بند ہوئی تھیں۔ اگرچہ اس کی پہلی کتاب 'پیدائش' دُنیا کی ابتدا کے بارے میں بیان

کرتی ہے اور آخری کتاب 'مکاشفہ' اِس دنیا کے اخیر کے بارے میں بتاتی ہے، تاہم کتابوں کو اُن کے ادبی انداز کے مطابق مرتّب کیا گیا ہے۔ پرانے عہدنامے کی پہلی پانچ کتابیں شریعت کی کتب کے طور پر جانی جاتی ہیں، یشوع تا آستر تک تاریخی کتب ہیں، ایوب تا غزل الغزلات کو صحائف یا نوشتے یا بعض اوقات کتبِ حکمت کہا جاتا ہے، اور یسعیاہ تا ملاکی نبوتی کتب ہیں۔ نئے عہدنامے کی پہلی چار کتب سیّدنا عیسیٰ مسیح کی حیاتِ طیبّہ کے بارے میں بیان کرتی ہیں؛ اعمال ابتدائی مسیحیوں کا تاریخی ریکارڈ ہے۔ رومیوں تا یہوداہ خطوط ہیں اور مکاشفہ کی کتاب ''کشفی'' زُبان میں لکھی گئی ہے۔

پرانا عہدنامہ ۳۹ اور نیا عہد نامہ ۲۷ کتب پر مشتمل ہے۔ دونوں فہرستیں ہر بائبل مقدس کے شروع میں دیکھی جا سکتی ہیں۔

بائبل مقدس کی کتب کے نام اور ترتیب

پرانا عہد نامہ

پیدائش	یشوع	۱۔سلاطین	نحمیاہ
خروج	قضاۃ	۲۔سلاطین	آستر
احبار	رُوت	۱۔تواریخ	ایوب
گنتی	۱۔سموئیل	۲۔تواریخ	زبور
اِستثنا	۲۔سموئیل	عزرا	اَمثال

واعظ	حزقی ایل	عبدیاہ	صفنیاہ
غزل الغزلات	دانی ایل	یوناہ	حجّی
یسعیاہ	ہوسیع	میکاہ	زکریاہ
یرمیاہ	یوایل	ناحوم	ملاکی
نوحہ	عاموس	حبقوق	

نیا عہد نامہ

متی کی انجیل	افسیوں کے نام کا خط	عبرانیوں کے نام کا خط
مرقس کی انجیل	فلپیوں کے نام کا خط	یعقوب کا عام خط
لوقا کی انجیل	کُلسیوں کے نام کا خط	پطرس کا پہلا عام خط
یوحنا کی انجیل	تھسلنیکیوں کے نام کا پہلا خط	پطرس کا دوسرا عام خط
رسولوں کے اعمال	تھسلنیکیوں کے نام کا دوسرا خط	یوحنا کا پہلا عام خط
رومیوں کے نام کا خط	تیمتھیس کے نام کا پہلا خط	یوحنا کا دوسرا خط
کرنتھیوں کے نام کا پہلا عام خط	تیمتھیس کے نام کا دوسرا خط	یوحنا کا تیسرا خط
کرنتھیوں کے نام کا دوسرا عام خط	طِطُس کے نام کا خط	یہوداہ کا عام خط
گلتیوں کے نام کا خط	فلیمون کے نام کا خط	یوحنا عارف کا مکاشفہ

باب ۲

کتابِ مقدس اور قرآنِ مجید

یہ جاننا دلچسپی سے خالی نہیں کہ قرآنِ مجید بھی اِس بات کا حامی ہے کہ بائبل مقدس خدا کا کلام ہے (مائدہ آیات ۴۳،۴۴)۔ خداوند کریم ہی نے پاک صحائف کو نازل فرمایا ہے۔ قرآنِ مجید نے گزشتہ الہامی کتب کے لئے عام طور پر ''الکتاب'' کی اِصطلاح استعمال کی ہے (نساء آیت ۴۴؛ انعام آیت ۱۵۷)، اور یہودیوں اور مسیحیوں کو ''اہل الکتاب'' کہا ہے (آلِ عمران آیت ۶۴؛ مائدہ آیت ۶۸)۔ بائبل مقدس کے بعض حصوں کے لئے درج ذیل اِصطلاحیں بھی استعمال ہوئی ہیں:

۱۔ **تورات:** تورہ یعنی بائبل مقدس کی پہلی پانچ کتب (آل عمران آیت ۳)
۲۔ **زبور:** ایک سو پچاس زبوروں پر مشتمل زبور کی کتاب (الانبیا آیت ۱۰۵)
۳۔ **صحائفِ انبیا:** انبیائے کرام کے صحیفے (طہٰ آیت ۱۳۳؛ الاعلیٰ آیت ۱۹)
۴۔ **اِنجیل:** نیا عہد نامہ (آلِ عمران آیت ۳)

اِسلامی اور مسیحی اِصطلاح میں لفظ ''تورہ'' عموماً اُس مکاشفے کا حوالہ دیتا ہے جو بزرگ موسیٰ نبی کو ملا۔ تاہم یہ یہودی صحائف کے تمام مجموعے کے لئے بھی استعمال ہوتا ہے۔ مسیحی اِس مجموعے کو عہد نامۂ عتیق یا پرانا عہد نامہ کہتے

ہیں۔ بالکل اِسی طرح لفظ ''انجیل'' پاک نوشتوں کے اُس مجموعے کی طرف اشارہ کرتا ہے جسے مسیحی عہدنامۂ جدید یا نیا عہد نامہ کہتے ہیں۔

قرآنِ مجید تاکید کرتا ہے کہ توریت، زبور، صحائفِ انبیا اور انجیل خدا کی کتابیں، اُس کا کلام، اُس کا نور، اُس کی ہدایت، اُس کی ضیاء اور فرقان ہیں (پڑھیے مائدہ آیات ۴۴، ۴۶؛ انعام آیت ۱۵۵؛ مومن آیات ۵۳،۵۴؛ الانبیا آیت ۴۸)۔ بالفاظِ دیگر یہ کتابیں انسان کے لئے الٰہی عدالت کی بنیاد ہیں[۱]۔

قرآنِ مجید اِس بات کی تصدیق کرتا ہے کہ توریت اور انجیل عالمگیر کتابیں ہیں، اور زور دیتا ہے کہ یہ ہر کسی کی رُشد و ہدایت کے لئے ہیں، ''... لوگوں کے لئے بصیرت اور ہدایت اور رحمت ہیں[۲]''۔

اِنجیل ایک معیار!

مسیحیوں سے کہا جاتا ہے کہ وہ انجیلِ مقدس کے مطابق فیصلے کیا کریں،

''اور اہلِ انجیل کو چاہئے کہ جو احکام خدا نے اِس میں نازل فرمائے ہیں اُس کے مطابق حکم دیا کریں اور جو خدا کے نازل کئے ہوئے احکام کے مطابق حکم نہ دے گا تو ایسے لوگ نافرمان ہیں[۳]''۔

اگر انجیل تحریف شدہ اور ناقابلِ اعتبار ہوتی تو کیا قرآنِ مجید مسیحیوں کو تاکید کرتا کہ وہ اِن کے مطابق حکم دیا اور فیصلے کیا کریں؟

خدا کا کلام لاتبدیل ہے

قرآنِ مجید کا دعویٰ ہے کہ کوئی شخص خدا کے کلام کو نہیں بدل سکتا، ''خدا

کی باتیں بدلتی نہیں[4]۔" قرآنِ مجید سے مُدتوں پہلے الکتاب نے بھی ایسا ہی دعویٰ کیا تھا، "گھاس مُرجھاتی ہے۔ پھول کُملاتا ہے، پر ہمارے خدا کا کلام اَبد تک قائم ہے[5]۔"

قرآنِ مجید الکتاب کو تحریف شدہ قرار نہیں دیتا

قرآنِ مجید میں کہیں نہیں لکھا کہ کتابِ مقدس میں تحریف یا ردّ و بدل ہو گیا ہے۔ لفظ "تحریف" الکتاب کے حوالے سے استعمال نہیں ہوا۔ قرآنِ مجید کبھی کبھار اہلِ یہود کو مُلزم ٹھہراتا ہے کہ وہ سچائی پر پردہ ڈالتے ہیں، لیکن یہ الزام وہ مسیحیوں پر نہیں دھرتا۔ چنانچہ اِس سے کسی صورت بھی یہ نتیجہ نہیں نکلتا کہ الکتاب کا متن بگڑ گیا ہے۔

آنحضرتؐ سے پہلے

کچھ لوگ دعویٰ کرتے ہیں کہ ظہورِ اسلام سے قبل انجیل اور توریت میں رَد و بدل کیا گیا۔ اگر یہ سچ ہے تو پھر قرآنِ مجید گزشتہ کتبِ سماوی کی تصدیق و توثیق کیوں کرتا ہے؟ قرآن مجید (جو کہ انجیل جلیل کے قلم بند ہونے کے غالباً چھ سو سال بعد آیا) کے مطابق توریت اور انجیل آنحضرتؐ کے دَور میں ہر قسم کے بگاڑ سے پاک تھیں۔ اگر یہ آسمانی کتابیں اپنی اصل شکل میں نہ ہوتیں تو رسولِ اسلام مسیحیوں کو یہ ہدایت کبھی نہ کرتے کہ وہ اُن احکام کے مطابق حکم دیا کریں جو خداوند کریم نے انجیل میں نازل فرمائے ہیں۔ پھر اہلِ کتاب کی تعریف کی گئی ہے کہ وہ الکتاب کو ویسے ہی پڑھتے ہیں جیسے اُسے

پڑھنے کا حق ہے: "جن لوگوں کو ہم نے کتاب عنایت کی ہے وہ اُس کو (ایسا) پڑھتے ہیں جیسا اُس کے پڑھنے کا حق ہے۔ یہی لوگ اُس پر ایمان رکھنے والے ہیں، اور جو لوگ اُس کو نہیں مانتے وہ خسارہ پانے والے ہیں" (بقرہ ۱۲۱)۔ مولانا مودودی اِس کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ "یہ اہلِ کتاب کے صالح عنصر کی طرف اشارہ ہے کہ یہ لوگ دیانت اور راستی کے ساتھ خدا کی کتاب کو پڑھتے ہیں" (تفہیم القرآن جلد اوّل)۔

آنحضرتؐ کے بعد

بعض یہ کہتے ہیں کہ آنحضرتؐ کے اِعلانِ نبوت کے تھوڑے ہی عرصے بعد توریت اور انجیل میں رَد و بدل کر دیا گیا۔ لیکن اُن کا یہ الزام قرآنِ مجید کے اِس دعوے کی کہ وہ گزشتہ الہامی کتب کا محافظ (مہیمن)[6] ہے تردید کرتا ہے۔ چنانچہ جو کوئی اِصرار کرتا ہے کہ توریت اور انجیل کے متن میں تحریف ہو چکی ہے وہ چار و ناچار قرآن مجید پر بھی اِلزام لگاتا ہے کہ یہ اُن کتب کی حفاظت کرنے میں ناکام رہا ہے۔

اگر اِسلام سے پہلے کی پاک کتابیں بگڑ چکی ہوتیں تو قرآن شریف مسلمانوں کو یہ ہدایت نہ کرتا:

"(مسلمانو) کہو کہ ہم خدا پر ایمان لائے اور جو (کتاب) ہم پر اُتری اُس پر اور جو (صحیفے) ابراہیم اور اسمٰعیل اور اسحٰق اور یعقوب اور اُن کی اَولاد پر نازل ہوئے اُن پر اور جو (کتابیں) موسیٰ اور عیسیٰ کو عطا ہوئیں اُن پر اور جو اَور پیغمبروں کو اُن کے پروردگار کی طرف

سے ملیں اُن پر (سب پر ایمان لائے) ہم اُن پیغمبروں میں سے کسی میں کچھ فرق نہیں کرتے اور ہم اُسی (خدائے واحد) کے فرماں بردار ہیں[۷]۔"

دستاویزی شہادت

الکتاب کے تمام حصوں کی متعدد قلمی نقول جو آنخضرتؐ سے صدیوں پہلے لکھی گئیں آج دستیاب ہیں۔ مثال کے طور پر بحیرۂ مُردار کے طومار جو ۶۸ء سے پہلے لکھے گئے اور اِن میں سوائے آستر کی کتاب کے پرانے عہدنامے کی قریباً ہر ایک کتاب موجود ہے۔ تحقیق و تدقیق کے لئے مکمل نئے عہدنامے کے کچھ قدیم ترین یونانی نسخہ جات بھی دستیاب ہیں، یعنی نسخۂ اسکندریہ اور نسخۂ سینا۔ یہ نسخہ جات چوتھی اور پانچویں صدی عیسوی کے ہیں اور برٹش میوزیم لندن میں اِن کا مطالعہ کیا جا سکتا ہے۔ ایک اَور ابتدائی قلمی نسخہ، نسخۂ ویٹ کن ہے جو کہ ویٹ کن لائبریری (روم) میں محفوظ ہے۔ اِس نسخے کی تاریخِ تحریر بھی وہی ہے جو کہ مذکورہ دونوں نسخوں کی ہے۔ دنیا کی بڑی لائبریریوں میں نئے عہدنامے کے مختلف حصوں کے قلمی نسخہ جات کا مطالعہ بھی کیا جا سکتا ہے جو کہ دوسری صدی عیسوی کے ہیں۔ الکتاب کے موجودہ متن کا اِن دستاویزات کے ساتھ موازنہ کرکے ہم معلوم کر سکتے ہیں کہ یہ قابلِ اعتماد ہے کہ نہیں۔

ہم بڑے وثوق سے کہہ سکتے ہیں کہ کتابِ مقدس کا موجودہ متن ہوبہو وہی ہے جو آنخضرتؐ کے دَور میں رائج اور مستعمل تھا۔ اِن میں عقیدے کا معمولی سا بھی اِختلاف موجود نہیں۔ خدا نے ماضی میں بھی اپنے پاک کلام کو

محفوظ رکھا ہے اور مستقبل میں بھی اِس کی حفاظت کرنے کی قدرت رکھتا ہے۔

حوالہ جات

(نوٹ: اِس کتاب میں قرآن مجید کا ترجمہ مولانا فتح محمد خان جالندھریؒ، تاج کمپنی لمیٹڈ، لاہور کا استعمال کیا گیا ہے)۔

۱۔ قرآنِ مجید ۲:۱۰۱؛ ۳:۲۳؛ ۵:۴۴؛ ۴۰:۵۳،۵۴؛ ۲:۵۳؛ ۲۱:۴۸؛ ۲:۸۷؛ ۵:۴۶

۲۔ قرآنِ مجید ۲۸:۴۳؛ ۳:۳،۴؛ ۶:۹۲

۳۔ قرآنِ مجید ۵:۴۷

۴۔ قرآنِ مجید ۱۰:۶۴

۵۔ یسعیاہ ۴۰:۸

۶۔ قرآنِ مجید ۵:۴۸

۷۔ قرآنِ مجید ۲:۱۳۶

باب ۳

کتابِ مقدس کا اِلہام

بائبل مقدس کو قریباً چالیس مختلف اشخاص نے طویل عرصے میں قلم بند کیا۔ اُنہوں نے تین مختلف زُبانیں استعمال کیں اور اِسے تین مختلف بِراعظموں میں بیٹھ کر لکھا، اِس کے باوجود اِس کا ہر حصہ زندگی کے سب سے زیادہ نزاعی اور بحث طلب مُسائل کے ضمن میں ایک ہی بات کرتا ہے۔

جیسے کہ پہلے بتایا جا چکا ہے بائبل مقدس دو حصوں یا ''عہدناموں'' میں تقسیم ہے۔ پہلا حصہ یعنی پرانا عہدنامہ خدا کے اُس سلوک کے بارے میں بتاتا ہے جو اُس نے اسرائیل قوم کے ساتھ کیا۔ دوسرا حصہ یعنی نیا عہدنامہ کلمۃ اللہ کی حیاتِ طیبہ اور آپ کے ابتدائی پیروکاروں کے بارے میں معلومات فراہم کرتا ہے۔ نیز یہ اُن خطوط پر مشتمل ہے جو ابتدائی پیروکاروں کی مدد کے لئے قلم بند ہوئے تاکہ وہ عیسیٰ مسیح کی تعلیمات کو مضبوطی سے تھامے رہیں۔

خدا کا کلام

بائبل مقدس خدا کے مکاشفے کا اِلہامی ریکارڈ ہے اور وہ اشخاص جنہوں نے اِسے لکھا اُن کی راہنمائی خداوند تعالیٰ نے خود کی[1]۔ اُس نے اپنا پاک کلام

عام اِنسانی زُبان اور مختلف ادبی اَصناف میں نازل کیا، جیسے تاریخی بیان، شاعری، ضرب الامثال، تبلیغ اور نصیحت آموز تعلیم۔

گواہی

''ہر ایک صحیفہ جو خدا کے الہام سے ہے تعلیم اور اِلزام اور اِصلاح اور راست بازی میں تربیت کرنے کے لئے فائدہ مند بھی ہے۔ تاکہ مردِ خدا کامل بنے اور ہر ایک نیک کام کے لئے بالکل تیار ہو جائے[2]۔''

کسی مسلمان کے لئے یہ کوئی نیا تصور نہیں ہے، کیونکہ یہ تو قرآنِ مجید کی تعلیمات کا ایک بنیادی جُزو ہے[3]۔

پرانا عہدنامہ

''خداوند فرماتا ہے'' کے الفاظ پرانے عہدنامے میں ۳۸۰۰ سے بھی زیادہ دفعہ آتے ہیں۔ یہ اَمر مُلہم لکھاریوں کے اِس عقیدے کو بالکل صاف کر دیتا ہے کہ وہ خدا کی طرف سے بولتے یا لکھتے تھے۔ بندگانِ خدا جیسے کہ حضرت موسیٰ اور حضرت داؤد باری تعالیٰ کے مُلہم پیغمبر تھے۔ اگرچہ پرانے عہدنامے کو متعدد لکھاریوں نے ایک طویل عرصے میں قلم بند کیا، تاہم بنی آدم کے ساتھ خدا کا سلوک ایک ہی رہا اور یوں مجموعی طور پر ایک ہی تصویر سامنے آتی ہے۔

کچھ اہم مثالیں

الکتاب میں مرقوم ہے کہ خداوند تعالیٰ نے حضرت موسیٰ سے مخاطب ہو کر

فرمایا، ''سو اب تُو جا اور مَیں تیری زبان کا ذِمہ لیتا ہوں اور تجھے سِکھاتا رہوں گا کہ تُو کیا کیا کہے[۴]۔'' اِس سے ہم یہ سیکھتے ہیں کہ خدا نے حضرت موسیٰ کو اِلہام بخشا۔ خدا حضرت داؤد کے وسیلے سے بھی ہم کلام ہوا جب آپ نے کہا، ''خداوند کی روح نے میری معرفت کلام کیا اور اُس کا سخن (کلام) میری زبان پر تھا[۵]۔'' اِس کا ثبوت ہمیں صحائفِ انبیا میں بھی ملتا ہے۔ مثلاً حضرت یرمیاہ کے صحیفے میں درج ہے کہ حق تعالیٰ نے آپ سے فرمایا، ''مَیں نے اپنا کلام تیرے منہ میں ڈال دیا[۶]۔''

خدا نے پرانے عہدنامے میں اپنی مرضی کا اِنکشاف متعدد مختلف طریقوں سے کیا۔ اُس نے اپنی مرضی کا اِظہار صرف اُنہی اَشخاص کی بدولت نہیں کیا جنہوں نے اپنی زبان سے اُس کا پاک کلام لوگوں تک پہنچایا، بلکہ اُن افراد کی زندگی کے وسیلے سے بھی جن کو اُس نے چھوا، مثلاً رُوت اور حضرت ایوب کا واقعہ۔ یہ سب مختلف انداز سے خدا کے کردار کو اور اُس طریق کو پیش کرتے ہیں جس سے اپنی دنیا کے لئے خدا کی محبت زمان و مکان کی حدود کو پار کر کے پہنچتی اور ہر فردِ بشر کے لئے فکومند ہوتی ہے۔

کلمۃ اللہ کی رائے

آپ نے فرمایا، ''ضرور ہے کہ جتنی باتیں موسیٰ کی توریت اور نبیوں کے صحیفوں اور زبور میں میری بابت لکھی ہیں پوری ہوں[۷]۔'' اِس بیان سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ سیدنا مسیح ایمان رکھتے تھے کہ پرانا عہدنامہ خدا کا کلام ہے۔ یاد رہے پرانا عہدنامہ اِنہی تین حصوں پر مشتمل ہے۔

یسوع مسیح نے نئے عہدنامے کی بھی اِس کے لکھے جانے سے پیشتر ہی توثیق کر دی۔ اپنی مصلوبیت سے پہلے آپ نے حواریوں کو بتایا کہ جب رُوح القدس نازل ہو گا تو وہ اُنہیں وہ ساری باتیں یاد دلائے گا جو اُنہوں نے اپنے اُستادِ محترم سے سُنیں۔ آپ نے اُن سے وعدہ کیا کہ روح القدس اُنہیں تمام سچائی کی راہ دکھائے گا[۸]۔ اِسی لئے رسولوں (حواریوں) نے گواہی دی کہ ''ہم اُن باتوں کو اُن الفاظ میں نہیں بیان کرتے جو انسانی حکمت نے ہم کو سکھائے ہوں بلکہ اُن الفاظ میں جو (پاک) روح نے سکھائے ہیں[۹]۔''

طریقۂ اِلہام

خدائے ذُوالجلال نے لوگوں پر اپنے پاک کلام کو منکشف کرنے کے لئے بہت سارے طریقے استعمال کئے۔ بعض کے ساتھ وہ براہِ راست ہم کلام ہوا اور دوسروں کو اُس نے خواب اور رُویا میں اپنا کلام عطا کیا۔ اُنہوں نے اپنی ذہانت اور ذاتی اسلوب کو کام میں لاتے ہوئے اِس کلام کو لکھا یا اِسے اپنی زُبان سے لوگوں تک پہنچایا۔ حق تعالیٰ نے اُنہیں آزادی بخشی کہ وہ اِسے اپنے ذاتی پس منظر، شخصیت، ذخیرۂ الفاظ اور اسلوب میں لکھیں اور منادی کریں۔ اگر بائبل مقدس کے لکھاری خدا کے ہاتھ میں آدمیوں کے بجائے قلم ہوتے تو اِس کی تمام کتابوں کے اسلوب اور ذخیرۂ الفاظ میں یکسانیت ہوتی۔ لیکن ایسا نہیں ہے کیونکہ ہم دیکھتے ہیں کہ ہر لکھاری کا طرزِ تحریر اور ذخیرۂ الفاظ دوسرے سے فرق ہے۔ پھر بھی اُن سب کی پُشت پر خدا اور اُس کا اپنا مکاشفہ ہے۔ یہ بائبل مقدس کو اکائی کی صورت عطا کرتا ہے۔

''تیرا کلام میرے قدموں کے لئے چراغ اور میری راہ کے لئے روشنی

ہے" (زبور ۱۱۹: ۱۰۵)۔

پیغام میں یکسانیت

شروع سے اخیر تک ایک ہی داستان ہے، اور وہ ہے بنی نوع انسان کے لئے خدا کے منصوبۂ نجات کی داستان۔ پوری بائبل میں ایک ہی پیغام ہے کیونکہ ایک ہی خدا ہے اور ایک ہی نسلِ انسان ہے۔ خدا میں کوئی تبدیلی نہیں آتی اور نہ اُن مسائل میں ہی جن کا بنی آدم سامنا کرتے ہیں۔ انسان کو درپیش سب سے بڑا مسئلہ یہ ہے کہ خدا کو کیسے جانا جا سکتا ہے۔ خدا نے صاف طور سے بتا دیا ہے کہ وہ پاک ہے، سراسر پاک اور کہ انسان پاک زندگی بسر نہیں کرتا اور یوں وہ پاک خدا کو نہیں جان سکتا۔ الکتاب اپنا پیغام دیتے ہوئے کہتی ہے کہ خدا نے خود اِس کا جواب مہیا کیا ہے۔ اگلے ابواب میں ہم اِس جواب پر ذرا گہرے طور پر غور کریں گے۔

حوالہ جات

۱۔ ۲۔پطرس ۱: ۲۰، ۲۱
۲۔ ۲۔ تیمتھیس ۳: ۱۶، ۱۷
۳۔ قرآنِ مجید ۲: ۱۳۶؛ ۵: ۴۷؛ ۱۰: ۹۵؛ ۲۹: ۴۶
۴۔ خروج ۴: ۱۲
۵۔ ۲۔سموئیل ۲۳: ۲
۶۔ یرمیاہ ۱: ۹
۷۔ لوقا ۲۴: ۴۴
۸۔ یوحنا ۱۴: ۲۶؛ ۱۶: ۱۳؛ ۱۔یوحنا ۲: ۲۰، ۲۷
۹۔ ۱۔کرنتھیوں ۲: ۱۳
۱۰۔ یوحنا ۱۴: ۶
۱۱۔ ۱۔ تیمتھیس ۲: ۴؛ ۲۔پطرس ۳: ۹

باب ۴

کتابِ مقدس کی صحت وصداقت (۱)

خداوند تعالیٰ نے انبیائے کرام کو اپنا الہام بخشا اور اپنے پیغام کو قلم بند کروانے کے لئے اِنہی بزرگ ہستیوں کو استعمال کیا۔ ذرا تصور کریں کہ اگر اُن کے دَور میں ٹیپ ریکارڈر، ویڈیو ریکارڈر، ٹیلی وژن اور کمپیوٹر ہوتا تو پھر کیا فرق پڑتا۔ آج ہم اُن کی اصل تحریریں دیکھ سکتے یا اُن کی اصل آوازیں سن سکتے۔ اِس وقت جو کچھ ہمیں دستیاب ہے وہ اُن کا پیغام ہے جو الکتاب کے صفحات میں درج ہے۔ اِس پاک کتاب کو لاتعداد دفعہ نقل کیا گیا، اسی لئے کچھ لوگ پوچھتے ہیں: "کیا ہم یقین کر سکتے ہیں کہ کتابِ مقدس جوں کی توں محفوظ ہے؟"

اصل نسخہ جات

کچھ لوگ کہتے ہیں کہ ہاں ہم بائبل پر ایمان رکھتے ہیں، لیکن اُس بائبل پر نہیں جو آج ہمارے سامنے ہے۔ اکثر کیا جانے والا اعتراض یہ ہے کہ مسیحیوں کے پاس اِبتدائی اور اصلی نسخے موجود نہیں ہیں۔ لوگ یہ دلیل دیتے ہیں کہ علمائے بائبل خود متفق ہیں کہ بائبل کے اصل نسخے صفحۂ ہستی سے معدوم ہو گئے ہیں[1]۔

کتابِ مقدس کے اصل نسخوں کی تلفی کی بات کرتے ہوئے ہمیں یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ جب بائبل کی کتب پہلے پہل قلم بند کی جا رہی تھیں، اُس وقت اِن کی نقول تیار کرنے کے لئے چھاپہ خانہ دستیاب نہیں تھا۔ ہر نقل ہاتھ سے لکھنا پڑتی تھی۔ زمانوں کے سیاسی حالات میں لامحالہ کچھ قدیم نسخے نیست ہو گئے ہوں گے۔

عہدنامۂ قدیم

ہمارے پاس عبرانی عہدنامۂ قدیم کے نسخے موجود ہیں جو آنحضرتؐ سے پہلے کے ہیں۔ ۱۹۴۷ء تک ہمارے پاس جو عہدِ عتیق کی قدیم ترین نقل دستیاب تھی وہ تقریباً ۹۰۰ء کی تھی۔ پھر بحیرۂ مُردار کے طومار دریافت ہوئے اور سوائے آستر کی کتاب کے عہدِ عتیق کی تمام کتب کی مکمل یا جزوی نقول ہمارے ہاتھ لگ گئیں۔ یہ تمام طومار ۷۰ء سے پہلے لکھے گئے تھے اور کئی تو اِس سے بھی ایک صدی پہلے کے ہیں۔

ایک اَور نسخہ ناش پپائرس (Nash Papyrus) ہے۔ یہ خروج اور اِستثنا کے حصوں پر مشتمل ہے اور ۱۰۰ ق۔م تا ۷۰ء کے درمیان عرصے کا ہے۔ عبرانی اور ارامی زبانوں میں ہمارے پاس تقریباً دو لاکھ پاروں کا ذخیرہ بھی موجود ہے۔ اِس ذخیرے میں بائبلی متن، یہودی لٹریچر، مذہبی اور غیر مذہبی تحاریر شامل ہیں۔ اِنہیں جنیزا پارے (Geniza Fragment) کہا جاتا ہے اور یہ ۴۰۰ء کے ہیں۔

ہمارے پاس آنحضرتؐ کے دَور سے پہلے کی عہدنامۂ قدیم کی کتب کی

فہرستیں بھی ہیں۔ مثال کے طور پر یہودی مورخ یوسیفس (۹۰ء) جس نے یہودی قوم اور عقیدے کے دفاع میں یونانیوں اور رومیوں کے لئے لکھا ہے۔ ہمارے پاس جمینہ کی کونسل (۷۵-۱۱۷ء) کی فہرستِ کتب بھی ہے۔ اِس مجلس میں یہودی بزرگوں نے تبادلۂ خیالات کے دوران پرانے عہدنامے کی کتب کی فہرست بنائی۔ بعد ازاں لودیکیہ کی کونسل (۳۶۳ء) یعنی کرسچن چرچ کونسل منعقد ہوئی تاکہ نئے اور پرانے عہدناموں کی مقدس کتب کو درست تسلیم کرے۔ پھر اِبتدائی کلیسیا کے مختلف بزرگوں کی تحاریر میں بھی متعدد فہرستیں مرقوم ہیں، اور یہ سب فہرستیں یہ ظاہر کرتی ہیں کہ یہودی کتابِ الٰہی کے بارے میں بہت سنجیدہ اور پُریقین تھے۔

ہمارے پاس آنحضرتؐ کے زمانے سے پہلے کے یونانی، لاطینی اور اسوری زبانوں میں عہدِ عتیق کے متعدد تراجم ہیں، اُن میں بھی وہی کتب پائی جاتی ہیں جو کہ موجودہ عہدنامۂ قدیم میں ہیں۔ ہم یہ بھی جانتے ہیں کہ اِسلام سے پہلے پرانے عہدنامے کے حبشی، آرمینی، جارجیائی اور نوبیائی زبانوں میں تراجم دستیاب تھے۔

عہدنامۂ جدید

جہاں تک نئے عہدنامے کا تعلق ہے اِس کے بارے میں شہادت اَور بھی زیادہ بڑی اور ٹھوس ہے۔ ہمارے پاس اِس کے تقریباً ۴۵۰۰ قلمی نسخے موجود ہیں۔ کچھ جامع نسخوں کو عالمگیر شہرت حاصل ہے جیسے نسخۂ ویٹی کن، نسخۂ سینائی اور نسخۂ اسکندریہ۔ یہ ۳۰۰-۴۵۰ء کے ہیں۔

ہمارے پاس یونانی زبان میں عہدنامۂ جدید کے ۱۹۲ ایسے نسخے ہیں جو آنحضرتؐ سے پہلے کے ہیں اور زیارت اور مطالعہ کے لئے دستیاب ہیں۔ پھر پانچ لکشنریاں (Lectionaries) ہیں جو زمانۂ اِسلام سے پہلے کی ہیں۔ لکشنری وہ کتاب ہوتی ہے جس میں الکتاب کے حصے درج ہوتے ہیں جنہیں عبادت خانے میں دورانِ عبادت دن اور موقعے کی مناسبت سے تلاوت کیا جاتا ہے۔

یونانی عہدِ جدید کے تین تراجم بھی دستیاب ہیں جو رسولِ اِسلام سے پہلے کے ہیں۔ پھر پپائرس کے کاغذ کا قدیم ترین پارہ یوحنا ۱۸: ۳۱- ۳۳، ۳۷- ۳۸ پر مشتمل ہے۔ یہ ۱۲۵ء کا ہے اور مانچسٹر (لندن) کی جان رے لینڈ لائبریری میں محفوظ ہے۔ علاوہ ازیں بحیرۂ مُردار کے طوماروں میں دو یونانی پارے بھی شامل ہیں جو غالباً اِنجیلِ مرقس اور ا۔تیمتھیس کے اقتباسات پر مشتمل ہیں۔ یہ دونوں پارے ۷۰ء سے پہلے کے ہیں۔

ہمارے پاس اِبتدائی مسیحی بزرگوں (۶۹- ۱۵۰ء) کی شہادت بھی ہے۔ اُنہوں نے بائبل مقدس کے بارے میں کتابیں لکھیں اور اُن میں پاک صحائف میں سے اِقتباس درج کئے۔ یہ اِقتباسات اِس قدر بکثرت ہیں کہ اِن کی مدد سے ہم تقریباً پورا نیا عہد نامہ ازسرِ نو مرتب کر سکتے ہیں۔

پرانے عہدنامے کے زمانے میں اہلِ یہود پاک صحائف کی بڑی عزت وتکریم کرتے تھے، جیسے کہ مسلمان قرآنِ مجید کی کرتے ہیں۔ بدیں وجہ وہ بالکل برداشت نہیں کرتے تھے کہ اِن کے کسی حصے کو گندا کیا جائے یا پھاڑ کر عام ردّی کاغذ کی طرح پھینک دیا جائے۔ وہ بڑے دھیان سے اُنہیں حفظ

کرتے، درستی سے اُنہیں نقل کرتے اور ناقابلِ استعمال اور خستہ حالت اَصل متن کو دفن کرنے کے موقعے پر ایک بڑی تقریب کا انعقاد کیا جاتا۔

صداقتِ متن

ہم سب تاریخ دان یا ماہرِ آثارِ قدیمہ نہیں ہیں، لیکن مواد کو پڑھنے سے ہم خود اُن کی صداقت کے بارے میں فیصلہ کر سکتے ہیں۔ مثال کے طور پر کلمۃ اللہ کے بیان کردہ واقعات پڑھیے اور دیکھیے کہ اُن میں سچائی کی جھلک نظر آتی ہے کہ نہیں۔ آیئے اندھے شخص کی شفایابی پر نگاہ ڈالیں۔ یہ واقعہ متی ۲۰: ۲۹- ۳۴، مرقس ۱۰: ۴۶- ۵۲ اور لوقا ۱۸: ۳۵- ۴۳ میں مندرج ہے۔ اندھا بھیک مانگ رہا تھا۔ مسیح کے حواریوں نے ہمدردی کا اظہار نہ کیا۔ اُنہوں نے اُس آدمی کو چُپ رہنے کا حکم دیا۔ اِس کے برعکس اُن کے اُستاد کو اُس پر ترس آیا اور اُسے شفا دے دی۔ ذیل میں اِس کہانی کو پڑھیے اور دیکھیے کہ اِس شخص کے ایمان نے اُس کی زندگی میں کیسے تبدیلی پیدا کی اور اُسے خوشی سے بھر دیا۔

''اور جب وہ یریحو سے نکل رہے تھے ایک بڑی بھیڑ اُس کے پیچھے ہو لی۔ اور دیکھو دو اندھوں نے جو راہ کے کنارے بیٹھے تھے یہ سن کر کہ یسوع جا رہا ہے چلّا کر کہا اے خداوند ابنِ داؤد ہم پر رحم کر۔ لوگوں نے اُنہیں ڈانٹا کہ چپ رہیں لیکن وہ اَور بھی چلّا کر کہنے لگے اے خداوند ابنِ داؤد ہم پر رحم کر۔ یسوع نے کھڑے ہو کر اُنہیں بُلایا اور کہا تم کیا چاہتے ہو کہ مَیں تمہارے لئے کروں؟ اُنہوں نے اُس

سے کہا اے خداوند یہ کہ ہماری آنکھیں کھُل جائیں۔ یسوع کو ترس آیا اور اُس نے اُن کی آنکھوں کو چھوا اور وہ فوراً بینا ہو گئے اور اُس کے پیچھے ہو لئے'' (متی ۲۰: ۲۹- ۳۴)۔

کیا ہمیں توریت اور انجیل کی ضرورت ہے؟

مسلمان دوست عموماً یہ کہتے ہیں کہ اُنہیں ابتدائی صحائف کی ضرورت نہیں کیونکہ قرآنِ حکیم گزشتہ کتب کا احاطہ کئے ہوئے ہے اِس لئے وہ اُن کے محتاج نہیں ہیں۔ لیکن قرآن مجید میں کہیں نہیں لکھا کہ اِس میں توریت اور انجیل بھی شامل ہے۔ دراصل قرآن اِس کے برعکس دعویٰ کرتا ہے۔

اس کا دعویٰ تو یہ ہے کہ یہ پہلے لوگوں کی کتابوں میں بھی موجود ہے (سورہ ۲۶: ۱۹۶)۔ اور مولانا مودودی اِس آیت کی تشریح میں لکھتے ہیں: ''یعنی یہی ذکر اور یہی تنزیل اور یہی الٰہی تعلیم سابق کتبِ آسمانی میں بھی موجود ہے... کوئی بات بھی نرالی نہیں جو دنیا میں پہلی مرتبہ قرآن ہی پیش کر رہا ہو... '' (تفہیم القرآن جلد سوم)۔ مزید اِس کا دعویٰ یہ ہے کہ یہ اہلِ عرب کا یہ عذر دُور کرنے کی غرض سے نازل کیا گیا کہ ہم توریت اور انجیل کی زبانیں سمجھنے سے قاصر ہیں (سورہ ۶: ۱۵۷، ۱۵۸)۔

علاوہ ازیں جب آنحضرتؐ قرآنِ مجید کے اِختیار کو لوگوں کے سامنے مستحکم بنانا چاہتے تھے تو آپؐ نے اِسے توریت اور انجیل کے ساتھ ساتھ رکھا: ''... کہہ دو کہ اگر سچے ہو تو تم خدا کے پاس سے کوئی کتاب لے آؤ جو اِن دونوں (کتابوں) سے بڑھ کر ہدایت کرنے والی ہو تا کہ مَیں بھی اُسی کی

پیروی کروں'' (سورہ ۲۸: ۴۹)۔

اِسلامی عقیدہ تقاضا کرتا ہے کہ ایک مسلمان کو گزشتہ انبیا کی کتابوں پر ایمان رکھنا چاہئے اور یہ اصول تنسیخ کے خیال کو مکمل طور پر قرآنی تعلیم کے متناقض بنا دیتا ہے کیونکہ قرآنی تعلیم یہ ہے:

''... (مسلمانو) کہو کہ ہم خدا پر ایمان لائے اور جو (کتاب) ہم پر اُتری اُس پر اور جو (صحیفے) ابراہیم اور اسمٰعیل اور اسحٰق اور یعقوب اور اُن کی اولاد پر نازل ہوئے اُن پر اور جو (کتابیں) موسیٰ اور عیسیٰ کو عطا ہوئیں اُن پر اور جو اَور پیغمبروں کو اُن کے پروردگار کی طرف سے ملیں اُن پر (سب پر ایمان لائے) ہم اُن پیغمبروں میں سے کسی میں کچھ فرق نہیں کرتے اور ہم اُسی (خدائے واحد) کے فرماں بردار ہیں۔''
(سورہ ۲: ۱۳۶)

حوالہ جات:

۱۔ احمد دیدات ''Is the Bible the Word of God ?''
(ڈربن اِسلامک سنٹر ۱۹۸۲ء) صفحہ نمبر ۶۴

باب ۵

کتابِ مقدس کی صحت وصداقت (۲)

آثارِ قدیمہ کی دریافتیں

ماضی کی باقیات کے سائنسی مطالعہ کا نام علمِ آثارِ قدیمہ کہلاتا ہے۔ آثارِ قدیمہ کا ماہر قدیم شہروں اور گھروں کا مطالعہ کرتا اور کھنڈرات سے ملنے والی چیزوں مثلاً برتنوں اور اوزاروں کا تجزیہ کرتا ہے۔ وہ پتھروں، مٹی کی تختیوں یا ضائع ہونے سے بچ جانے والے مواد پر لکھی ہوئی یا کندہ تحریروں کا مطالعہ کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ ماہرینِ اثریات نے بائبل مقدس میں مذکور مُلکوں میں کئی سال تک کام کیا ہے۔ حیرت انگیز بات ہے کہ اُن کی دریافتوں سے متواتر الکتاب کے کئی پہلوؤں پر روشنی پڑ رہی ہے۔

حضرت موسیٰ کے دَور سے پہلے کا فنِ تحریر

ایک وقت تھا جب بائبل کے نقاد علما کہتے تھے کہ بائبل میں مندرج متعدد واقعات کبھی وقوع پذیر ہی نہیں ہوئے۔ اب آثارِ قدیمہ کی دریافتوں نے ثابت کر دیا ہے کہ یہ واقعات بالکل ویسے ہی وقوع پذیر ہوئے تھے جیسے کہ الکتاب میں مندرج ہیں۔ مثال کے طور پر کسی زمانے میں یہ خیال کیا جاتا تھا

کہ لکھنے کا فن حضرت موسیٰ کے زمانے تک ایجاد نہیں ہوا تھا، لیکن آثارِ قدیمہ نے اِس مفروضے کو غلط ثابت کر دیا ہے۔

پُنطیُس پیلاطُس

چند سال پہلے تک ہم اِس رومی گورنر کے بارے میں صرف عہدنامۂ جدید اور یوسیفس، فِیلو اور تاسِتُس کی تحریروں سے ہی جانتے تھے۔ لیکن ۱۹۶۱ء میں قیصریہ (یروشلیم سے ۶۵ میل دُور) سے پتھر کی ایک تختی دریافت ہوئی جس پر تین نام کندہ ہیں۔ اِن میں پیلاطُس اور قیصر تبریُس کا نام بھی شامل ہے[۱]۔

عیسیٰ مسیح سے صدیوں پہلے کے رسوم و رواج

آثارِ قدیمہ کی دریافتوں نے ثابت کر دیا ہے کہ مسیح سے دو ہزار سال پہلے کے رسوم و رواج بائبل میں مندرج حضرت ابراہیم کے بیان پر فِٹ بیٹھتے ہیں[۲]۔ فرعون کے دربار میں حضرت یوسف کے حوالے سے پیدائش کی کتاب کا بیان بالکل وہی تکنیکی اِصطلاحیں استعمال کرتا اور اُنہی معمولات کا حوالہ دیتا ہے جو ابنِ مریم سے ۱۸۰۰ سال پہلے مصر کے شاہی دربار میں مروّج تھے[۳]۔

شہرِ صُور

حضرت حزقی ایل (تقریباً ۵۹۲۔۔ ۵۸۰ ق۔م) نے شہرِ صور کی تباہی کو پہلے ہی دیکھ لیا تھا[۴]۔ یہ تباہی بابل کے نبوکدنضر کے دَورِ اقتدار میں واقع ہوئی۔ بعدازاں سکندرِاعظم آیا اور اُس نے اِس بڑے شہر کی مٹی، پتھروں اور اینٹوں کو ایک جزیرے تک پہنچنے کے لئے سڑک بنانے میں اِستعمال کیا۔ یہ

پیش گوئی بھی تھی کہ اِس شہر کی جگہ مچھیرے سُکھانے کے لئے اپنے جال پھیلایا کریں گے، لیکن شہر دوبارہ تعمیر نہیں ہوگا [5]۔جدید صُور اُس جگہ تعمیر نہیں ہوا جس جگہ قدیم شہر آباد تھا۔ اِس پیش گوئی کے ہزاروں سال بعد آج بھی ماہی گیر اِس چٹان دار ساحل پر اپنے جال پھیلاتے ہیں۔

نینوہ کی تباہی

ناحوم نبی نے تقریباً ۶۴۰ ق۔م میں نینوہ کی تباہی و بربادی کے بارے میں لکھا۔ آپ نے پیش گوئی کی کہ اسوری مملکت کا یہ صدر مقام ایک زبردست سیلاب کے باعث برباد ہو جائے گا [6]۔ قریباً ۶۱۲ ق۔م میں ایک دشمن نے نینوہ پر حملہ کیا اور اِس شہر کو یہاں تک مکمل طور پر نیست و نابود کر دیا کہ بیسویں صدی تک یعنی قریباً ۲۴۰۰ سال بعد تک اِس کے کھنڈرات صفحۂ ہستی سے معدوم رہے ہیں۔ بہت ساری مثالیں پیش کی جا سکتی ہیں لیکن یہ ثابت کرنے کی غرض سے کہ بائبل مقدس مستند و معتبر کتاب ہے مذکورۂ بالا مثالیں ہی کافی ہیں۔ چنانچہ بڑے اِعتماد کے ساتھ ہم اِس کا مطالعہ کر سکتے ہیں۔

مکمل شدہ پیش گوئیاں

الکتاب کی اِصطلاح میں پیش گوئی ماضی، حال اور مستقبل کے بارے میں خدا کے مکاشفے کو کہتے ہیں۔ یہ پیش گوئیاں اکثر انسانی پیش بینی سے ماورا اور غیر معمولی طور پر مفصل ہوتی ہیں۔ تاریخ میں اِن پیش گوئیوں کا پورا ہونا اِس اَمر کی علامت ہے کہ خدا نے اپنے نبیوں کے اِلہام کی تصدیق کر دی

ہے۔ بائبل مقدس میں بہت ساری پیش گوئیاں مرقوم ہیں۔ متعدد تو پوری ہو چکی ہیں اور دیگر نے ابھی پورا ہونا ہے۔ ذیل میں صرف ایک مثال دی جاتی ہے:

یسعیاہ کی کتاب پرانے عہدنامے کی ایک نبوتی کتاب ہے جو مسیح کی ولادت باسعادت سے سینکڑوں سال پہلے قلم بند ہوئی۔ لیکن آج جب اِس کا مطالعہ کرتے ہیں تو ہم حیران رہ جاتے ہیں کہ مسیح نے کس طرح اِس کتاب کے مندرجات کے مطابق زندگی گزاری۔ باب ۵۳ کا آغاز (آیات ۱۔ ۳) یہ بتاتا ہے کہ یسوع مسیح کو کس طرح رد کر دیا جائے گا۔ مزید یہ کہ چونکہ لوگ آپ کی ذاتِ اَقدس کو سمجھنے سے قاصر رہیں گے اِس لئے وہ آپ کو قتل کر دیں گے (آیت ۷۔ ۹)۔ لیکن خدا آپ کو عزت و عظمت کے مقام پر سرفراز کرے گا (آیات ۱۰۔ ۱۲)۔

"ہمارے پیغام پر کون ایمان لایا؟ اور خداوند کا بازو کس پر ظاہر ہوا؟ پر وہ اُس کے آگے کونپل کی طرح اور خشک زمین سے جڑ کی مانند پھوٹ نکلا ہے۔ نہ اُس کی کوئی شکل و صورت ہے نہ خوبصورتی اور جب ہم اُس پر نگاہ کریں تو کچھ حُسن و جمال نہیں کہ ہم اُس کے مشتاق ہوں۔ وہ آدمیوں میں حقیر و مردود۔ مردِ غمناک اور رنج کا آشنا تھا۔ لوگ اُس سے گویا رُوپوش تھے، اُس کی تحقیر کی گئی اور ہم نے اُس کی کچھ قدر نہ جانی۔

تو بھی اُس نے ہماری مشقتیں اُٹھالیں اور ہمارے غموں کو برداشت کیا۔ پر ہم نے اُسے خدا کا مارا کوٹا اور ستایا ہوا سمجھا۔ حالاں کہ وہ ہماری خطاؤں کے سبب سے گھایل کیا گیا اور ہماری بدکرداری کے

باعث کُچلا گیا۔ ہماری ہی سلامتی کے لئے اُس پر سیاست ہوئی تا کہ اُس کے مار کھانے سے ہم شِفا پائیں۔ ہم سب بھیڑوں کی مانند بھٹک گئے۔ ہم میں سے ہر ایک اپنی راہ کو پھرا پر خداوند نے ہم سب کی بدکرداری اُس پر لادی۔

وہ ستایا گیا تو بھی اُس نے برداشت کی اور مُنہ نہ کھولا۔ جس طرح برّہ جسے ذبح کرنے کو لے جاتے ہیں اور جس طرح بھیڑ اپنے بال کترنے والوں کے سامنے بے زبان ہے اُسی طرح وہ خاموش رہا۔

وہ ظلم کرکے اور فتویٰ لگا کر اُسے لے گئے پر اُس کے زمانہ کے لوگوں میں سے کس نے خیال کیا کہ وہ زندوں کی زمین سے کاٹ ڈالا گیا؟ میرے لوگوں کی خطاؤں کے سبب سے اُس پر مار پڑی۔ اُس کی قبر بھی شریروں کے درمیان ٹھہرائی گئی اور وہ اپنی موت میں دولت مندوں کے ساتھ ہوا حالانکہ اُس نے کسی طرح کا ظلم نہ کیا اور اُس کے منہ میں ہرگز چھل (دھوکا) نہ تھا۔

لیکن خداوند کو پسند آیا کہ اُسے کُچلے۔ اُس نے اُسے غمگین کیا۔ جب اُس کی جان گناہ کی قربانی کے لئے گزرانی جائے گی تو وہ اپنی نسل کو دیکھے گا۔ اُس کی عمر دراز ہو گی اور خداوند کی مرضی اُس کے ہاتھ کے وسیلہ سے پوری ہوگی۔ اپنی جان ہی کا دُکھ اُٹھا کر وہ اُسے دیکھے گا اور سیر ہو گا۔ اپنے ہی عرفان سے میرا صادق خادم بہتوں کو راست باز ٹھہرائے گا کیونکہ وہ اُن کی بدکرداری خود اُٹھا لے گا۔ اِس لئے مَیں اُسے بزرگوں کے ساتھ حصہ دوں گا اور وہ لوٹ کا

مال زور آوروں کے ساتھ بانٹ لے گا کیونکہ اُس نے اپنی جان موت کے لئے اُنڈیل دی اور وہ خطاکاروں کے ساتھ شمار کیا گیا۔ تو بھی اُس نے بہتوں کے گناہ اُٹھا لئے اور خطاکاروں کی شفاعت کی"

(یسعیاہ ۵۳: ۱-۱۲)۔

دیگر انبیا

آج بھی کچھ ایسے لوگ ہیں جو مستقبل کے بارے میں پیش گوئی کرنے کے قابل ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں؛ لیکن غور کیجئے کہ وہ کہتے کیا ہیں۔ عموماً وہ بے سَر وپا، مبہم اور بے معنی ہوتا ہے۔ اُن کی باقی پیش خبریاں کبھی کبھار درست ہوتی ہیں اور کبھی کبھار غلط، لیکن شاید ہی کبھی معنی خیز اور وقیع ہوتی ہیں۔ تاہم بائبل کی پیش خبری کا معاملہ فرق ہے۔ جو کچھ بائبل کہتی ہے وہ ہمیشہ واقع ہو کر رہتا ہے یا مستقبل میں یقیناً وقوع پذیر ہو گا۔ بائبل مقدس کی پیش گوئیاں عام طور پر پیش گوئی کرنے والے شخص کے سینکڑوں سال بعد پوری ہوئیں۔ مکمل ہو جانے والی پیش گوئیاں اِس بات کی پختہ شہادت ہیں کہ بائبل مقدس خدا کی کتاب ہے کیونکہ صرف خدا ہی مستقبل کو ظاہر کرسکتا ہے۔

(ہم پُر زور سفارش کرتے ہیں کہ صداقتِ بائبل کے موضوع پر ایم۔آئی۔ کے کی شائع کردہ درج ذیل مفصل کُتب کا مطالعہ کیجئے: صحتِ کتبِ مقدسہ؛ لاتبدیل کلام اور صداقتِ بائبل)۔

حوالہ جات

۱۔ بمقابلہ لوقا ۳:۱؛ متی ۲۷:۲؛ مرقس ۱۵:۱۔۵؛
لوقا ۲۳:۱؛ یوحنا ۱۸: ۲۸،۲۹

۲۔ پیدائش ۱۲۔ ۲۵ ابواب

۳۔ پیدائش ۳۹ ۔ ۴۱ ابواب

۴۔ حزقی ایل ۲۶: ۳۔ ۲۱

۵۔ حزقی ایل ۲۶: ۵، ۱۴

۶۔ ناحوم ۲: ۶

۷۔ ناحوم ۳: ۱۵

باب ۶

پائیدار و لازوال کلام

ہمارے مسلمان دوست تسلیم کرتے ہیں کہ توریت، زبور، انجیل اور انبیا کے صحائف خدا کی نازل کردہ کتابیں ہیں۔ تاہم بعض یہ کہتے ہیں کہ الکتاب یعنی بائبل مقدس میں موجود تمام کتابیں اب منسوخ ہو چکی ہیں[۱]۔ وہ دعویٰ کرتے ہیں کہ آنخضرتؐ کے پیغام یعنی قرآن شریف نے مسیح کی انجیل سمیت اِن تمام کتب کی جگہ لے لی ہے اور کہ آنخضرتؐ کا پیغام روزِ محشر تک ہے، اِس کی جگہ کوئی اَور کتاب یا پیغام نہیں لے گا۔ یہ جاننا بہت اہم ہے کہ قرآنِ مجید میں ایک آیت بھی ایسی نہیں جو اِس دعوے کی حمایت کرتی ہو۔

کیا بائبل مقدس میں کہیں لکھا ہے کہ زبور نے توریت کی شریعت کی جگہ لے لی؟ حقیقت اِس کے بالکل اُلٹ ہے۔ زبور میں آتا ہے، "خداوند کی شریعت کامل ہے۔ وہ جان کو بحال کرتی ہے۔ خداوند کی شہادت برحق ہے۔ نادان کو دانش بخشتی ہے[۲]۔" یوں زبور بڑی صفائی سے توریت کی توثیق کرتا ہے۔

کیا کلمۃ اللہ نے دعویٰ کیا کہ انجیل نے پہلے کی آسمانی کتب کو منسوخ کر دیا ہے؟ ہم آپ کو یہ فرماتے ہوئے پاتے ہیں، "یہ نہ سمجھو کہ مَیں توریت یا نبیوں کی کتابوں کو منسوخ کرنے آیا ہوں۔ منسوخ کرنے نہیں بلکہ پورا کرنے

آیا ہوں [3] ۔"

کیا یہ ممکن ہے کہ انجیلِ جلیل منسوخ ہو جائے؟ یسوع المسیح فرماتے ہیں، "آسمان اور زمین ٹل جائیں گے لیکن میری باتیں ہرگز نہ ٹلیں گی [4] ۔" تعجب کی بات نہیں کہ نیا عہد نامہ بڑی صفائی کے ساتھ ہمیں یاد دلاتا ہے، "ہر بشر گھاس کی مانند ہے اور اُس کی ساری شان و شوکت گھاس کے پھول کی مانند۔ گھاس تو سُوکھ جاتی ہے اور پھول گر جاتا ہے، لیکن خداوند کا کلام اَبد تک قائم رہے گا [5] ۔"

چنانچہ کوئی پیغام بھی کسی دوسرے پیغام کی جگہ نہیں لیتا۔ اِس کے بجائے یہ ایک عمارت کی مانند ہے کہ جو کچھ پہلے تعمیر ہو چکا ہے اُس پر اَور ردّے رکھنا اور یوں خدائے ذُوالجلال کی پاک مرضی کو مزید واضح کر دینا۔

قرآنِ مجید کی گواہی

قرآنِ مجید میں ایسا کوئی اشارہ نہیں کہ اِس نے الکتاب یعنی بائبل مقدس کو منسوخ کر دیا ہے۔ قرآنِ مجید میں چند ایک مقامات پر ہی تنسیخ کا ذکر آیا ہے اور اِس کا تعلق خود قرآن مجید کی بعض آیات کے ساتھ ہے نہ کہ بائبل مقدس کے ساتھ [6] ۔ فی الحقیقت ہمیں قرآن شریف میں ایسی آیات ملتی ہیں جو صحفِ سماوی یعنی بائبل مقدس کی تصدیق کرتی اور اہلِ کتاب کو تاکید کرتی ہیں کہ جو کچھ اِس میں لکھا ہے اُس کی اطاعت کریں۔ لکھا ہے، "... اے اہلِ کتاب! تم ہرگز کسی اصل پر نہیں ہو جب تک کہ توراۃ اور انجیل اور اُن دوسری کتابوں کو قائم نہ کرو جو تمہارے رب کی طرف سے نازل کی گئی ہیں..." (مائدہ آیت ۶۸)۔ اِس آیت کی تفسیر میں مولانا مودودی لکھتے ہیں، "تورات

اور انجیل کو قائم کرنے سے مراد راست بازی کے ساتھ ان کی پیروی کرنا اور انہیں اپنا دستورِ زندگی بنانا ہے ..." (تفہیم القرآن جلد اوّل)۔ اگر ان پاک کتابوں میں تحریف ہو چکی ہوتی تو قرآنِ مجید کبھی بھی اِن کی پیروی کرنے اور انہیں اپنا دستورِ حیات بنانے کی ہدایت نہ کرتا۔

قرآن مجید قابلِ ستائش ہے کہ وہ ہمیں تاکیداً کہتا ہے کہ جو کچھ ہم بائبل مقدس میں پڑھتے ہیں اُس پر عمل بھی کریں۔ مسیح کی زبانِ مبارکہ سے صادر ہونے والے الفاظ لازوال ہیں۔ کلمۃ اللہ نے اپنے دَور کی نسلِ انسانی کے سامنے سچائی کی منادی کی، اور چونکہ نسلِ انسانی آج بھی وہی اور ویسی ہی ہے اس لئے اُس سچائی کا اِطلاق آج بھی ہوتا ہے۔

جانوروں کی قربانیاں

ممکن ہے کوئی یہ سوال کرے کہ "مسیحی خدا کے حضور جانوروں کی قربانیاں کیوں نہیں گزرانتے، سبت (ہفتہ) کے دن آرام کیوں نہیں کرتے یا توریت میں اَحکامِ خداوندی کے مطابق اپنے نرینہ بچوں کا ختنہ کیوں نہیں کرتے؟"

پرانا عہد نامہ ہمیں بتاتا ہے کہ جب حضرت آدم و حوا گناہ کے مرتکب ہوئے اور اُنہیں خدا کی حضوری سے خارج کر دیا گیا تو باری تعالیٰ نے حکم دیا کہ جب لوگ اُس کی قبولیت حاصل کرنے کے خواہاں ہوں تو وہ اُس کے حضور جانوروں کی قربانیاں پیش کریں۔ ہم دیکھتے ہیں کہ حضرت ابراہیم، حضرت موسیٰ، حضرت داؤد اور دیگر بہتیروں نے ایسی قربانیاں چڑھائیں۔ یہ اُس واحد اور حتمی قربانی کا محض عکس تھیں جو موعودہ نجات دہندہ سیدنا یسوع مسیح

نے پیش کرنی تھی۔ الکتاب کے ابتدائی حصے میں آپ کی آمد کے بارے میں بہت ساری پیش گوئیاں مندرج ہیں۔ آگے چل کر کسی باب میں ہم اِن کا تفصیلی مطالعہ کریں گے۔

زبور میں حضرت داوٗد نے یوں نبوت کی، ''قربانی اور نذر کو تُو پسند نہیں کرتا ... تب مَیں نے کہا دیکھ! مَیں آیا ہوں... میری خوشی تیری مرضی پوری کرنے میں ہے۔''[۷] نئے عہد نامے میں ہم دیکھتے ہیں کہ یسوع مسیح نے یہ پیش خبری یوں پوری کی کہ آپ نے ہمارے گناہوں کی قربانی کے طور پر اپنے آپ کو نثار کر دیا[۸]۔ جانوروں کی قربانیوں کی ضرورت مسیح کی قربانی تک ہی تھی۔ ہمیں خدا کے قریب لانے کے لئے آپ نے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ایک ہی بار دُکھ اُٹھایا[۹]۔ چنانچہ جب ہم یسوع مسیح پر ایمان لاتے ہیں تو خدا ہم سے ایسے اعتقاد کی توقع کرتا ہے جو اُس کی حمد وتمجید کرتا اور نیک زندگی بسر کرنے کا سبب بنتا ہے[۱۰]۔

سبت اور رسوماتی شریعت

سبت انسان کے آرام کے دن کے طور پر مقرر کیا گیا[۱۱] اِس حقیقت کی یاد میں کہ خداوند کریم نے تخلیق کا کام چھ دِنوں میں مکمل کیا[۱۲]۔ کلمۃ اللہ پر ایمان لانے کے بعد ایک مسیحی نیا مخلوق بن جاتا ہے۔ لہٰذا اب ایک اَور دن یاد رکھنا ہے، وہ دِن جب یہ کچھ ممکن ہوا۔ یہ ہفتے کا پہلا دِن ہے یعنی جس دن یسوع مسیح مُردوں میں سے جی اُٹھے۔ پس اِسی دن مسیحی ایمان دار آرام کرتے اور خدا کی عبادت کے لئے فراہم ہوتے ہیں۔

ختنہ اُس عہد کا نشان تھا جو خداوند تعالیٰ نے حضرت ابراہیم کے ساتھ باندھا۔ حضرت موسیٰ نے اِس کے روحانی مفہوم کو مزید واضح کر دیا جب آپ نے فرمایا:

''خداوند تیرا خدا تیرے اور تیری اَولاد کے دل کا ختنہ کرے گا تا کہ تُو خداوند اپنے خدا سے اپنے سارے دِل اور اپنی ساری جان سے محبت رکھے اور جیتا رہے۔''[۱۳]۔

کئی سَو سال بعد خدا نے یرمیاہ نبی کی معرفت یہ فرمایا:

''دیکھ وہ دن آتے ہیں... جب مَیں اِسرائیل کے گھرانے ... کے ساتھ نیا عہد باندھوں گا۔ یہ اُس عہد کے مطابق نہیں جو مَیں نے اُن کے باپ دادا سے کیا... یہ وہ عہد ہے جو مَیں ... باندھوں گا... مَیں اپنی شریعت اُن کے باطن میں رکھوں گا اور اُن کے دِل پر اُسے لکھوں گا...''[۱۴]۔

یہ نیا عہد نئے عہدنامے میں درج ہے۔ یہ دل کا ختنہ ہر حقیقی مسیحی کا تجربہ ہے۔

پرستش کی ظاہری صورتوں میں تبدیلی آ سکتی ہے لیکن پرستش صرف خدا ہی کی ہوتی ہے۔ ایک نبی کے انتقال کے بعد دوسرا نبی آ سکتا ہے لیکن خدا کا کلام منسوخ نہیں ہو سکتا۔ ہم دیکھتے ہیں کہ خدا کی سچائی کا بنی آدم پر ایک ہی بار انکشاف نہیں ہو گیا بلکہ جیسے بائبل مقدس فرماتی ہے کہ

''اگلے زمانے میں خدا نے باپ دادا سے حصہ بہ حصہ اور طرح بہ طرح نبیوں کی معرفت کلام کر کے اِس زمانے کے آخر میں ہم سے بیٹے کی

معرفت کلام کیا ...''[15]

یسوع مسیح خدا کے مشن کو ایک ہی بار اور ہمیشہ ہمیشہ کے لئے مکمل کرنے کی خاطر آ گئے۔ خدا کا یہ پیغام منسوخ نہیں ہوتا، یہ لازوال اور ابدی ہے۔

آیئے چند ابدی سچائیوں پر نگاہ ڈالیں جو یسوع مسیح نے ہمیں سکھائی ہیں۔ یہ آیاتِ مبارکہ حقیقی خوشی یا برکت کی راہ بتاتی ہیں۔ اسی لئے اِنہیں ''مبارک بادیاں'' کہا جاتا ہے:

''وہ (مسیح) اس بھیڑ (ہجوم) کو دیکھ کر پہاڑ پر چڑھ گیا اور جب بیٹھ گیا تو اس کے شاگرد اس کے پاس آئے۔ اور وہ اپنی زبان کھول کر اُن کو یوں تعلیم دینے لگا۔

مبارک ہیں وہ جو دل کے غریب ہیں کیونکہ آسمان کی بادشاہی اُن ہی کی ہے۔

مبارک ہیں وہ جو غمگین ہیں کیونکہ وہ تسلی پائیں گے۔

مبارک ہیں وہ جو حلیم ہیں کیونکہ وہ زمین کے وارث ہوں گے۔

مبارک ہیں وہ جو راست بازی کے بھوکے اور پیاسے ہیں کیونکہ وہ سودہ ہوں گے۔

مبارک ہیں وہ جو رحم دل ہیں کیونکہ اُن پر رحم کیا جائے گا۔

مبارک ہیں وہ جو پاک دل ہیں کیونکہ وہ خدا کو دیکھیں گے۔''

(متی ۵: ۱–۸)۔

سیدنا مسیح نے فرمایا کہ آسمان مغرور یا متکبر لوگوں کا منتظر نہیں بلکہ اُن کا جو انکساری سے اقرار کرتے ہیں کہ وہ دِل کے غریب ہیں اور اِس بات کے

محتاج ہیں کہ خدا اُنہیں سکھائے (آیت ۳)۔ خدا اُن تک نہیں پہنچتا جو عالمِ کُل ہونے کے دعوے دار ہیں اور اپنی نیک زندگی سے مسرور ہوتے ہیں، بلکہ اُن تک پہنچتا ہے جو اپنی کوتاہیوں پر ماتم کرتے اور اپنی خامیوں پر روتے ہیں (آیت ۴)۔ خدا کا رحم و کرم اُن پر ہوگا جو حلیم اور فروتن ہیں نہ کہ مغروروں اور لاف زنوں پر (آیت ۵)۔ کلمۃ اللہ کہتے ہیں کہ ایک رحم دل شخص پر ہی خدا رحم کرتا ہے (آیت ۷)۔ پاکیزگی دل میں جنم لیتی ہے اور جس شخص کا دل پاک ہے اُسے خداوند کریم کا دیدار نصیب ہوگا (آیت ۸)۔

اگر ہم خدا کے فرزند ہیں تو نفرت، غصہ اور تشدد نہیں اپنائیں گے بلکہ اپنے ساتھ، اپنے اِرد گرد بسنے والے لوگوں کے ساتھ اور خدا کے ساتھ صُلح اور میل ملاپ رکھیں گے۔ اِنجیلِ مقدس ایسی ہی بے مثال اور حیرت انگیز تعلیمات سے بھری پڑی ہے۔ بلاشبہ اِس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ یہ آسمانی کتاب اَبدی ہے، کیونکہ یہ دائمی سچائی کا اِنکشاف کرتی ہے۔

حوالہ جات

۱۔ تفسیر بیضاوی ۹:۲۹

۲۔ زبور ۱۹: ۷

۳۔ متی ۵: ۱۷

۴۔ متی ۲۴: ۳۵

۵۔ ا۔پطرس ۱: ۲۴،۲۵

۶۔ قرآنِ مجید ۲:۱۰۶ بمقابلہ ۱۶: ۱۰۱
مزید پڑھیں علوم القرآن از ڈاکٹر صُبحی صالح فصل ششم، ایڈیشن ۱۹۸۴ء۔ (امام سیوطی کی دانست میں قرآنِ مجید کی اکیس آیات منسوخ ہیں جبکہ ڈاکٹر صبحی صرف دس آیات کو منسوخ قرار دیتے ہیں)۔

۷۔ زبور ۴۰: ۶—۸
۸۔ عبرانیوں ۱۰: ۶—۱۰
۹۔ ۱۔پطرس ۳: ۱۸
۱۰۔ عبرانیوں ۱۳: ۱۵، ۱۶
۱۱۔ اِستثنا ۵: ۱۲—۱۵؛ قرآنِ مجید ۴: ۱۵۴؛ ۷: ۱۶۳
۱۲۔ خروج ۲۰: ۱۱؛ قرآنِ مجید ۷: ۵۴؛ ۱۰: ۳؛ ۱۱: ۷
۱۳۔ اِستثنا ۳۰: ۶
۱۴۔ یرمیاہ ۳۱: ۳۱—۳۳
۱۵۔ عبرانیوں ۱: ۱، ۲

باب ۷

عیسیٰ مسیح کے بارے میں پیش گوئیاں

خدائے ذُوالجلال آغاز ہی میں انجام کو دیکھ لیتا ہے۔ بعض اوقات وہ پیش خبریوں کی بدولت اُن باتوں کو ظاہر کر دیتا ہے جنہیں ابھی مستقبل میں واقع ہونا ہوتا ہے۔ بائبل مقدس کی بعض سب سے زیادہ حیران کُن پیش گوئیاں کلمۃ اللہ مسیح کے بارے میں ہیں، مثلاً یسعیاہ ۵۳ باب جس کا حوالہ ہم کئی بار دے چکے ہیں۔ یہ پیش خبریاں ظاہر کرتی ہیں کہ یسوع مسیح ہی حقیقی مسیحِ موعود ہیں کیونکہ یہ سب آپ کی ذات میں پوری ہوتی ہیں۔

کلمۃ اللہ کی ولادتِ سعید سے مُدتوں پہلے اہلِ یہود بخوبی آشنا تھے کہ پاک صحائف میں مسیحِ موعود کے بارے میں متعدد پیش گوئیاں درج ہیں۔ جب مسیح آ پہنچے تو آپ نے اُن سے مخاطب ہو کر فرمایا: ”تم کتابِ مقدس میں ڈھونڈتے ہو کیونکہ سمجھتے ہو کہ اُس میں ہمیشہ کی زندگی تمہیں ملتی ہے اور یہ وہ ہے جو میری گواہی دیتی ہے[۱]۔“

اگر آپ متی کی انجیل کا مطالعہ کریں تو آپ کو تکمیل شدہ پیش گوئیوں کے کم از کم ۲۱ حوالے ملیں گے! پورا نیا عہد نامہ بڑی صفائی سے ظاہر کرتا ہے کہ یہ یسوع مسیح ہیں جنہوں نے پرانے عہد نامے کی پیش گوئیوں کو پایۂ تکمیل تک پہنچایا۔

آیئے اُن میں سے چند ایک کا جائزہ لیں اور دیکھیں کہ وہ کیسے پوری ہوئیں۔

عیسیٰ مسیح کا کنواری کے بطن سے جنم لینا

سیدنا مسیح کی وِلادت سے کئی صدیاں پہلے خدا نے حضرت یسعیاہ کی معرفت یوں فرمایا، ”لیکن خداوند آپ تم کو ایک نشان بخشے گا۔ دیکھو ایک کنواری حاملہ ہوگی اور بیٹا پیدا ہوگا اور وہ اُس کا نام عمانوایل رکھے گی[۲]۔“ یہ پیش گوئی ہمیں اُس وقت پوری ہوتی نظر آتی ہے جب مریم صدیقہ کے پاس جبرائیل فرشتہ آیا اور یہ پیغام دیا کہ وہ ایک بیٹے کی ماں بنیں گی۔ وہ سب کچھ وقوع پذیر ہوا جس کا وعدہ خدا نے کیا تھا[۳]۔

عیسیٰ مسیح کا بیت لحم میں پیدا ہونا

حضرت میکاہ کی معرفت خداوند تعالیٰ نے پہلے ہی بتا دیا کہ یسوع مسیح کی ولادتِ باسعادت بیت لحم میں ہوگی[۴]۔ اِس پیش گوئی سے تو ہیرودیس بادشاہ اور اُس کے صلاح کار بھی بخوبی واقف تھے۔ نیا عہدنامہ ہمیں بتاتا ہے کہ یسوع مسیح واقعی یہوداہ کے بیت لحم میں پیدا ہوئے[۵]۔

عیسیٰ مسیح کا معجزات دکھانا

خدا نے حضرت یسعیاہ کی بدولت ایک بار پھر یوں فرمایا:

”دیکھو تمہارا خدا ... آتا ہے ... اُس وقت اندھوں کی آنکھیں وا کی (کھولی) جائیں گی اور بہروں کے کان کھولے جائیں گے۔ تب لنگڑے ہرن کی مانند چوکڑیاں بھریں گے اور گونگے کی زبان گائے

گی ...[۶]“

متی رسول کی معرفت لکھی گئی انجیل اِن الفاظ میں اِس پیش گوئی کی تصدیق کرتی ہے:

”اور یسوع سب شہروں اور گاؤں میں پھرتا رہا اور اُن کے عبادت خانوں میں تعلیم دیتا اور بادشاہی کی خوش خبری کی منادی کرتا اور ہر طرح کی بیماری اور ہر طرح کی کمزوری دُور کرتا رہا[۷]۔“

عیسیٰ مسیح کا صلیب پر چڑھایا جانا

کلمۃ اللہ کی مصلوبیت کوئی حادثہ یا محض بھیانک غلطی نہیں تھی، بلکہ آپ نے برضا و رغبت اپنی جان دے دی۔ کیوں؟ اِس لئے کہ خداوند تعالیٰ نسلِ انسان کو اپنے قریب لانا چاہتا تھا۔ پیش گوئی تھی کہ یسوع مسیح نے ”اپنی جان موت کے لئے اُنڈیل دی اور وہ خطاکاروں کے ساتھ شمار کیا گیا تو بھی اُس نے بہتوں کے گناہ اُٹھا لئے اور خطاکاروں کی شفاعت کی[۸]۔“ رومیوں نے مسیح کے ساتھ دو ڈاکوؤں کو بھی صلیب پر چڑھایا، ایک کو آپ کے دائیں اور دوسرے کو بائیں[۹]۔

عیسیٰ مسیح کی پسلی کا چھیدا جانا

”وہ اُس پر جس کو اُنہوں نے چھیدا ہے نظر کریں گے[۱۰]۔“ یہ الفاظ حکمت اللہ مسیح میں اُس وقت تکمیل کو پہنچے جب ایک سپاہی نے آپ کی پسلی میں نیزہ مارا[۱۱]۔

مزید پیش گوئیاں

عیسیٰ مسیح کے بارے میں اَور بھی بہت ساری پیش گوئیاں ہیں۔ پیش گوئی تھی کہ مسیح کا ایک دوست دھوکے سے آپ کو پکڑوا دے گا اور بالکل ایسا ہی ہوا[۱۲]۔ پھر یہ پیش خبری بھی تھی کہ دھوکا دہی کے اِس عمل کے لئے یہوداہ کو چاندی کے تیس سکے دیئے جائیں گے، لیکن بعد میں یہی رقم وہ خانۂ خدا میں پھینک جائے گا۔ اِس پیسے سے کُمہار کا کھیت خریدا گیا[۱۳] اور اِس کے بارے میں بھی پہلے ہی ٹھیک ٹھیک بتا دیا گیا تھا۔ پہلے تو یہوداہ کو یقین تھا کہ جو کچھ وہ کر رہا ہے بالکل درست ہے لیکن بعد میں جب اُس نے اپنی کارروائی کا نتیجہ دیکھا تو سخت پچھتایا[۱۴]۔

مذکورۂ بالا بیانات سے ہم یہ دیکھ سکتے ہیں کہ بائبل مقدس کتابوں کا محض مجموعہ ہی نہیں ہے۔ یہ عمومی موضوعات کہ خدا نے بنی آدم کے ساتھ کیا سلوک کیا اور اُنہوں نے کیا جواب دیا پوری بائبل میں روشن اور نمایاں دکھائی دیتے ہیں۔ وہ پیش گوئیاں جن پر ہم غور و خوض کر چکے ہیں ظاہرا سائن پوسٹوں کی مانند ہیں جو مسیحِ موعود کی آمد کی راہ دکھاتے ہیں۔ جب آپ تشریف لے آئے تو آپ نے دِکھلا دیا کہ یہ سائن پوسٹ درست تھے[۱۵]۔ سائن پوسٹوں کی طرح اِن اشاروں کو بھی غلط پڑھا جا سکتا ہے۔ یسوع مسیح نے مشاہدہ کیا کہ آپ کے دَور کے یہودی اِن اشاروں (پیش گوئیوں) کو غلط پڑھ رہے تھے۔ اُنہیں توقع تھی کہ گلیل کے شمالی صوبے سے ایک حلیم مُبلغ نہیں بلکہ ایک فاتح جرنیل یا سیاسی لیڈر نمودار ہو گا۔

آپ کا کیا خیال ہے؟

ہو سکتا ہے کوئی یہ کہے کہ پُرانا عہد نامہ نئے عہد نامے کے بعد لکھا گیا تا کہ اِسے ٹھیک ٹھیک پیش گوئیاں مہیا کی جا سکیں۔ لیکن یہ ممکن نہیں ہے۔ چوتھی صدی ق۔م تک یہودی پاک صحائف کی نہایت فکر کے ساتھ حفاظت کرتے رہے ہیں۔ وہ اپنی مقدس کتاب میں کسی طرح کی مداخلت برداشت نہیں کر سکتے تھے، کیونکہ یوں اُن کے عقیدے اور روایت کی ساری بنیاد تباہ و برباد ہو کر رہ جاتی۔

حقیقت تو یہ ہے کہ پرانا عہدنامہ سیدنا مسیح کے دَور سے پہلے ہی دُور دُور تک رائج تھا، یہاں تک کہ دوسری زبانوں میں اِس کے کچھ ترجمے بھی ہو چکے تھے۔ دوسری صدی ق۔م میں اِس کا یونانی زبان میں ترجمہ دستیاب تھا۔ یہ ترجمہ ''ہفتادی ترجمہ'' (Septuagint) کہلاتا ہے اور اِس کی بہت ساری نقول آج دنیا کے مختلف عجائب گھروں میں موجود ہیں۔ ایسی صورتِ حال میں پرانے عہدنامے کے متن میں تبدیلی کرنا ناممکن ہے۔ چند سال پہلے پرانے عہدنامے کی کتابوں کی کچھ نقول بھی دریافت ہوئی ہیں جو کہ مسیحیت سے پہلے کی ہیں۔ ان میں کوئی ردّ و بدل نظر نہیں آتا۔ یہ نقول بحیرۂ مُردار کے طومار ہیں جن کا ذکر چوتھے باب میں ہو چکا ہے۔ جو کوئی بائبل مقدس کو کھلے ذہن کے ساتھ پڑھے گا اِس کی سچائی سے ضرور متاثر ہو گا۔

حوالہ جات

۱۔ یوحنا ۵: ۳۹

۲۔ یسعیاہ ۷: ۱۴

۳۔ متی ۱: ۱۸، ۲۲، ۲۳

۴۔ میکاہ ۵: ۲

۵۔ متی ۲: ۱؛ لوقا ۲: ۴۔۷؛ یوحنا ۷: ۴۲

۶۔ یسعیاہ ۳۵: ۴۔۶

۷۔ متی ۹: ۳۵ بمقابلہ متی ۱۱: ۴۔۶

۸۔ یسعیاہ ۵۳: ۱۲

۹۔ متی ۲۷: ۳۸

۱۰۔ زکریاہ ۱۲: ۱۰

۱۱۔ یوحنا ۱۹: ۳۴

۱۲۔ زبور ۴۱: ۹ بمقابلہ یوحنا ۱۳: ۱۸ متی ۱۰: ۴

۱۳۔ زکریاہ ۱۱: ۱۲

۱۴۔ متی ۲۶: ۱۵؛ متی ۲۷: ۵، ۷

۱۵۔ پانچویں صدی عیسوی کے ایک مسیحی ایمان دار اَوگسطین نے ایک مرتبہ کہا کہ بائبل مقدس اِس طرح جُڑی ہوئی ہے کہ ”نیا عہدنامہ پرانے میں پوشیدہ ہے اور پرانا عہدنامہ نئے میں ظاہر ہے۔“

باب ۸

عیسیٰ ”المسیح“

عیسیٰ مسیح کی ذات لاثانی ہے۔ درحقیقت پوری کی پوری بائبل آپ (یسوع) ہی کے بارے میں لکھی گئی ہے۔ بائبل مقدس کی پہلی کتاب پیدائش میں آپ کی آمد کا وعدہ درج ہے اور پھر اِس کی آخری کتاب مکاشفہ میں آپ کی دوسری آمد کا وعدہ مرقوم ہے[1]۔ اہلِ اِسلام قرآنِ مجید کی بدولت پہلے ہی آپ کی بے پدر پیدائش اور خدا کی بادشاہی کی خوش خبری کی منادی کے بارے میں جانتے ہیں[2]۔ وہ آپ کو کلمۃ اللہ اور روح اللہ کہتے ہیں (آلِ عمران ۳۹، ۴۵، نساء ۱۷۱؛ انبیا ۹۱)۔ قرآنِ مجید میں اکثر مقامات پر آپ کو المسیح عیسیٰ ابنِ مریم کہا گیا ہے۔ الکتاب کی طرح قرآنِ مجید بھی شاہد ہے کہ خداوند تعالیٰ نے آپ کو روئے زمین کی ساری اقوام کے لئے نشانِ رحمت بنا کر بھیجا (سورہ آل عمران، سورہ مریم)۔ خدا نے آپ کو ایک نشان اور رحمت کے طور پر بھیجا تاکہ آپ کو اقوام کے سامنے حُجتُ اللہ یعنی اللہ کے ثبوت کی حیثیت سے پیش کرے۔ قرآنِ مجید یہ گواہی تو دیتا ہے کہ عیسیٰ مسیح ”رحمت“ (سورہ مریم آیت ۲۱) اور ”آیت“ (نشانی) (سورہ مریم آیت ۲۱؛ انبیا آیت ۹۱) ہیں، لیکن اِس تفصیل میں نہیں جاتا کہ خدا نے اِس طرح کیوں کیا اور اِن الفاظ کا

حقیقت میں کیا مفہوم ہے کہ "یہ کام مقرر ہو چکا ہے" (سورہ ۱۹: ۲۱)۔ یہ تفصیل ہمیں بائبل مقدس کے صفحات میں مِل سکتی ہے۔

زمین پر آپ کی آمد

سیدنا مسیح کی ولادتِ سعید اُس وقت ہوئی جب بہت ساری آنکھیں موعودہ مسیح کی آمد کی منتظر تھیں۔ یروشلیم پر حکمرانی ہیرودیس بادشاہ کی تھی ،اور جب اُس نے "یہودیوں کے بادشاہ" کی پیدائش کے بارے میں سُنا تو اُس نے بیت لحم کے ہر نرینہ شیر خوار کو قتل کرا دینے کی کوشش کی۔ خداوند تعالیٰ کی ہدایت سے مسیح اور آپ کا خاندان مصر کو ہجرت کر گئے۔ ہیرودیس کی وفات کے بعد یہ خاندان ناصرت میں سکونت کرنے کے لئے لوٹ آیا۔ انجیلِ مقدس میں کلمۃ اللہ کا دوبارہ ذکر اُس وقت آتا ہے جب آپ کی عمر بارہ سال ہو گئی تھی۔ آپ یروشلیم کی ہیکل (خانۂ خدا) کو گئے اور وہیں اہلِ علم یہودی اُساتذہ (ربیوں) کے ساتھ بیٹھ کر روحانی اُمور کے بارے میں گفتگو کرنے لگے[۳]۔

آپ کا مِشن

قریباً تیس سال کی عمر میں یسوع المسیح نے اپنے مشن کا آغاز کیا اور آپ لوگوں کو اُن عظیم کاموں کے بارے میں بتانے لگے جو خدا نے اُن کے لئے کئے تھے۔ ایک دن آپ کی ملاقات خدا کے پیغمبر یوحنا اِصطباغی (حضرت یحییٰ) سے ہو گئی۔ جب حضرت یوحنا کی نظر آپ پر پڑی تو آپ کی طرف اِشارہ کرتے ہوئے حاضرین سے مخاطب ہو کر بولے، "دیکھو یہ خدا کا برّہ ہے

جو دُنیا کا گناہ اُٹھا لے جاتا ہے[۴]۔" رسولِ خدا اِس حقیقت کا حوالہ دے رہے تھے کہ یسوع مسیح خدا کی مہیا کردہ قربانی بننے کو ہیں، بالکل اُس مینڈھے کی طرح جسے حضرت ابراہیم نے اپنے پیارے بیٹے کے بدلے میں ذبح کیا یا خطا کی قربانی کے طور پر ذبح ہونے والے جانور کی مانند[۵]۔

عیسیٰ "المسیح"

"یسوع" عبرانی نام ہے اور اپنے معنوں (خداوند نجات دیتا ہے[۶]) کے باعث بذاتِ خود بہت اہمیت کا حامل ہے۔ یہ نام آپ کے خاندان نے نہیں بلکہ خداوند کریم نے خود رکھا۔ یوں خدا ہمیں دکھا رہا تھا کہ اُس نے یسوع کے وسیلے سے ہمیں نجات دینے کا منصوبہ بنایا ہے۔

یسوع کو "المسیح" کے طور پر بھی جانا جاتا تھا۔ اِس لفظ کا مطلب ہے "مَسح کیا ہوا"۔ یہودی ثقافت میں کسی شخص کا تیل سے مَسح کیا جانا اِس اَمر کا نشان تھا کہ اُسے کسی خاص کام کے لئے بُلایا یا مقرر کیا جا رہا ہے۔ عبرانی (یہودی) اپنے بادشاہوں اور کاہنوں (روحانی پیشواؤں) کو مسح کرتے تھے (سر پر تیل ڈالا یا ملا جاتا تھا)۔

عیسیٰ مسیح بطور اُستاد

یسوع مسیح کے دَور میں یہودی اساتذہ نے اپنے مذہب کو ایک میکانکی اور ظاہری چیز بنا دیا تھا، لیکن مسیح نے سکھایا کہ خدا اِنسان کے دل، باطن اور اندرونی محرکات میں زیادہ دلچسپی لیتا ہے[۷]۔ آپ کے لئے سب لوگ یکساں

اہم تھے خواہ وہ ہجوم کا حصہ تھے یا آپ کو اِنفرادی طور پر ملے۔ اُنھوں نے محسوس کیا کہ یسوع مسیح دیگر یہودی ربیوں سے مختلف ہیں۔ آپ کے پیروکاروں نے جلد ہی سیکھ لیا کہ آپ محض اُستاد ہی نہیں بلکہ "خداوند" بھی ہیں۔ آپ نے یہ کہتے ہوئے دونوں القاب کو قبول فرمایا، "تم مجھے اُستاد اور خداوند کہتے ہو اور خوب کہتے ہو کیونکہ مَیں ہوں [8]۔"

کلمۃ اللہ نے اپنے لئے جو سب سے زیادہ لقب استعمال کیا وہ ہے "ابنِ آدم"۔ یہ نہایت معنی خیز اور اہم لقب ہے۔ پرانے عہدنامے میں یہ دو بالکل مختلف انداز سے استعمال ہوا ہے۔ پرانے عہدنامے کے ایک نبی حزقی ایل کو ابنِ آدم کے طور پر بیان کیا گیا ہے [9]۔ سیاق وسباق سے یہ بات صاف ہوتی ہے کہ حضرت حزقی ایل کی بشریت پر زور دیا جا رہا ہے۔ تاہم حضرت دانی ایل کی کتاب میں اِسی ترکیب کے معانی فرق ہیں [10]۔ اِس سیاق وسباق میں کسی بڑی روحانی بلکہ آسمانی طاقت کا حوالہ دیا جا رہا ہے۔ یسوع مسیح نے ابنِ آدم کا لقب لوگوں پر یہ ظاہر کرنے کے لئے استعمال کیا کہ آپ کی فطرت کے دو پہلو ہیں۔

جو بات مسیح کے بارے میں لاثانی تھی بہت سارے لوگوں نے اُس میں ایک اَور خوبی کا مشاہدہ کیا۔ اُن کے اُستاد جب کوئی قانون یا ضابطہ بناتے تو سند کے طور پر دوسروں کا حوالہ دیتے، لیکن اُنھوں نے محسوس کیا کہ مسیح اُن اساتذہ سے مختلف ہیں۔ اُن کے نزدیک آپ کی یہ حیثیت تھی: "وہ اُن کے فقیہوں کی طرح نہیں بلکہ صاحبِ اِختیار کی طرح اُن کو تعلیم دیتا تھا [11]۔" پھر دوسرے انبیا یہ کہا کرتے تھے، "خداوند تمہارا خدا فرماتا ہے ..." لیکن یسوع مسیح نے کہا: "مَیں تم

سے کہتا ہوں" یا "مَیں تم سے سچ سچ کہتا ہوں۔"

سیدنا مسیح کی اہم تعلیمات میں سے ایک خدا کی بادشاہی کے بارے میں تھی۔ آپ نے اِعلان کیا، "وقت پورا ہو گیا ہے اور خدا کی بادشاہی نزدیک آ گئی ہے۔ توبہ کرو اور خوش خبری پر ایمان لاؤ [12]۔" اِس سے آپ ہمیں یہ سکھانا چاہتے ہیں کہ خدا صبر وتحمل سے کام لے رہا ہے اور وہ آرزومند ہے کہ ہر شخص اپنی راہوں کو ترک کر کے اُس کی طرف واپس مُڑ جائے۔ اِس کا یہ مطلب نہیں کہ اِنسان کو خود چناؤ کرنے کی کوئی آزادی نہیں [13]۔ مسیح کی تعلیم یہ ہے کہ جو کوئی اُس پر ایمان لائے گا ہمیشہ کی زندگی پائے گا۔

آپ کے معجزات

یسوع مسیح نے غیر معمولی ضروریات کے جواب میں معجزات بھی دِکھائے۔ آپ نے بیماروں کو شِفا بخشی [14]۔ ہزاروں بھوکوں کو صرف چند روٹیوں سے سیر کر دیا [15]۔ سمندری طوفان کو ساکن کر دیا [16]۔ چنانچہ تعجب کی بات نہیں کہ جب آپ نے ایک مفلوج شخص کو صرف یہ کہہ کر کہ "اپنا کھٹولا اُٹھا کر اپنے گھر چلا جا" بھلا چنگا کر دیا تو ہجوم کا ردِعمل یہ تھا کہ "آج ہم نے عجیب باتیں دیکھیں [17]۔" آپ کے پیروکار حیران تھے کہ "یہ کس طرح کا آدمی ہے کہ ہوا اور پانی بھی اِس کا حکم مانتے ہیں؟ [18]"۔ رفتہ رفتہ اِن پیروکاروں نے جان لیا کہ آپ کوئی عام شخص نہیں ہیں۔

آپ کا اثر

عام لوگ یسوع مسیح کا سرگرمی سے خیر مقدم کرتے تھے۔ تاہم مذہبی راہنماؤں کی اکثریت آپ کو ناپسند کرتی تھی کیونکہ آپ محصول لینے والوں، گناہ گاروں اور مذہب سے خارج شدہ لوگوں کے دوست اور غم خوار تھے[۱۹]۔ اِن ردّ کئے ہوئے لوگوں میں سے بہتیروں نے جان لیا کہ اُنہیں توبہ کرنے اور عیسیٰ مسیح کی پیروی کرنے کی ضرورت ہے[۲۰]۔ آپ نے ہر کسی کو یہ دعوت دی کہ وہ محسوس کرے کہ اُسے خدا کی ضرورت ہے اور اُسے ذاتی طور پر جان لے۔ مسیح کی پاکیزہ زندگی ہم سب کے لئے ایک نمونہ ہے۔ آپ نے اپنے دشمنوں کو یہ کہہ کر چیلنج کیا: ''تم میں کون مجھ پر گناہ ثابت کرتا ہے؟[۲۱]'' جواب میں کسی نے ایک لفظ بھی نہ کہا کیونکہ آپ بے گناہ ہستی تھے۔ آپ اپنی بے گناہی کی وجہ سے ہی اُس عظیم منصوبے کو مکمل کر سکے جس کے لئے آپ اِس دُنیا میں تشریف لائے تھے۔

(اٹھارہ باب میں اِس عظیم منصوبے کے بارے میں قدرے تفصیل سے بیان کیا گیا ہے۔)

حوالہ جات

۱۔ پیدائش ۳: ۱۵؛ مکاشفہ ۲۲:۲۰
۲۔ متی ۱: ۱۸؛ قرآنِ مجید ۳:۴۵، ۴۶؛ ۱۹: ۱۶ — ۳۵
۳۔ لوقا ۲: ۴۱— ۵۰
۴۔ یوحنا ۱: ۲۹
۵۔ پیدائش ۲۲: ۱۳؛ اَحبار ۶: ۲۴— ۳۰

۶۔ متی ۱: ۲۱
۷۔ متی ۵: ۲۱— ۳۰
۸۔ یوحنا ۱۳: ۱۳
۹۔ حزقی ایل ۳: ۳
۱۰۔ دانی ایل ۷: ۱۳، ۱۴
۱۱۔ متی ۷: ۲۸، ۲۹
۱۲۔ مرقس ۱: ۱۴، ۱۵
۱۳۔ متی ۱۳: ۴— ۲۳؛ یوایل ۲: ۳۲
۱۴۔ مرقس ۵: ۳۵— ۴۲؛ لوقا ۱۷: ۱۱— ۱۹
۱۵۔ مرقس ۶: ۳۰— ۴۶؛ ۸: ۱— ۱۰
۱۶۔ متی ۸: ۲۳— ۲۷؛ مرقس ۴: ۳۵— ۹
۱۷۔ لوقا ۵: ۲۶
۱۸۔ متی ۸: ۲۷
۱۹۔ متی ۹: ۹— ۱۳
۲۰۔ لوقا ۱۹: ۱— ۱۰
۲۱۔ یوحنا ۸: ۴۶

نواں باب

تصلیبِ مسیح

یہ سمجھنا مشکل لگتا ہے کہ ایسا با خدا نبی جس نے بڑے اِختیار اور حکمت کے ساتھ تعلیم دی، صلیب پر خوف ناک موت مرے۔ اِس لئے کہ صلیب دینا عام مجرموں کو سزائے موت دینے کا ایک طریقہ تھا۔ درحقیقت اِس نے کچھ لوگوں کو اس قدر ٹھیس پہنچائی ہے کہ وہ اِس کی صداقت کو قبول کرنے سے اِنکاری ہیں۔ تاہم بائبل مقدس بتاتی ہے کہ سیدنا مسیح صرف تعلیم دینے اور بیماروں کو شفا دینے کی خاطر ہی نہیں آئے تھے۔ آپ کا بڑا اور خاص مِشن صلیب پر اپنی جان دے کر تمام نسلِ انسان کے لئے مغفرت اور بخشش کا دروازہ کھولنا تھا۔

جب یسوع مسیح نے اپنی صلیبی موت کی پیش گوئی کی تو آپ کا ایک رسول پطرس بہت مضطرب ہوا۔ تاہم بعد ازاں وہ جان گیا کہ خدا کا یہی ارادہ ہے۔ جیسا کہ ہم چوتھے باب میں پڑھ آئے ہیں۔ مسیح سے صدیوں پہلے اِس کے بارے میں حضرت یسعیاہ پیش گوئی کر چکے تھے[1]۔ یہ حقیقت کہ انجیلِ مقدس کا تیسرا حصہ کلمۃ اللہ کی صلیبی موت کے لئے مختص ہے، یہ ظاہر کرتی ہے کہ یہ واقعات کس قدر اہمیت کے حامل ہیں۔

سازش

اہلِ یہود میں سے کچھ لوگ یسوع مسیح پر ایمان لا چکے تھے۔ تاہم دوسرے آپ کے سخت مخالف تھے۔ زیادہ مخالفت و مزاحمت اُس وقت کے مذہبی راہنماؤں کی طرف سے تھی کیونکہ وہ آپ کو اپنے منصب اور اِقتدار و اختیار کے لئے خطرہ خیال کرتے تھے۔ چنانچہ اُنہوں نے سالانہ عیدِ فسح سے ذرا پہلے آپ کو گرفتار کیا اور آپ پر کُفر بکنے کا الزام لگایا۔ بعد ازاں اُنہوں نے کُفر کے اِلزام کو شر انگیزی اور سرکشی میں بدل دیا اور یہ کہہ کر آپ کو رومی حکومت کے حوالے کر دیا کہ اِس نے قیصر (حکمران) کے خلاف زبان کھولی ہے۔

عیسیٰ مسیح کا مقدمہ، موت اور قیامت

عدالت میں مسیح کے تین مرتبہ بے قصور ثابت ہونے کے باوجود رومی گورنر پیلاطس نے آپ کو موت کی سزا سنا دی[2]۔ آپ کو مصلوب کر دیا گیا اور چھ گھنٹے تک سولی پر لٹکے رہنے کے بعد آپ نے جان دے دی۔ صلیبی موت کے بعد اگر آپ قبر میں دفن ہی رہتے تو اِس کا یہ مطلب ہوتا کہ آپ مسیحِ موعود نہیں ہیں۔ ہم جانتے ہیں کہ اُس دَور میں بہت سارے لوگوں کو صلیب پر چڑھا کر مار ڈالا گیا۔ لیکن یسوع مسیح اپنی موت و تدفین کے بعد تیسرے دن مُردوں میں سے جی اُٹھے[3]۔ آپ چالیس دن تک مختلف لوگوں کو زندہ دکھائی دیتے رہے اور پھر آپ اُن کی آنکھوں کے سامنے آسمان پر تشریف لے گئے[4]۔

معاملے کا لُبِ لُباب

مسیحیوں کا دعوٰی یہ ہے کہ "... مسیح کتابِ مقدس کے مطابق ہمارے گناہوں کے لئے موا[5]۔" لیکن اِس نکتے پر اِختلاف ہے۔ یہودی یسوع کو مسیح موعود ماننے سے اِنکار کرتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ ہاں یسوع صلیب پر موا، لیکن یہ بعید از قیاس ہے کہ وہ دوبارہ جی بھی اُٹھا۔ دوسری طرف راسخ العقیدہ اِسلام آپ کی صلیبی موت کا ہی اِنکاری ہے[6]۔ اِس کے باوجود اِس کا ایمان ہے کہ آپ "المسیح" ہیں، تسلیم کرتا ہے کہ آپ نے جسم کے ساتھ آسمان کو صعود فرمایا اور آپ کی آمدِ ثانی کی پیش گوئی کرتا ہے۔

اس کے مقابلے میں احمدی یہ مانتے ہیں کہ یسوع مسیح کو صلیب پر چڑھایا گیا، لیکن وہ کہتے ہیں کہ آپ صلیب پر محض بے ہوش ہو گئے تھے، قبر میں ہوش آئی تو آپ باہر آ گئے اور ۱۲۰ سال کی عمر میں کشمیر میں آپ کا انتقال ہوا[7]۔ اگر کلمۃ اللہ کی صلیبی موت کا کوئی خاص مقصد نہ ہوتا تو آپ کو اِس طور سے مَرنے دینا (نعوذ باللہ) خدا کی طرف سے بڑا ظلم وتشدد ہوتا۔ لیکن نہایت اہم مقصد تھا جو مسیح کی صلیبی موت کو نہ صرف قابل فہم بناتا ہے بلکہ ضروری بھی!

خداوند کریم پاک ہے لیکن اِنسان ناپاک۔ اِس مسئلے کو حل کرنے کے لئے یسوع مسیح کی صلیبی موت کِس طرح مددگار ثابت ہو سکتی ہے؟ یسعیاہ ۵۳: ۴–۶ اور اِسی طرح نئے عہدنامے کی متعدد آیات بتاتی ہیں کہ مسیح نے کیوں اپنی جان دی[8]۔ آپ اپنے گناہ کی سزا اُٹھانے کے لئے نہ مُوئے بلکہ تیرے اور میرے گناہوں کے لئے۔ آپ نے ہماری خطاکاریاں اپنے[9] اُوپر لے

لیں۔ آپ نے ہماری سزا اُٹھا لی۔ آپ نے ہماری خطاکاریوں کے نتائج اپنے بدن پر برداشت کئے۔

صلیب پر جان دینے والی ہستی ہمارا عوضی تھی۔ ذرا تصور کرنے کی کوشش کریں کہ ہمارے سارے جرائم، غلطیاں اور بدیاں عیسیٰ مسیح پر رکھ دی گئیں۔ اِس کو ذہن میں رکھتے ہوئے یسعیاہ ۵۳: ۴–۶ پر دوبارہ نظر ڈالیں اور خدا سے درخواست کریں کہ آپ کی مدد کرے کہ آپ اپنے دِل میں اِس کی صداقت کو جان سکیں۔

کیا آپ دیکھ سکتے ہیں کہ صلیبی موت نسلِ انسان کو درپیش سب سے بڑے مسئلے کو کیسے حل کرتی ہے؟ — مسئلہ تو یہ ہے کہ "خدا کے ساتھ شخصی میل ملاپ اور دوست داری کیونکر ممکن ہے؟" اِس کا حل یہ نہیں تھا کہ ہمیں اپنے نیک اعمال کی بدولت اُس تک پہنچنے کی کوشش کرنی چاہئے، یعنی یہ اُمید رکھنا کہ خدا کے ترازُو میں ہمارے اعمالِ حسنہ کا وزن ہمارے اعمالِ بد سے زیادہ ہوگا۔ نہیں! یسوع مسیح نے ترازو کے بُرے پلڑے کو بالکل صاف کر دیا ہے۔ اُس نے ہماری ساری بدکاری کو اپنے اُوپر لے لیا۔ جس بات کے ہم حق دار تھے اُسے مسیح نے خود لے لیا یعنی گناہ کی سزا[10]۔

اب ہم یہ سمجھنا شروع کر سکتے ہیں کہ یسوع مسیح کو کیوں مرنا پڑا۔ آپ کی موت خدا کا اُس مسئلے کے ساتھ دو دو ہاتھ کرنے کے لئے پہنچنا تھا جسے حل کرنا انسان کے بس کا روگ نہیں تھا۔ "کیونکہ خدا نے دُنیا سے ایسی محبت رکھی کہ اُس نے اپنا اِکلوتا بیٹا بخش دیا[11] ..." اگر ہم مسیح کی صلیبی موت کا اِنکار کرتے ہیں تو اِس کا مطلب ہوا کہ (نعوذ باللہ) آپ ایک دغاباز شخص تھے

کیونکہ آپ اپنی موت کے بارے میں پیش گوئی کر چکے تھے۔ آپ نے اپنے پیروکاروں کو بتایا تھا ''اُسے ضرور ہے کہ یروشلیم کو جائے اور بزرگوں اور سردار کاہنوں اور فقیہوں کی طرف سے بہت دُکھ اُٹھائے اور قتل کیا جائے اور تیسرے دن جی اُٹھے [12]۔'' ایک اَور موقعے پر آپ نے فرمایا کہ مَیں اِس لئے آیا ہوں کہ اپنی جان بہتیروں کے بدلے فدیہ میں دُوں [13]۔

مسیح کی مصلوبیت کے بارے میں قرآنِ مجید میں صرف ایک ہی حوالہ درج ہے [14]۔ لیکن نئے عہد نامے میں حوالے پر حوالہ ملتا ہے کہ یسوع مسیح نے صلیب پر اپنی جان دی۔ بعد میں آپ نے خود بھی اِس سچائی کی تصدیق کی: ''مَیں ... زندہ ہوں۔ مَیں مَر گیا تھا اور دیکھ اَبدالآباد زندہ رہوں گا... [15]''

ہم دیکھتے ہیں کہ پاک صحائف کی پیش خبریوں کے مطابق صرف یسوع مسیح ہی مخلصی دہندہ ہیں۔ بائبل مقدس اِعلان کرتی ہے کہ ''کسی دوسرے کے وسیلے سے نجات نہیں کیونکہ آسمان کے تلے آدمیوں کو کوئی دُوسرا نام نہیں بخشا گیا جس کے وسیلے سے ہم نجات پاسکیں [16]۔''

نظریۂ بدل

بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ کسی نبی یا پیغمبر کے لئے ہولناک بے عزتی والی بات ہے کہ اُسے ہلاک کر دیا جائے۔ چنانچہ اُن کے لئے مسیح کی صلیبی موت ناقابلِ برداشت بات ہے۔ حالانکہ قرآنِ مجید اور الکتاب میں درج ہے کہ یہودیوں نے متعدد بے قصور انبیا کو موت کے گھاٹ اُتار ڈالا [17]۔

چند ایک مسلمان دلیل دیتے ہیں کہ صلیب پر مسیح نہیں تھے بلکہ معجزانہ طور

پر آپ کی جگہ کوئی اَور شخص تھا [18]۔ کچھ دعویٰ کرتے ہیں کہ آپ کی جگہ یہوداہ اِسکریوتی کو قتل کیا گیا، دیگر کہتے ہیں کہ یہ شمعون کُرینی تھا۔

قرآنِ مجید کسی نام کا ذِکر نہیں کرتا۔ اگر ہم یہ کہتے ہیں کہ صلیب پر یہوداہ اِسکریوتی تھا اور کہ لوگوں کو غلط فہمی میں ڈالنے کے لئے خدا نے اُسے مسیح کا ہم شکل بنا دیا تو اِس کا یہ مطلب ہوا کہ خدا دھوکا دیتا ہے، اور ایسا نظریہ ناقابلِ برداشت ہے۔ اگر وہ یہوداہ تھا تو کیا اُس نے اِحتجاج نہ کیا؟ یہ نظریہ خداوند کریم کو فریبی منافق قرار دیتا ہے۔

اب آیئے شمعون کرینی کے بارے میں غور کریں۔ کئی یہ کہتے ہیں کہ چونکہ وہ یسوع مسیح کی صلیب اُٹھائے ہوئے تھا، لوگوں نے اُسے یسوع ہی سمجھا اور غلطی سے اُسے ہی مصلوب کر دیا۔ لیکن دوبارہ ہم اپنے آپ سے یہ سوال کرتے ہیں: ''خدا کے سچے نبی عیسیٰ مسیح نے اِس قدر خوف ناک دھوکے کی اجازت کیسے دے دی؟'' یہ بعید از قیاس ہے۔ اِس نظریے سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ خدا فریب کا خالق ہے۔ (معاذاللہ)

نظریۂ بے ہوشی

احمدیوں کی تعلیم یہ ہے کہ بے شک یسوع مسیح کو صلیب پر چڑھایا گیا، آپ کو غشی آ گئی اور سمجھا یہ گیا کہ آپ کا انتقال ہو چکا ہے۔ قبر کی ٹھنڈک کی وجہ سے آپ کو ہوش آ گئی اور بعد ازاں آپ اِنڈیا آ گئے اور اپنی وفات تک تبلیغ کرتے رہے۔ آپ کی کُل عمر ۱۲۰ سال ہوئی۔ اگرچہ یہ نظریہ احمدی ایمان کا جزو ہے لیکن کئی مسلمان بھی اِسے غور کے لئے پیش کرتے [19] ہیں۔

کلمۃ اللہ نے یروشلیم ، یہودیہ اور سامریہ میں ساڑھے تین سال تک منادی کی اور وہاں بہت سارے معجزات دکھائے۔ تاریخ کی کُتب اِس ضمن میں معلومات فراہم کرتی ہیں، حتیٰ کہ آج بھی آپ کی حیاتِ طیبہ اور یہاں پر آپ کی منادی کے بارے میں بہت سارے شواہد ملتے ہیں۔ لیکن کوئی شہادت نہیں ملتی کہ انڈیا میں آپ کی کئی سالوں کی تبلیغ کے نتیجے میں کوئی شخص ایمان لایا ہو۔ کیا یہ عجیب نہیں لگتا؟ تحقیق سے پتہ چلا ہے کہ وہ قبر جسے مسیح کی قبر قرار دیا جاتا ہے وہ کسی مقامی شہزادے کی ہے۔

اِس نظریے پر ایمان رکھنے کا مطلب یہ ہوگا کہ عہدِ عتیق کے انبیائے کرام جنہوں نے سیدنا مسیح کے بارے میں پیش گوئیاں کیں جھوٹے تھے (نعوذ باللہ)۔ یسوع مسیح نے خود اپنی زبانِ صداقت بیان سے اپنی صلیبی موت اور مُردوں میں سے جی اُٹھنے کے بارے میں پیش گوئی کی تھی۔ نظریۂ غشی کی پیروی کرنے کا مطلب یہ ہوگا کہ یسوع مسیح بھی جھوٹے شخص تھے یا آپ اپنے مِشن سے بے خبر تھے۔

حوالہ جات

۱۔ یسعیاہ ۵۲: ۱۳—۵۳: ۱۲

۲۔ یوحنا ۱۸: ۲۸—۱۹: ۲۵

۳۔ متی ۲۷، ۲۸ ابواب

۴۔ اعمال ۱: ۱—۹

۵۔ ۱۔کرنتھیوں ۱۵: ۳، ۴

۶۔ قرآنِ مجید ۴: ۱۵۷—۱۵۸

۷۔ مرزا غلام احمد، "Jesus in India" (ربوہ۔ احمدیہ فارن مِشن این۔ڈی)، صفحہ نمبر ۵۹—۶۰

۸۔ مرقس ۱۰: ۴۵؛ ۲۔کرنتھیوں ۵: ۲۱؛ ۱۔پطرس ۲: ۲۱—۲۵ بمقابلہ رومیوں ۳: ۲۱—۳۱

۹۔ اِس کا ترجمہ ''کندھوں پر اُٹھالئے'' بھی ہوسکتا ہے۔

۱۰۔ حزقی ایل ۱۸: ۲۰

۱۱۔ یوحنا ۳: ۱۶

۱۲۔ متی ۱۶: ۲۱

۱۳۔ متی ۲۰: ۲۸

۱۴۔ قرآنِ مجید ۴: ۱۵۷

۱۵۔ مکاشفہ ۱: ۱۸

۱۶۔ اعمال ۴: ۱۲

۱۷۔ متی ۲۳: ۳۱، ۳۵؛ ۱۔سلاطین ۱۹: ۱۰؛ اعمال ۷: ۵۲؛ قرآنِ مجید ۲: ۶۱، ۹۱؛ ۴: ۱۵۵؛ ۵: ۷۰

۱۸۔ مولانا عبدالماجد دریا بادی، نسا آیت ۱۵۷ پر حاشیہ، تاج کمپنی لمیٹڈ، ۱۹۷۰ء۔

۱۹۔ احمد دیدات "Crucifixion or Crucifiction" (برمنگھم: اِسلامک پراپیگیشن، ۱۹۸۶ء)

۲۰۔ یسعیاہ ۵۳: ۷—۱۲

باب ۱۰

قیامتِ مسیح

عیسیٰ مسیح اپنی پیش گوئی کے مطابق مُردوں میں سے جی اُٹھے۔ آپ کے پیروکار حیران رہ گئے۔ آپ نے مُردوں کو زندہ کیا تھا اور اب آپ نے اپنی موت پر فتح پائی۔ آپ اُسی اتوار کی شام کو یروشلیم کے ایک بالا خانے میں اپنے رسولوں پر ظاہر ہوئے۔ کسی وجہ سے ایک رسول حضرت توما وہاں موجود نہیں تھے۔ جب اُنہیں بتایا گیا کہ یسوع مسیح جی اُٹھے ہیں تو اُنہوں نے یقین نہ کیا، بلکہ یہ کہا، ''جب تک اُس (مسیح) کے ہاتھوں میں میخوں کے سوراخ نہ دیکھ لوں اور میخوں کے سوراخوں میں اپنی اُنگلی نہ ڈال لوں اور اپنا ہاتھ اُس کی پسلی میں نہ ڈال لوں ہرگز یقین نہ کروں گا[1]۔''

صرف ایک ہفتہ بعد جب حضرت توما سمیت سارے رسول جمع تھے یسوع مسیح اُن پر ظاہر ہوئے اور کہا ''تمہاری سلامتی ہو!'' پھر توما رسول سے مخاطب ہو کر فرمایا ''اپنی اُنگلی پاس لا کر میرے ہاتھوں کو دیکھ اور اپنا ہاتھ پاس لا کر میری پسلی میں ڈال اور بے اِعتقاد نہ ہو بلکہ اِعتقاد رکھ[2]۔'' اب حضرت توما کو مزید جانچ پڑتال کرنے کی ضرورت نہیں تھی۔ رسول چلّا اُٹھا: ''اے میرے خداوند! اے میرے خدا!'' یسوع مسیح کا جواب تھا، ''تُو تو مجھے دیکھ کر

ایمان لایا ہے۔ مبارک وہ ہیں جو بغیر دیکھے ایمان لائے[3]۔''

کلمۃ اللہ نے اپنے پیروکاروں سے وعدہ کیا تھا کہ مجھے قتل کیا جائے گا لیکن مَیں تیسرے دن پھر جی اُٹھوں گا[4]۔ مُردوں میں سے جی اُٹھنے کے بعد آپ نے اُنہیں یاد دہانی کراتے ہوئے کہا:

''یہ میری وہ باتیں ہیں جو مَیں نے تم سے اُس وقت کہی تھیں جب تمہارے ساتھ تھا کہ ضرور ہے کہ جتنی باتیں موسیٰ کی توریت اور نبیوں کے صحیفوں اور زبور میں میری بابت لکھی ہیں پوری ہوں... لکھا ہے کہ مسیح دُکھ اُٹھائے گا اور تیسرے دن مُردوں میں سے جی اُٹھے گا[5]۔''

کلمۃ اللہ کے جی اُٹھنے کے تھوڑے ہی دن بعد پطرس رسول نے ہجوم سے خطاب کرتے ہوئے اپنے آقا کے بارے میں یوں گواہی دی ''خدا نے موت کے بند کھول کر اُسے (مسیح کو) جلایا کیونکہ ممکن نہ تھا کہ وہ اُس کے قبضے میں رہتا[6]۔''

حملے

نئے عہد نامے میں صاف صاف لکھا ہے کہ اگر المسیح جی نہ اُٹھتے تو ہمارا ایمان لانا بے فائدہ ہوتا۔ ہم سب ہلاک ہو جاتے۔ نجات کی کوئی اُمید نہ ہوتی (از راہِ کرم ۱۔کرنتھیوں ۱۵: ۱۴—۱۹) کا مطالعہ کریں)۔ یسوع مسیح کے جی اُٹھنے کے دِن سے لے کر آج تک دُشمنوں نے اِس واقعے کی اہمیت اور اثرپذیری کو خوب دیکھا ہے، اِس لئے وہ اِسے بے اعتبار کرنے کے لئے کوشاں ہیں۔

حضرت یونس (یوناہ) کا نشان

ایک دفعہ فریسیوں نے کلمۃ اللہ سے کہا کہ اپنے آپ کو سچا ثابت کرنے کے لئے کوئی معجزانہ نشان دکھائیں۔ آپ نے جواب دیا: ''جیسے یوناہ تین رات دن مچھلی کے پیٹ میں رہا ویسے ہی ابنِ آدم تین رات دن زمین کے اندر رہے گا۔''[۷] بعض دلیل دیتے ہیں کہ چونکہ حضرت یونس مچھلی کے پیٹ میں زندہ تھے اِس لئے یسوع مسیح بھی قبر میں لازماً زندہ رہے۔[۸] لیکن انجیلِ جلیل کے مذکورۂ بالا حوالے میں مزید یوں لکھا ہے کہ ''دیکھو یہاں وہ ہے جو یوناہ سے بھی بڑا ہے'' (آیت ۴۱) اور ''دیکھو یہاں وہ ہے جو سلیمان سے بھی بڑا ہے'' (آیت ۴۲)۔ حضرت یوناہ اور مسیح کے واقعات کے مابین متعدد اِختلافات پائے جاتے ہیں:

۱۔ حضرت یونس نارضا مند پیامبر تھے جب کہ یسوع المسیح نے اپنے باپ کی مرضی پوری کرنے کا اِنتخاب کیا تھا۔

۲۔ حضرت یونس کا مِشن غیر یہودیوں کے لئے تھا لیکن المسیح اِسرائیل کے گھرانے سمیت سب کے لئے آئے۔

۳۔ سمندر میں حضرت یوناہ کی موت غیر یقینی تھی جب کہ یسوع المسیح کو دنیا کی سب سے زیادہ منظم اور موثر حکومت نے سزائے موت دی۔

۴۔ حضرت یونس کی منادی کے نتیجے میں بادشاہ اور لوگوں نے توبہ کر لی، لیکن مسیح کو سزائے موت دینے والے افسران نے آپ کے پیغام کو قبول نہ کیا۔

یسوع مسیح قبر میں گزارے جانے والے وقت کی طوالت کا موازنہ اُس وقت کے ساتھ کر رہے تھے جو حضرت یوناہ نے مچھلی کے پیٹ میں گزارا۔ اِن دونوں واقعات کے مابین اِس کے علاوہ اَور کوئی مشابہت نہیں پائی جاتی۔ مزید برآں مسیح نے فرمایا کہ مَیں یوناہ نبی سے بڑا ہوں، اِس لئے آپ کا مُردوں میں سے جی اُٹھنا حضرت یونس کے مچھلی کے پیٹ میں زندہ رہنے سے کہیں بڑا معجزہ ہے۔ اگر آپ محض بے ہوش ہو گئے ہوتے تو آپ کا قبر سے نکل آنا ہرگز معجزہ نہ ہوتا۔

صورتِ حالات

کلمۃ اللہ کو صلیب پر چڑھانے سے پہلے آپ کو بُری طرح مارا پیٹا گیا۔ بہت سارے لوگوں نے آپ کو مرتے ہوئے دیکھا، بشمول اُن سپاہیوں کے جو موت کے بارے میں بخوبی عِلم رکھتے تھے۔ ایک سپاہی نے بھالے سے آپ کا پہلو چھید ڈالا یہ یقین کرنے کے لئے کہ آیا آپ واقعی مر چکے ہیں۔ آپ کی نعش کو صلیب سے اُتار کر کفن میں لپیٹا گیا۔ یہ خدمت انجام دینے والے لوگ جانتے تھے کہ آپ کا انتقال ہو چکا ہے اور اُنہوں نے نعش کو چٹان میں کھدی ہوئی قبر میں رکھ دیا۔ قبر کے منہ کو ایک بہت بڑے پتھر سے بند کر دیا گیا۔ اِس پتھر پر رومی اہلکاروں نے مُہر لگائی اور نگرانی کے لئے یہودی سپاہی متعین کر دیئے گئے۔

یسوع مسیح کے قاتلوں نے آپ کی قبر پر پہرے دار کیوں مقرر کئے؟ عموماً نعش کی حفاظت کے لئے سپاہی نہیں کھڑے کئے جاتے! جواب بائبل

مقدس میں موجود ہے۔ کلمۃ اللہ بتا چکے تھے کہ آپ کو قتل کیا جائے گا، دفن کیا جائے گا اور تیسرے دن آپ قبر سے جی اُٹھیں گے۔ سپاہیوں کو قبر کی نگرانی کرنے کا حکم دیا گیا کیونکہ حکمران طبقہ خوف زَدہ تھا کہ کہیں مسیح کے شاگرد آپ کی نعش کو چُرا کر نہ لے جائیں۔ بہتر ہے کہ آپ خود اِن حوالہ جات کا مطالعہ کریں: متی ۱۲: ۳۸—۴۰؛ ۱۶: ۲۱؛ ۱۷: ۲۲، ۲۳؛ ۲۰: ۱۸— ۱۹؛ ۲۶: ۳۲؛ ۲۷: ۶۳؛ مرقس ۹:۹، ۱۰، ۳۱؛ ۱۰: ۳۳— ۳۴؛ ۱۴: ۲۸، ۵۸؛ لوقا ۹: ۲۲— ۲۳؛ یوحنا ۲: ۱۹— ۲۲؛ ۱۲: ۳۲— ۳۳؛ ۱۴: ۱— ۱۶:۳۳

اِس سب کچھ کے باوجود تیسرے دن قبر کُھلی اور خالی ہو گئی۔ ایک زلزلہ آیا۔ وزنی پتھر خود بخود پیچھے ہٹ گیا اور سپاہی بے ہوش ہو گئے۔ قبر میں کفن کے کپڑے تو پڑے تھے لیکن یسوع مسیح کی نعش غائب تھی۔ نعش نہ رومی اہل کاروں کے پاس تھی نہ یہودی راہنماؤں کی تحویل میں جسے دکھا کر کہتے کہ آپ زندہ نہیں ہوئے۔ جب زندہ ہونے کی شہادتیں بولنے لگیں تو اُن کے پاس کوئی جواب نہیں تھا۔

چشم دید گواہ

بعد میں متعدد لوگوں نے سیدنا المسیح کو زندہ دیکھا۔ الکتاب میں اُن کی فہرست دی گئی ہے:

مریم مگدلینی اور یعقوب کی ماں مریم نے (متی ۲۸: ۱۰)
شمعون پطرس نے (لوقا ۲۴: ۳۴)
دو شاگردوں نے (لوقا ۲۴: ۱۳— ۳۵)

مریم مگدلینی نے (یوحنا ۲۰: ۱۰— ۱۷)
دس رسولوں نے (یوحنا ۲۰: ۱۹— ۲۴)
مقدس توما کے ساتھ دس رسولوں نے (یوحنا ۲۰: ۲۲— ۲۹)
وقتِ صعود رسولوں نے (اعمال ۱: ۹—۱۰)
ایک ہی وقت پانچ سو سے زیادہ بھائیوں نے (۱۔کرنتھیوں ۱۵:۶)

یہ سب لوگ کلمۃ اللہ کو بخوبی جانتے تھے اور اِنہیں فریب نہیں دیا جا سکتا تھا۔ کوئی پوچھ سکتا ہے کہ ہم کیسے جانتے ہیں کہ یہ گواہ جھوٹ نہیں بول رہے تھے؟ وہ سچے تھے کیونکہ مسیح کے صعودِ آسمانی کے بعد اُن کی زندگیاں ڈرامائی طور سے تبدیل ہو گئیں۔ وہ شاگرد جو ڈر سے سہمے ہوئے تھے اور یسوع مسیح کی گرفتاری کے موقعے پر بھاگ گئے تھے ایک دم دلیر ہو گئے۔ الکتاب بتاتی ہے کہ حضرت پطرس اور یوحنا نے کس طرح اُن کا سامنا کیا جنہوں نے کلمۃ اللہ کو قتل کیا تھا۔ اُنہوں نے نہ صرف ہجوم کو تبلیغ کی بلکہ اُن لیڈروں کو بھی جنہوں نے مسیح کے قتل کی سازش تیار کی تھی[9]۔

اِلتماس

عزیز قاری! ہاں، ہم ایمان رکھتے ہیں کہ یسوع المسیح واقعی مُردوں میں سے جی اُٹھے۔ آپ نے خود فرمایا، ''مَیں ... زندہ ہوں۔ مَیں مر گیا تھا اور دیکھ ابدُ الآباد زندہ رہوں گا[10]۔'' بے شک وہ ہستی آپ اور مجھ جیسے لوگوں کو ہمارے گناہوں سے نجات دے سکتی ہے۔ آپ اور مَیں ایک ایسے معاشرے میں بستے ہیں جہاں لوگ اپنی منزل کے بارے میں زیادہ نہیں سوچتے۔ آیئے

ہم اِس حقیقت سے آگاہ ہوں کہ موت کے بعد زندگی ہے۔ ضروری ہے کہ ہم ابھی سے اُس مستقبل کے بارے میں سوچ بچار کریں۔ بائبل مقدس اِعلان کرتی ہے کہ اگر ہم یسوع مسیح پر ایمان لائیں اور آپ کے اَحکام بجا لائیں تو جیسے آپ زندہ ہوئے ہمیں بھی زندہ کیا جائے گا، اور ہم نئی زندگی میں اَبد تک قادِر، شفیق اور رحیم خدا کی رفاقت وصحابت سے لُطف اندوز ہوں گے۔

حوالہ جات

۱۔ یوحنا ۲۰: ۲۵
۲۔ یوحنا ۲۰: ۲۷
۳۔ یوحنا ۲۰: ۲۸، ۲۹
۴۔ مرقس ۹: ۳۱
۵۔ لوقا ۲۴: ۴۴، ۴۶
۶۔ اعمال ۲: ۲۴
۷۔ متی ۱۲: ۳۹–۴۰
۸۔ احمد دیدات " What Was the Sign of Jonah? " (برمنگھم : اسلامک پراپیگیشن، ۱۹۸۵ء) صفحہ نمبر ۶
۹۔ اعمال ۴: ۹–۱۲
۱۰۔ مکاشفہ ۱: ۱۸

باب ۱۱

عیسیٰ مسیح کی ذات

اب تک آپ سیدنا مسیح کے بارے میں کافی کچھ سیکھ چکے ہیں، اور یہ ساری باتیں آپ کے لئے غالباً نئی ہوں گی۔ آپ نے یہ بھی دیکھا کہ اہلِ اِسلام اور مسیحی دونوں اعتقاد رکھتے ہیں کہ یسوع مسیح رسول اللہ، کلمۃ اللہ اور روح اللہ ہیں۔ اب آیئے مسیح کی ذات پر ذرا گہرے طور پر غور وخوض کریں۔

یسوع مسیح سے پہلے یہودی تاریخ میں معجزات کو زیادہ تر انبیائے کرام سے ہی مربوط کیا جاتا تھا۔ قرآنِ مجید حضرت موسیٰ سے ویسے ہی معجزات منسوب کرتا ہے جیسے کہ بائبل مقدس میں درج ہیں[۱]۔ حضرت موسیٰ نے معجزات کئے اور اِسی طرح دوسرے انبیا نے۔ اب جب لوگوں نے یسوع مسیح کو معجزے کرتے ہوئے دیکھا تو فطری طور پر سوچنے لگے کہ آپ نبی ہیں۔ ایک اَور موقعے پر اُنہوں نے اِعلان کیا کہ ''ایک بڑا نبی ہم میں برپا ہوا ہے[۲]۔''

الکتاب بیان کرتی ہے کہ جب کلمۃ اللہ نے پانچ روٹیوں اور دو چھوٹی مچھلیوں سے معجزانہ طور پر پانچ ہزار سے بھی زیادہ لوگوں کو سیر کر دیا تو لوگوں نے کہا، ''جو نبی دنیا میں آنے والا تھا فی الحقیقت یہی ہے[۳]۔''

جس نبی کا وہ حوالہ دے رہے تھے وہ تھا جس کی آمد کے بارے میں

حضرت موسیٰ بتا چکے تھے (استثنا ۱۸:۱۵- ۱۹)۔ یسوع مسیح نے دعویٰ کیا کہ آپ وہی نبی ہیں۔ آپ نے ایمان نہ لانے والے یہودیوں سے فرمایا، ''اگر تم موسیٰ کا یقین کرتے تو میرا بھی یقین کرتے، اِس لئے کہ اُس نے میرے حق میں لکھا ہے[۴]۔'' اب سوال یہ ہے کہ کیا آپ نبی سے بڑھ کر تھے؟

عیسیٰ مسیح کی بے گناہی

مسیح اپنی ولادت کے دن سے ہی بے گناہ اور معصوم رہے۔ بائبل مقدس اور قرآنِ مجید کے مطابق نبیوں جیسے حضرت ابراہیم، حضرت یونس، حضرت نوح، حضرت موسیٰ اور حضرت داؤد نے خدا سے معافی طلب کی، لیکن مسیح کے بارے میں ایک آیت بھی نہیں ملتی جو بتائے کہ آپ نے کبھی اِستغفار کیا (پڑھیے قرآنِ مجید ۷:۲۳؛ ۱۱: ۴۷؛ ۱۴: ۴۱؛ ۲۱: ۸۷؛ ۲۸: ۱۶ ؛ ۳۸: ۲۴، ۲۵؛ ۴۷: ۱۹)۔ آپ نے اپنے دشمنوں کو علانیہ چیلنج کیا، ''تم میں کون مجھ پر گناہ ثابت کرتا ہے[۵]؟'' کوئی بھی آپ میں قصور ثابت نہ کر سکا۔ یہاں تک کہ رومی گورنر پیلاطس یہ تسلیم کرنے پر مجبور ہو گیا کہ ''مَیں اُس (یسوع) کا کچھ جُرم نہیں پاتا[۶]۔''

یہ دعویٰ کرنا کہ فُلاں شخص بے گناہ ہے بہت آسان ہے، لیکن اِنتہائی لازم ہے کہ اُس کی عصمت کی گواہی دوسرے لوگ بھی دیں۔ سب سے بڑی گواہی مسیح کے حواریوں کی ہے جو آپ کی سنگت میں رہے۔ پطرس رسول اپنے آقا کے حوالے سے عہدِ عتیق کی ایک آیت کا اِقتباس کرتے ہیں، ''نہ اُس نے گناہ کیا اور نہ اُس کے منہ سے کوئی مکر کی بات نکلی[۷]۔'' کسی اور جگہ

یوں مرقوم ہے کہ یسوع ''سب باتوں میں ہماری طرح آزمایا گیا تو بھی بے گناہ رہا[۸]۔''

کلمۃ اللہ نے جو تعلیم دوسروں کو دی اُس پر پوری طرح خود بھی عمل کیا۔ آپ کا ''پہاڑی وعظ'' (متی ۵- ۷ ابواب) آپ کی پاکیزہ زندگی جو آپ نے بسر کی کا عکس ہے۔ آپ کا غیر معمولی دعویٰ یہ تھا کہ آپ نے پُرانے عہد نامے کی شریعت کو مکمل کر دیا ہے۔

قرآنِ مجید میں عیسیٰ مسیح کے القاب

قرآنِ مجید میں آپ کا ذکر پندرہ سورتوں میں آتا ہے۔ ۲۵ مرتبہ آپ کو ''عیسیٰ'' کہا گیا ہے اور قرآنِ مجید کے اکثر انگریزی تراجم میں ''Jesus'' لکھا ہے۔ گیارہ مقامات پر آپ کو ''المسیح'' اور ۲۳ دفعہ ''ابنِ مریم'' کا لقب دیا گیا۔ علاوہ ازیں آپ کو ''عبداللہ'' (خدا کا بندہ، خادم) بھی کہا گیا ہے۔

سورہ	عیسیٰ	المسیح	ابنِ مریم
۲: ۸۷، ۱۳۶، ۲۵۳	۳	×	۲
۳: ۴۵، ۵۲، ۵۵، ۵۹، ۸۴	۵	۱	۱
۴: ۱۵۷، ۱۶۳، ۱۷۱، ۱۷۲	۳	۳	۲
۵: ۱۷، ۴۶، ۷۲، ۷۵، ۷۸، ۱۱۰- ۱۱۶	۶	۵	۱۰
۶: ۸۶	۱	×	×

۹: ۳۰، ۳۱	×	۲	۱
۱۹: ۳۴	۱	×	۱
۲۳: ۵۰	×	×	۱
۳۳: ۷	۱	×	۱
۴۲: ۱۳	۱	×	×
۴۳: ۵۷، ۶۳	۱	×	۱
۵۷: ۲۷	۱	×	۱
۶۱: ۶، ۱۴	۲	×	۲

عیسیٰ مسیح کا گناہ پر اِختیار

سب جانتے اور اِعتقاد رکھتے ہیں کہ صرف خدا ہی گناہ معاف کر سکتا ہے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ یہی اختیار مسیح کے پاس تھا۔ ایک روز آپ ایک گھر میں تعلیم دے رہے تھے۔ کچھ لوگ ایک مفلوج کو چارپائی پر ڈال کر لائے۔ کوشش کے باوجود وہ اُس مفلوج کو آپ تک نہ پہنچا سکے کیونکہ اُس کمرے میں بہت ہجوم تھا۔ چنانچہ وہ چھت پر چلے گئے اور اُس کا کچھ حصہ کھول کر چارپائی کو نیچے لٹکا دیا جہاں مسیح تشریف فرما تھے۔

جب یسوع مسیح نے اُن کا ایمان دیکھا تو اُس مفلوج سے مخاطب ہو کر فرمایا، ”اے آدمی! تیرے گناہ معاف ہوئے۔“ یہ سن کر اُس آدمی کو ضرور دھچکا لگا ہو گا۔ وہاں پر موجود یہودی لیڈر اپنے آپ سے کہنے لگے، ”یہ کون ہے جو کُفر بکتا ہے؟ خدا کے سِوا اَور کون گناہ معاف کر سکتا ہے؟“

سیدنا مسیح جانتے تھے کہ وہ کیا سوچ رہے ہیں، چنانچہ آپ نے اُن سے پوچھا، ”آسان کیا ہے؟ یہ کہنا کہ تیرے گناہ معاف ہوئے یا یہ کہنا کہ اُٹھ اور چل پھر؟“ اُنہیں یہ دکھانے کے لئے کہ آپ کو گناہ معاف کرنے کا اِختیار ہے، آپ نے اُس مفلوج سے کہا، ”مَیں تجھ سے کہتا ہوں اُٹھ اور اپنا کھٹولا اُٹھا کر اپنے گھر چلا جا۔“ اُسی دم وہ اُن کے سامنے اُٹھا، اپنی چارپائی اُٹھائی اور خدا کی تمجید کرتا ہوا اپنے گھر چلا گیا۔[۹]

ایک اَور موقعے پر مسیح نے ایک عورت سے فرمایا، ”تیرے گناہ معاف ہوئے... سلامت چلی جا۔[۱۰]“ اُسے شِفا بھی دی گئی اور یہ اِس بات کا نشان تھا کہ اُس کے گناہ واقعی معاف ہو چکے ہیں۔ گناہ معاف کرنے کے اِختیار کے علاوہ آپ کو فطرت پر بھی کنٹرول حاصل تھا۔ لوگ آپ کی قدرت پر حیران تھے، وہ بے ساختہ بول اُٹھے، ”یہ کس طرح کا آدمی ہے کہ ہوا اور پانی بھی اِس کا حکم مانتے ہیں؟[۱۱]“

جب ہم یسوع مسیح کے کاموں پر غور کرتے ہیں تو ہمیں آپ کا حتمی اِختیار نظر آتا ہے: آپ کے ایک لفظ یا چھو دینے سے ہی بیمار کو شفا مل گئی۔ آپ نے یہ اختیار اپنے رسولوں کو بھی بخشا اور اُنہوں نے آپ کے نام سے معجزات کئے۔ ایک دفعہ آپ نے خود فرمایا ”اگر میرے نام سے مجھ سے کچھ چاہو گے تو مَیں وہی کروں گا۔[۱۲]“

عیسیٰ مسیح خداوندِ قیامت

لعزر نامی ایک شخص رِحلت کر گیا اور اُس کی تدفین کو چار دن گزر گئے۔

مسیح اُس کی قبر پر گئے اور بلند آواز سے پُکارا کہ ’’اے لعزر نکل آ!‘‘ مُردہ لعزر قبر سے زندہ ہو کر باہر آ گیا[۱۳]۔

یسوع مسیح نے دعویٰ کیا کہ ’’قیامت اور زندگی تو مَیں ہوں۔ جو مجھ پر ایمان لاتا ہے گو وہ مر جائے تو بھی زندہ رہے گا[۱۴]۔‘‘ دوسرے مقامات پر یہ غیر معمولی دعویٰ کیا گیا ہے کہ صرف مسیح کی بدولت ہی ہماری بخشش ہو سکتی اور ہمیں ابدی ہلاکت سے نجات مل سکتی ہے[۱۵]۔ چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ آپ کے کام آپ کے دعووٴں کا ثبوت ہیں۔ آپ نبی یا پیغمبر سے بڑھ کر تھے۔ آپ کا کیا خیال ہے؟

حوالہ جات

۱۔ قرآنِ مجید ۲: ۶۰؛ ۷: ۱۰۷، ۱۰۸، ۱۱۷، ۱۳۳، ۱۶۰؛ ۱۷: ۱۰۱
۲۔ لوقا ۷: ۱۱— ۱۷
۳۔ یوحنا ۲: ۱۴
۴۔ یوحنا ۵: ۴۶ بمقابلہ اِستثنا ۱۸: ۱۵— ۲۲
۵۔ یوحنا ۸: ۴۶؛ قرآنِ مجید ۳۸: ۲۳، ۲۴؛ ۲۸: ۱۵، ۱۶؛ ۲۶: ۸۲
۶۔ یوحنا ۱۸: ۳۸؛ ۱۹: ۴، ۶
۷۔ ۱۔پطرس ۲: ۲۲ بمقابلہ یسعیاہ ۵۳: ۹
۸۔ عبرانیوں ۴: ۱۵
۹۔ لوقا ۵: ۱۷— ۲۶
۱۰۔ لوقا ۷: ۳۶— ۵۰
۱۱۔ متی ۸: ۲۳— ۲۷
۱۲۔ یوحنا ۱۴: ۱۴
۱۳۔ یوحنا ۱۱: ۱— ۴۴
۱۴۔ یوحنا ۱۱: ۲۵
۱۵۔ یوحنا ۱۴: ۶؛ اعمال ۴: ۱۲؛ عبرانیوں ۷: ۲۵

باب ۱۲

عیسیٰ مسیح، ابنِ آدم

عیسیٰ مسیح نے اپنی خدمت کے دوران اپنے لئے جو لقب سب سے زیادہ استعمال کیا وہ ہے ’’ابنِ آدم۔‘‘ اپنی خدمت کے آغاز میں آپ نے اِسے اپنے نئے شاگرد نتن ایل کو مخاطب کرتے ہوئے اِستعمال کیا۔ آپ نے کہا، ’’مَیں تم سے سچ سچ کہتا ہوں کہ تم آسمان کو کھلا اور خدا کے فرشتوں کو اُوپر جاتے اور ابنِ آدم پر اُترتے دیکھو گے[۱]۔‘‘

آخری مرتبہ آپ نے اِسے اپنی مصلوبیت سے پہلے کی رات کو یہودی سردار کاہن کے سامنے اِستعمال کیا۔ آپ نے اُس سے کہا، ’’... اِس کے بعد تم ابنِ آدم کو قادرِ مطلق کی دہنی طرف بیٹھے اور آسمان کے بادلوں پر آتے دیکھو گے[۲]۔‘‘

بہت سارے مقامات پر یسوع مسیح لقب ’’ابنِ آدم‘‘ کو قصداً استعمال کرتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ ایک دفعہ جب آپ لوگوں کے ساتھ اپنی پیروی کی قیمت کی بات کر رہے تھے تو آپ نے فرمایا، ’’لومڑیوں کے بھٹ ہوتے ہیں اور ہوا کے پرندوں کے گھونسلے مگر ابنِ آدم کے لئے سر دَھرنے کی بھی جگہ نہیں[۳]۔‘‘ اِس لقب کا کیا مفہوم ہے؟ کیا یہ محض مسیح کی بشریت کے بارے

میں بتاتا ہے، کہ آپ اپنے بشر ہونے پر زور دے رہے تھے؟ کیا ''اِبنِ آدم'' فقط عام اِنسان تھے؟

اگر آپ نئے عہد نامے میں لقب ''اِبنِ آدم'' کے مختلف اِستعمال کا مزید مطالعہ کریں تو آپ کو پتہ چلے گا (جیسے کہ ہم نے گزشتہ باب میں دیکھا) کہ مسیح اُس اختیار کو نمایاں کر رہے ہیں جو خدا نے آپ کو عطا کیا تھا۔ متعدد دانا اور اہلِ علم یہودی سمجھ گئے کہ یسوع مسیح اپنے لئے ایسا لقب کیوں استعمال کر رہے ہیں۔ مثلاً جب آپ اِس جہان کے آخر ہونے کی بات کر رہے تھے، آپ نے فرمایا، ''اُس وقت اِبنِ آدم کا نشان آسمان پر دکھائی دے گا۔ اور اُس وقت زمین کی سب قومیں چھاتی پیٹیں گی اور اِبنِ آدم کو بڑی قدرت اور جلال کے ساتھ آسمان کے بادلوں پر آتے دیکھیں گی۔'' یسوع مسیح کے مقدمے کی سماعت کے موقع پر جب یہودیوں کے سردار کاہن نے آپ کی زبانِ مبارکہ سے بالکل ایسا ہی بیان سُنا تو اپنے کپڑے پھاڑ کر کہا، ''اُس نے کُفر بکا ہے!'' سردار کاہن کا ایسا ردِ عمل اِس لئے تھا کیونکہ یہودی تعلیم کے مطابق ایسا صرف خدا ہی کر سکتا ہے۔ مثال کے طور پر زبور ۱۰۴: ۳ دیکھیں۔

ایک عظیم نبی

یہودی سامعین جان گئے تھے کہ مسیح پُرانے عہد نامے کی ایک مشہور پیش گوئی کا براہِ راست اِقتباس کر رہے ہیں۔ یہ پیش گوئی دانی ایل نبی کو ایک رُویت میں دی گئی تھی۔

''مَیں نے رات کو رُویا میں دیکھا اور کیا دیکھتا ہوں کہ ایک شخص آدم زاد

کی مانند آسمان کے بادلوں کے ساتھ آیا اور قدیم الایام (خدا) تک پہنچا۔ وہ اُسے اُس کے [illegible] لائے اور سلطنت اور حشمت اور مملکت اُسے دی گئی تاکہ [illegible] اور اُمتیں اور اہلِ لُغت اُس کی خدمت گزاری کریں [illegible] لی سلطنت اَبدی سلطنت ہے جو جاتی نہ رہے گی اور اُس کی مملکت لازوال ہوگی[٦]۔''

اِس صحیفے کا لقب ''اِبنِ آدم'' یسوع مسیح کے ساتھ گہرا تعلق رکھتا ہے جو آسمان کے بادلوں پر آئیں گے۔ آپ دنیا کے تمام لوگوں اور اقوام پر کامل اِختیار رکھیں گے۔ چنانچہ بالکل عیاں ہے کہ اِبنِ آدم ایک جلالی شخصیت، اِنسانی کاملیت اور عزت و وقار کا مجسمہ ہیں۔

بائبل مقدس میں ''اِبنِ آدم'' کی ترکیب بشریت کو ظاہر کرنے کے لئے عام مفہوم میں بھی اِستعمال ہوئی ہے[٧]۔ لیکن جب اِسی لقب کو یسوع مسیح نے اپنے لئے استعمال کیا تو یہ خصوصی اور اِستثنائی مفہوم میں تھا، اور اِس کا مطلب یہ تھا کہ آپ حتمی اِبنِ آدم ہیں، وہی جنہیں دانی ایل نبی نے اپنی رُویت میں دیکھا۔

مقصد

اِبنِ آدم نے نسلِ اِنسان کے لئے اپنی جان قربان کر دی اور بعد ازاں خدا نے آپ کو جلال میں آسمان پر اُٹھا لیا تاکہ آپ اُس کے ساتھ اعلیٰ ترین شوکت و جلالت میں تمام بنی آدم پر حکمرانی کریں۔ مسیح نے اپنے شاگردوں کو اپنی صلیبی موت، تدفین اور قیامت کے بارے میں بتاتے ہوئے کہا، ''اِبنِ آدم تو جیسا اُس کے حق میں لکھا ہے جاتا ہی ہے[٨]۔'' آپ زبور ۲۲، ۶۹ اور یسعیاہ

باب ۵۳ کا حوالہ دے رہے تھے۔

مختلف موقعوں پر آپ نے ''اِبنِ آدم'' کا ایک اَور پہلو متعارف کرایا، اور وہ یہ تھا کہ آپ نے خود کو اپنے ہم جنس اِنسانوں کی خدمت کرنے والا حلیم انسان ظاہر کیا اور بالآخر آپ نے اُن کے لئے اپنی جان دے دی۔ ''کلمہ'' یا ''کلام'' نے رضا کارانہ طور پر خادم کی صورت اِختیار کر لی تا کہ آپ نہ صرف خدا کی خدمت کرسکیں بلکہ اپنے ہم جنس اِنسانوں کی بھی۔ آپ نے فرمایا، ''اِبنِ آدم اِس لئے نہیں آیا کہ خدمت لے بلکہ اِس لئے کہ خدمت کرے اور اپنی جان بہتیروں کے بدلے فدیہ میں دے[۹]۔''

کچھ لوگ جو کلمۃ اللہ کے پیغام کے مخالف ہیں، صلیب کو بے عزتی اور توہین خیال کرتے ہیں، لیکن یسوع مسیح نے اِسے جلال پانے کا ذریعہ بتایا ہے۔ مثال کے طور پر اپنی تصلیب سے تھوڑا عرصہ پہلے آپ نے اپنے شاگردوں سے فرمایا:

''وہ وقت آ گیا کہ اِبنِ آدم جلال پائے۔ مَیں تم سے سچ سچ کہتا ہوں کہ جب تک گیہوں کا دانہ زمین میں گر کر مَر نہیں جاتا اکیلا رہتا ہے۔ لیکن جب مر جاتا ہے تو بہت سا پھل لاتا ہے[۱۰]۔''

صلیب پر جان دینے کے بعد تیسرے دن مسیح مُردوں میں سے جی اُٹھے اور چالیس دن بعد خدا نے جلال میں آپ کو آسمان پر اُٹھا لیا۔ ایک دن اپنے پیروکاروں کو لینے کے لئے آپ دوبارہ آئیں گے[۱۱]۔

''اِبنِ آدم اِس لئے نہیں آیا کہ خدمت لے بلکہ اِس لئے کہ خدمت کرے اور اپنی جان بہتیروں کے بدلے فدیہ میں دے'' (متی ۲۰: ۲۸)۔

پس ہم دیکھتے ہیں کہ یسوع اِبنِ آدم نسلِ انسان میں لاثانی ہیں۔ آپ کو اِختیار، جلال اور اِقتدارِ اعلیٰ عطا کیا گیا ہے اور ساری دنیا کے لوگ آپ کی پرستش کریں گے۔

حوالہ جات

۱۔ یوحنا ۱: ۵۱

۲۔ متی ۲۶: ۶۴

۳۔ متی ۸: ۲۰

۴۔ متی ۲۴: ۳۰

۵۔ متی ۲۶: ۶۴، ۶۵

۶۔ دانی ایل ۷: ۱۳، ۱۴

۷۔ ایوب ۲۵: ۶ ؛ زبور ۸: ۴ ؛ یسعیاہ ۵۱: ۱۲

۸۔ متی ۲۶: ۲۴ بمقابلہ یو ۔ ۱۲: ۳۲—۳۴

۹۔ متی ۲۰: ۲۸

۱۰۔ یوحنا ۱۲: ۲۳، ۲۴

۱۱۔ ۱۔ تھسلنیکیوں ۴: ۱۶، ۱۷

باب ۱۳

عیسیٰ، مسیحِ موعود

اہلِ اِسلام اور بہت سارے دیگر لوگ بھی یسوع کو عموماً ''مسیح'' کے لقب سے جانتے ہیں۔ قرآنِ مجید میں صرف یسوع کو ہی ''المسیح'' کہا گیا ہے۔ گیارہ دفعہ آپ کو یہ لقب دیا گیا ہے اور کبھی کبھار تو نام کے بغیر اِس لقب سے ہی آپ کا حوالہ دیا گیا ہے۔ تاہم قرآنِ مجید یہ وضاحت فراہم نہیں کرتا کہ یسوع کو ''مسیح'' کیوں کہا گیا ہے۔

لقب ''مسیح'' مسیحیوں اور یہودیوں کے نزدیک اِنتہائی اہمیت کا حامل ہے، اور ہمارا خیال ہے کہ یہ مسلمانوں کے لئے بھی اہم ہونا چاہئے کیونکہ یہ قرآنِ مجید میں آیا ہے۔ انگریزی لفظ "Christ" یونانی زبان کے لفظ "Christos" سے ماخوذ ہے، اور ''مسیح'' عبرانی زبان کا لفظ ہے۔ دونوں الفاظ کا مطلب ایک ہی ہے یعنی ''مَسح کیا ہوا'' یا ''وہ جسے کسی خاص مقصد کے لئے الگ کیا گیا ہو۔''

پرانے عہدنامے میں یہ لفظ بعض اوقات مَسح شُدہ کاہن یا لیڈر کا حوالہ دیتا تھا[1]۔ یہ خدا کے نبیوں کے لئے بھی اِستعمال ہوا ہے[2]۔ مزید برآں یہ لقب فارسی بادشاہ خورس کو دیا گیا، جسے خدا نے مسح کیا تھا کہ وہ یروشلیم شہر اور ہیکل کو دوبارہ تعمیر کرنے کی راہ تیار کرے جنہیں پہلے بادشاہ نبوکدنضر نے تباہ کر

دیا تھا[3]۔ یہ لقب اُس وقت مزید اہمیت اِختیار کر گیا جب حضرت دانی ایل پر رُویا میں ظاہر کیا گیا کہ یروشلیم کی دوبارہ تعمیر کے بعد مسیح کی آمد ہو گی[4]۔ واضح طور پر یہ اُس ہستی کا مسلمہ لقب بن گیا جس نے جلیل القدر مخلصی دہندہ اور خدا کی بادشاہی کا حکمران بننا تھا۔ صرف دانی ایل ہی نہیں بلکہ یسعیاہ، میکاہ، زکریاہ اور بہتیرے دوسرے نبی[5] اِس نجات دہندہ کی آمد کے بارے میں اکثر بتاتے رہے۔

عیسیٰ، موعودہ مسیح

مسیحی ایمان رکھتے ہیں کہ یسوع ''مسیح'' ہیں۔ یسوع نے خود تصدیق کی کہ آپ ''مسیح'' ہیں۔ یہودی ایک فوجی لیڈر کی توقع رکھتے تھے جو اُن کی سرزمین سے تمام غیر مُلکی طاقتوں کو نکال باہر کرے گا اور اِسرائیل کی سلطنت کو قائم کرے گا، جب کہ یسوع نے اپنی آمد کا مقصد اُنہیں یہ بتایا، ''ابنِ آدم اِس لئے نہیں آیا کہ خدمت لے بلکہ اِس لئے کہ خدمت کرے اور اپنی جان بہتیروں کے بدلے فدیہ میں دے[6]۔''

فرشتے کی گواہی

فرشتہ مریم صدیقہ کو یہ بتانے کے لئے ظاہر ہوا کہ وہ بیٹے کی ماں بنیں گی۔ فرشتے نے کہا، ''اُس (بچے) کا نام یسوع رکھنا کیونکہ وہی اپنے لوگوں کو اُن کے گناہوں سے نجات دے گا[7]۔'' یہ کوئی اِتفاق نہیں تھا کہ مسیح کا یہ نام رکھا گیا جس کا مطلب ہے، ''خداوند نجات دیتا ہے۔'' یسوع مسیح کی وِلادت

باسعادت کے بعد ایک فرشتہ چند گڈریوں پر جو بیت لحم کی نواحی میں اپنے گلوں کی نگہبانی کر رہے تھے ظاہر ہوا۔ وہ نہایت ڈر گئے، لیکن فرشتے نے کہا ''ڈرو مت کیونکہ دیکھو میں تمہیں بڑی خوشی کی بشارت دیتا ہوں جو ساری اُمت کے واسطے ہو گی۔ کہ آج داؤد کے شہر میں تمہارے لئے ایک مُنجّی پیدا ہوا ہے یعنی مسیح خداوند[۸]۔''

ایک شاگرد کی گواہی

ایک دن سیدنا مسیح نے اپنے شاگردوں سے دریافت کیا، ''تم مجھے کیا کہتے ہیں؟'' اُن میں سے ایک یعنی حضرت پطرس نے جواب دیا کہ بے شک آپ خدا کے مسیح ہیں۔ یسوع نے کہا کہ یہ بات تجھ پر خدا نے ظاہر کی ہے۔ پھر آپ نے خبردار کرتے ہوئے کہا کہ کسی کو نہ بتانا کہ مَیں مسیح ہوں[۹]۔ اِس لئے کہ مسیح جانتے تھے کہ بہت سارے لوگ ''مسیح'' کے کارِ منصبی کے بارے میں غلط فہمی کا شِکار ہیں۔ پطرس رسول کے اِعلان کے فوراً بعد یسوع مسیح بتانے لگے کہ آپ کس طرح دُکھ اُٹھائیں گے اور اپنی جان قربان کر دیں گے۔ آپ اِس حقیقت کو نمایاں کر رہے تھے کہ مسیح کو ''مصیبت زَدہ مسیح'' بننا ہے نہ کہ ہاتھ میں تلوار پکڑ کر دنیاوی سلطنت کا حکمران[۱۰]۔

کلمۃ اللہ کی گواہی

ایک دن یسوع المسیح بڑے قصبوں اور شہروں سے دُور قابلِ نفرت خیال

کئے جانے والے خطے سامریہ کے ایک کنوئیں پر تشریف لے گئے۔ وہاں آپ نے ایک شخصیت پر ظاہر کرنا چاہا کہ مَیں ہی مسیح ہوں۔ یہ شخصیت ایک سامری عورت تھی اور یہودیوں کی نظر میں سامری رد کئے ہوئے لوگ تھے۔ یسوع کے یہ بتانے کے بعد کہ خدا ایسے پرستار ڈھونڈتا ہے جو روح اور سچائی سے اُس کی پرستش کریں، اُس عورت نے کہا، ''مَیں جانتی ہوں کہ مسیح جو خرِستُس کہلاتا ہے آنے والا ہے۔ جب وہ آئے گا تو ہمیں سب باتیں بتا دے گا۔'' یسوع نے جواب دیا، ''مَیں جو تجھ سے بول رہا ہوں وہی ہوں[۱۱]۔''

یسوع مسیح نے جب اپنا مِشن مکمل کر لیا اور آپ آسمان پر تشریف لے گئے تو پھر شاگرد سارے منصوبے کو سمجھ گئے اور آپ کے لئے یہ لقب استعمال کرتے ہوئے وہ دوسروں کو بتانے سے نہ ہچکچائے۔ مثال کے طور پر پطرس رسول نے عیدِ پینتی کوست کے موقعے پر اہلِ یہود سے مخاطب ہو کر کہا، ''خدا نے اُسی یسوع کو جسے تم نے مصلوب کیا خداوند بھی کیا اور مسیح بھی[۱۲]۔''

مسیح اور ابنِ خدا

یہ امر بہت اہم اور معنی خیز ہے کہ انجیلِ جلیل میں ''مسیح'' کا لقب ''ابنِ خدا'' کے متوازی استعمال ہوا ہے۔ اکثر اوقات یہ دونوں القاب اکٹھے نظر آتے ہیں۔

کلمۃ اللہ پر ایمان لانے والے یہودی ایمان دار آپ کو مسیح کے ساتھ ساتھ ابنِ خدا بھی کہتے تھے۔ پطرس رسول نے دونوں القاب کا ایک ساتھ ذکر کیا ہے، ''تُو زندہ خدا کا بیٹا مسیح ہے[۱۳]۔'' لعزر جسے کلمۃ اللہ نے مُردوں میں

سے زندہ کیا، کی بہن مرتھا نے اپنے ایمان لانے کے بیان میں اِن دونوں القاب کو ایک ساتھ برتا ہے۔ اُس کے الفاظ ہیں، ''مَیں ایمان لا چکی ہوں کہ خدا کا بیٹا مسیح جو دنیا میں آنے والا تھا تُو ہی ہے[۱۴]۔''

مرقس کی انجیل میں ہم پڑھتے ہیں، ''یسوع مسیح ابنِ خدا کی خوش خبری کا شروع[۱۵]۔'' یوحنا کی انجیل میں بھی لکھا ہے، ''... یسوع ہی خدا کا بیٹا مسیح ہے[۱۶]...''

یسوع مسیح کے مقدمے کی سماعت کے دوران یہودی سردار کاہن نے اِن دونوں القاب کا استعمال کیا، ''مَیں تجھے زندہ خدا کی قسم دیتا ہوں کہ اگر تُو خدا کا بیٹا مسیح ہے تو ہم سے کہہ دے۔'' دعوے کی تصدیق میں آپ نے یہ جواب دیا، ''تُو نے خود کہہ دیا... اس کے بعد تم ابنِ آدم کو قادرِ مطلق کی دہنی طرف بیٹھے اور آسمان کے بادلوں پر آتے دیکھو گے[۱۷]۔''

یہ کہنے سے یسوع مسیح اپنی آمدِ ثانی کی طرف اشارہ کر رہے تھے۔ یہودی یہ ایمان رکھنے میں راستی پر تھے کہ مسیح آسمان سے آ کر خدا کی بادشاہی قائم کرے گا، لیکن وہ مسیح کی دو آمدوں کے مابین تمیز کرنے میں ناکام ٹھہرے۔ اپنی پہلی آمد پر یسوع کو دُکھ اُٹھانے والا مسیح بننا تھا اور دوسری آمد پر آپ کو فتح مند جلیل القدر بادشاہ اور مُنصِف بننا ہے۔

حوالہ جات

۱۔ احبار ۴: ۳؛ ۲۔سموئیل ۱: ۱۴

۲۔ زبور ۱۰۵: ۱۵

۳۔ یسعیاہ ۴۵: ۱

۴۔ دانی ایل ۹: ۲۵

۵۔ یسعیاہ ۱۱: ۱-۵؛ ۴۲: ۱؛ میکاہ ۵: ۲؛ زکریاہ ۶: ۱۲، ۱۳

۶۔ یوحنا ۴: ۲۶؛ مرقس ۱۰: ۴۲-۴۵؛ متی ۲۰: ۲۸؛ یوحنا ۱۳: ۱۵، ۱۶

۷۔ متی ۱: ۲۱

۸۔ لوقا ۲: ۸-۱۴

۹۔ متی ۱۶: ۱۳-۲۰؛ لوقا ۹: ۲۰، ۲۱

۱۰۔ متی ۱۶: ۲۱-۲۸

۱۱۔ یوحنا ۴: ۲۵، ۲۶

۱۲۔ اعمال ۲: ۳۶؛ ۱۔کرنتھیوں ۱: ۱-۳؛ عبرانیوں ۳: ۶؛ ۱۔پطرس ۴: ۱

۱۳۔ متی ۱۶: ۱۶

۱۴۔ یوحنا ۱۱: ۲۷

۱۵۔ مرقس ۱: ۱

۱۶۔ یوحنا ۲۰: ۳۱

۱۷۔ متی ۲۶: ۶۳، ۶۴

باب ۱۴

عیسیٰ مسیح، ابنِ خدا

جب مسیحی خدا کے باپ ہونے اور یسوع المسیح کے بیٹے ہونے کی بات کرتے ہیں تو کچھ لوگوں کے ذہن میں (نعوذ باللہ) خدا کی بیوی کا تصور اُبھرنے لگتا ہے۔ وہ یہ سوال کرتے ہیں، "خدا کا بیٹا کیسے ہوسکتا ہے جب کہ اُس کی کوئی بیوی یا جورو نہیں؟"

باپ اور بیٹا

بائبل مقدس سیدنا مسیح کو جسمانی معنوں میں نہیں بلکہ روحانی معنوں میں خدا کا بیٹا کہتی ہے۔ ان القاب کے ایجاد کنندہ مسیحی نہیں ہیں، بلکہ مسیح نے خود ہمیں سکھایا ہے کہ خدا ہمارا باپ ہے۔ آپ نے اپنے شاگردوں کو یوں دعا کرنا سکھایا:

"اے ہمارے باپ تو جو آسمان پر ہے تیرا نام پاک مانا جائے۔ تیری بادشاہی آئے۔ تیری مرضی جیسی آسمان پر پوری ہوتی ہے زمین پر بھی ہو۔ ہماری روز کی روٹی آج ہمیں دے۔ اور جس طرح ہم نے اپنے قرض داروں کو معاف کیا ہے تُو بھی ہمارے قرض ہمیں معاف کر۔ اور ہمیں آزمائش میں نہ لا بلکہ بُرائی سے بچا، کیونکہ بادشاہی اور

قدرت اور جلال ہمیشہ تیرے ہی ہیں۔ آمین[1]۔"

"آسمانی باپ" کی ترکیب اُس تعلق اور رِشتے کی نشان دہی کرتی ہے جو خدا اور اُس کی مخلوق کے مابین موجود ہے۔ یہ خدا کو دیئے گئے توصیفی القاب میں سے ایک ہے۔ بالکل اِسی طرح خدا یسوع مسیح کو اپنا "بیٹا" کہتا ہے۔ "یہ میرا پیارا بیٹا ہے جس سے مَیں خوش ہوں[2]۔" چنانچہ انجیلِ مقدس بیان کرتی ہے کہ یسوع مسیح "ابنِ خدا" ہیں۔ آپ کے شاگردوں نے آپ کو ابنِ خدا کہا، "تُو زندہ خدا کا بیٹا ہے[3]۔" آپ نے خود اِس لقب کی تصدیق کی۔ جب سردار کاہن نے آپ سے پوچھا، "کیا تُو اُس ستُودہ (قابلِ تعریف یعنی خدا) کا بیٹا مسیح ہے؟" تو آپ نے جواب دیا، "ہاں مَیں ہوں[4]۔"

اِعتراضات

ممکن ہے کوئی یہ کہے کہ "ابنِ خدا" اور "خدا باپ" کی اِصطلاحات سے جسمانی تعلق کا تصور اُبھرتا ہے، اِس لئے اِن کے استعمال سے اِجتناب کرنا چاہئے۔ لیکن مسیحیوں کے لئے اِن سے دست کش ہونا دانش مندی نہیں ہوسکتا، کیونکہ مسیح نے خود اِنہیں قبول و منظور کیا ہے۔ ہم سب جانتے ہیں کہ "اُبُوّت" اور "اِبنیت" کی اِصطلاحیں مختلف انداز سے مستعمل ہیں۔ مثال کے طور پر محمد علی جناح کو پاکستانی قوم کا باپ (بابائے مِلّت) اور مہاتما گاندھی کو ہندوستانیوں کا باپ کہا جاتا ہے۔ قرآنِ مجید میں مسافر کو "اِبنُ السَّبِیل[5]" (راہ کا بیٹا) کہا گیا ہے۔ اِس کا یہ مطلب نہیں کہ جناح اور گاندھی اپنی اپنی قوم کے جسمانی باپ ہیں یا راہ نے کسی کے ساتھ جسمانی تعلق قائم کرکے مسافر کو

جنم دیا۔

اِس طرح کی اَور بھی مثالیں ہیں۔ شہرِ مکّہ کو "اُمّ القُریٰ" (بستیوں کی ماں) کہا جاتا ہے (الانعام آیت ۹۳)۔ آنحضرتؐ کے چچا زاد بھائی اور داماد حضرت علیؓ ابُو تراب (مٹی کا باپ) اور ایک صحابی عمیر بن عامرؓ ابُو ہریرہ (بلّی کا باپ) کہلاتے ہیں۔ یہاں تک کہ آج بھی بڑے بوڑھے چھوٹوں کو "بیٹا" یا "بیٹی" کہہ کر مخاطب کرتے ہیں، باوجود اِس کے کہ وہ اُن کے حقیقی ماں یا باپ نہیں ہوتے۔ مذکورۂ بالا مثالیں کسی کو بھی ناگوار نہیں لگتیں، چنانچہ بائبل مقدس کے اِس بیان سے بھی کہ یسوع مسیح "ابنِ خدا" ہیں کسی کو ٹھیس نہیں لگنی چاہئے۔

مسئلے کا لُبِ لُباب

قرآن اور بائبل کی روشنی میں اگر خدا ہماری طرح کے کان اور آنکھیں نہ رکھنے کے باوجود سُن اور دیکھ سکتا ہے، اور اگر وہ ہم سے مختلف ہاتھ اور پاؤں رکھ سکتا ہے اور ہم سے فرق انداز سے تخت پر بیٹھ سکتا ہے تو اُس کے لئے یہ بھی ممکن ہے کہ اُس کا ہم سے مختلف طریقے سے بیٹا ہو۔

عیسیٰ مسیح بطور ابنِ خدا

فرشتے نے مقدسہ مریم کو خوشی کی خبر دیتے ہوئے کہا تھا کہ "... وہ مولُودِ مقدس خدا کا بیٹا کہلائے گا[7]۔" بائبل مقدس یہ نہیں کہتی کہ یسوع مسیح مریم صدیقہ کے بطن سے جنم لینے کے باعث اِبن اللہ کہلائے۔ نہ ہی اِس کی

یہ کوشش ہے کہ محض ایک انسان کو خدا بنا دے یا واحد اور سچے خدا کے علاوہ ایک دیوتا کھڑا کر دے۔ صرف حق تعالیٰ ہی خدا ہے۔

اوّل و آخر

الکتاب بیان کرتی ہے کہ یسوع المسیح خدا کا کلام (کلمہ) ہیں۔ "اِبتدا میں کلام تھا اور کلام خدا کے ساتھ تھا اور کلام خدا تھا[6]۔" یہ آیت ہمیں بتاتی ہے کہ یسوع مسیح خدا کا ازلی کلام ہیں۔ جیسے خدا ازلی ہے ویسے ہی اُس کا بیٹا مسیح ازلی ہے۔ یسوع مسیح کے علاوہ کسی کو بھی خدا کا کلام نہیں کہا گیا۔ خدا کا یہی ازلی کلام کوئی دو ہزار سال پیشتر آسمان سے اِس دنیا میں آ گیا۔ کنواری مریم سے پیدا ہو کر یہی ازلی کلام اِنسان بن گیا۔

مسلمان دوست یہ تسلیم کرتے ہیں کہ خدا کے ازلی کلام نے کتابی شکل اِختیار کر لی۔ تو پھر یہ تسلیم کرنا کیوں ممکن نہیں کہ خدا کا کلام اِنسان یعنی مسیح بن گیا؟ حتیٰ کہ چھ سو سال بعد قرآنِ مجید نے بھی قبول کیا کہ یسوع کلمۃ اللہ[8] یعنی خدا کا کلام ہیں۔

لاثانی ابنیت

اکثر کہا جاتا ہے کہ بائبل مقدس میں "ابنِ خدا" کی اِصطلاح لغوی معنوں میں نہیں بلکہ عام معنوں میں استعمال کی گئی ہے جیسے تمام بنی آدم کو فرزندانِ خدا کہا جاتا ہے۔ چنانچہ جب یسوع مسیح نے اِبنِ خدا ہونے کا دعویٰ کیا تو آپ اس اِصطلاح کو محض مجازی مفہوم میں بیان کر رہے تھے[9]۔

لیکن یسوع مسیح کے اپنے بارے میں بیانات سے یہ نتیجہ اخذ کرنا ممکن نہیں ہے۔ آپ اِس لقب کو اُس طرح استعمال نہیں کر رہے تھے جس طرح کہ ''فرزندانِ خدا'' کہلانے والے دیگر اشخاص نے کیا۔ کیا درج ذیل بیان سے بڑھ کر کوئی بیان باقاعدہ، قطعی اور زور دار ہوسکتا ہے؟

''میرے باپ کی طرف سے سب کچھ مجھے سونپا گیا اور کوئی نہیں جانتا کہ بیٹا کون ہے سوا باپ کے اور کوئی نہیں جانتا کہ باپ کون ہے سوا بیٹے کے اور اُس شخص کے جس پر بیٹا اُسے ظاہر کرنا چاہے[۱۰]۔''

اپنی شناخت کروانے کے لئے کسی اَور نبی، رسول یا پیغمبر نے ایسی زبان استعمال نہیں کی۔ چنانچہ حیرانی کی بات نہیں کہ اہلِ یہود نے ایک دفعہ تائیداً کہا کہ ''اِنسان نے کبھی ایسا کلام نہیں کیا[۱۱]۔''

''جس نے مجھے دیکھا''

یسوع مسیح نے دعویٰ کیا کہ آپ آسمان سے آئے ہیں اور کہ آپ اَزل سے موجود ہیں[۱۲]۔ آپ نے فرمایا، ''پیشتر اُس سے کہ ابرہام پیدا ہوا مَیں ہوں[۱۳]۔'' ممکن ہے ہم سوچ میں پڑ جائیں کہ یسوع مسیح بھلا کیا ہونے کا دعویٰ کر رہے ہیں، لیکن اُس وقت آپ کے آس پاس کھڑے لوگ اِس بیان کی حقیقت کو بخوبی سمجھ گئے تھے۔ اُن میں سے کچھ نے آپ کو سنگسار کرنے کے لئے پتھر اُٹھالئے کیونکہ اُن کی دانست میں آپ نے کفر بکا تھا۔ اِن یہودی سامعین نے محسوس کیا کہ مسیح دعویٰ کر رہے ہیں کہ مَیں حضرت ابراہیم کی پیدائش سے پہلے کا ہوں، اور کہ آپ حضرت موسیٰ پر ظاہر شدہ یہوواہ کے ذاتی

نام کا استعمال کر رہے ہیں (''مَیں ہوں'' دیکھئے خروج ۳:۱۴) اور یوں آپ خود کو خدا کا ہمسر قرار دے رہے ہیں۔

یسوع مسیح نے خدا سے یہ دعا کی، ''اَے باپ! تُو اُس جلال سے جو مَیں دُنیا کی پیدائش سے پیشتر تیرے ساتھ رکھتا تھا مجھے اپنے ساتھ جلالی بنا دے[۱۴]۔'' آپ نے دوسروں کو یہ بھی بتایا، ''جس نے مجھے دیکھا اُس نے باپ (خدا) کو دیکھا[۱۵]۔''

کیا یہ دعوے یہ کہنے کے مترادف نہیں کہ خدا کا ایک شریک ہے؟ ہرگز نہیں! مسیح کیا دعویٰ کر رہے تھے؟ صاف جواب یہ ہے کہ آپ اِلٰہی ذات ہونے کا دعویٰ کر رہے تھے۔ آپ خدا کے بہترین ممکن نمائندہ ہیں۔ آپ نے یہ بھی فرمایا:

''... باپ کسی کی عدالت بھی نہیں کرتا بلکہ اُس نے عدالت کا سارا کام بیٹے کے سپرد کیا ہے تاکہ سب لوگ بیٹے کی عزت کریں جس طرح باپ کی کرتے ہیں ... جس نے اُسے بھیجا ...[۱۶]''

آپ کے جاہ و جلال کے چشم دید گواہ

پہاڑ پر آپ کی تبدیلیِ صورت کے موقعے پر خدا نے شاگردوں سے فرمایا، ''یہ (یسوع) میرا پیارا بیٹا ہے جس سے مَیں خوش ہوں۔ اِس کی سنو[۱۷]۔'' اِس وقوعے کا حوالہ دیتے ہوئے ایک رسول نے کہا:

''جب ہم نے تمہیں اپنے خداوند یسوع مسیح کی قدرت اور آمد سے واقف کیا تھا تو دغا بازی کی گھڑی ہوئی کہانیوں کی پیروی نہیں کی تھی

بلکہ خود اُس کی عظمت کو دیکھا تھا ... اور جب ہم اُس کے ساتھ مقدس پہاڑ پر تھے تو آسمان سے یہی آواز آتی سنی[۱۸]۔"

فیصلہ کن سوال

خدا نے اپنے ازلی کلام کو زمین پر کیوں بھیجا؟ اِس لئے کہ وہ اپنی مخلوق سے پیار کرتا ہے اور اُسے اپنے پاس واپس لانے کا آرزومند ہے۔ بدیں وجہ بائبل مقدس فرماتی ہے، "جو بیٹے پر ایمان لاتا ہے ہمیشہ کی زندگی اُس کی ہے۔" کیوں؟ اِس لئے کہ خدا تک پہنچنے کا واحد راستہ یسوع مسیح ہیں۔ آپ نے فرمایا، "راہ اور حق اور زندگی مَیں ہوں۔ کوئی میرے وسیلے کے بغیر باپ کے پاس نہیں آتا[۱۹]۔" ہمیں بتایا جاتا ہے کہ "کِسی دوسرے کے وسیلے سے نجات نہیں کیونکہ آسمان کے تلے آدمیوں کو کوئی دوسرا نام نہیں بخشا گیا جس کے وسیلے سے ہم نجات پا سکیں[۲۰]۔"

حوالہ جات

۱۔ متی ۶: ۹–۱۳
۲۔ متی ۳: ۱۷
۳۔ متی ۱۶: ۱۶
۴۔ مرقس ۱۴: ۶۱، ۶۲
۵۔ قرآنِ مجید ۲: ۱۷۷؛ ۴: ۱۷۱
۶۔ لوقا ۱: ۳۴، ۳۵
۷۔ یوحنا ۱: ۱، ۲
۸۔ قرآنِ مجید ۳: ۴۵
۹۔ احمد دیدات، "Christ in Islam" صفحہ نمبر ۲۸، ۲۹

۱۰۔ لوقا ۱۰: ۲۲
۱۱۔ یوحنا ۷: ۴۶
۱۲۔ یوحنا ۶: ۵۱
۱۳۔ یوحنا ۸: ۵۸، ۵۹
۱۴۔ یوحنا ۱۷: ۵، ۲۴
۱۵۔ یوحنا ۱۴: ۹، ۱۰
۱۶۔ یوحنا ۵: ۲۲، ۲۳
۱۷۔ متی ۱۷: ۵
۱۸۔ ۲-پطرس ۱: ۱۶، ۱۸
۱۹۔ یوحنا ۱۴: ۶
۲۰۔ اعمال ۴: ۱۲

باب ۱۵

عیسیٰ مسیح، اُستادِ اعظم

(تمثیلیں)

اگرچہ عیسیٰ مسیح کی تدریسی خدمت صرف ساڑھے تین سالوں پر محیط ہے، تاہم اِس عرصے میں آپ نے دِکھا دیا کہ آپ دنیا کے اُستادِ اعظم ہیں۔ آپ نے بڑے بڑے معجزات کئے اور زندگی کی نئی راہ سکھائی۔ آپ کی تعلیم سیدھی سادی تھی۔ آپ نے روزمرہ کے عام الفاظ استعمال کئے جنھیں لوگ آسانی سے سمجھ سکتے تھے، اور آپ نے اُن چیزوں سے مثالیں دیں جن سے آپ کے سامعین بخوبی آشنا تھے۔ آپ نے اپنے بہت سارے اصولوں کی وضاحت تمثیلوں کی صورت میں کی۔ اِس باب میں ہم مسیح کی چند ایک تماثیل کا جائزہ لیں گے۔

یسوع مسیح نے ہمیں زندگی کا کامل طریقِ عمل دیا، جسے آپ نے مختصراً ایک ہی جملے میں بیان کر دیا، ”پس جو کچھ تم چاہتے ہو کہ لوگ تمہارے ساتھ کریں وہی تم بھی اُن کے ساتھ کرو۔ کیونکہ توریت اور نبیوں کی تعلیم یہی ہے[1]۔“

خدا کی بادشاہی

آپ کی تعلیم کے بڑے موضوعات میں سے ایک خدا کی بادشاہی تھا۔

آپ کا دعویٰ تھا کہ ”وقت پورا ہو گیا ہے اور خدا کی بادشاہی نزدیک آ گئی ہے۔ توبہ کرو اور خوش خبری پر ایمان لاؤ[2]۔“

یہ ہم سب کے لئے یاد دہانی ہے کہ دنیا کنٹرول سے باہر نہیں ہے۔ آج بھی اِس پر خدا ہی کا کنٹرول اور اختیار ہے، لیکن اُس نے ہمیں آزاد مرضی عطا کر رکھی ہے۔ ہم خدا کے ہاتھ میں مشین کی مانند نہیں بلکہ آزاد انسان ہیں، پھر بھی ہم پر ایک بادشاہ حکمرانی کرتا ہے اور وہ بادشاہ خدا ہے۔ جب مسیح نے خدا کی بادشاہی کی بات کی تو اِس کا مطلب لوگوں کو یہ دعوت دینا تھا کہ وہ اپنے آپ کو اِس کا مُطیع بنا دیں۔ یہ واضح کرنے کے لئے کہ خدا کی بادشاہی سے آپ کی کیا مراد ہے آپ نے تمثیلیں بیان کیں۔

بیج بونے والے کی تمثیل

”ایک بونے والا بیج بونے نکلا۔ اور بوتے وقت کچھ دانے راہ کے کنارے گرے اور پرندوں نے آ کر اُنہیں چُگ لیا۔ اور کچھ پتھریلی زمین پر گرے جہاں اُن کو بہت مٹی نہ ملی اور گہری مٹی نہ ملنے کے سبب سے جلد اُگ آئے۔ اور جب سورج نکلا تو جل گئے اور جڑ نہ ہونے کے سبب سے سوکھ گئے۔ اور کچھ جھاڑیوں میں گرے اور جھاڑیوں نے بڑھ کر اُن کو دبا لیا۔ اور کچھ اچھی زمین میں گرے اور پھل لائے۔ کچھ سو گنا کچھ ساٹھ گنا کچھ تیس گنا[3]۔“

فصل کا دار و مدار زمین کی اُس قسم پر تھا جس میں بیج گرا۔ مسیح کا مطلب یہ ہے کہ اگر ہمارے دِل سخت، تلخ اور تکبّر اور خود کفالت سے پُر ہیں تو

خواہ ہم تک اچھا بیج پہنچتا ہے، خواہ ہم اُس کی بادشاہی کے بارے میں سنتے اور سیکھتے ہیں، ہم اِسے قبول نہیں کریں گے۔ لیکن اگر ہم اپنی زندگی میں خدا کی مرضی کو قبول کرتے ہیں تو خدا کی بادشاہی ہمارے اندر ہو گی۔

چھپا ہوا خزانہ

ایک اَور موقعے پر یسوع مسیح نے ایک خزانے کے بارے میں بتایا جو کسی کھیت میں پوشیدہ تھا۔ ایک سوداگر کو اِس کا پتہ چل گیا اور ''خوشی کے مارے جا کر جو کچھ اُس کا تھا بیچ ڈالا اور اُس کھیت کو مول لے لیا[۴]۔'' خدا کی بادشاہی کو پا لینے پر ہمیں بہت خوشی ہوتی ہے، لیکن اِس کے لئے ہمیں ایک قیمت ادا کرنی ہے۔ ہمارا خدا کی بادشاہی کا رُکن بننا اور یسوع مسیح کی پیروی کرنا بہتیروں کے لئے ٹھوکر کا باعث ہو سکتا ہے۔ ہماری دیانت داری ہمارے آس پاس کے کچھ لوگوں کے لئے پریشان کن ہو سکتی ہے۔ ممکن ہے ہمارے دوست احباب، بہن بھائی ہم سے قطع تعلق کر لیں۔ ہمارے خاندان ہمارے خلاف ہو سکتے ہیں۔ خدا کی بادشاہی میں شامل ہونے کا مطلب ملازمت سے چھٹی، قید یا موت بھی ہو سکتا ہے۔ یسوع مسیح جانتے ہیں کہ اِس بادشاہی کا ممبر بننے کے لئے آپ کو بھاری قیمت ادا کرنا پڑ سکتی ہے، لیکن پھر بھی یہ گھاٹے کا سودا نہیں۔

ایک مرتبہ فریسی فرقے کے چند یہودی لیڈروں نے مسیح سے پوچھا کہ خدا کی بادشاہی کب آئے گی[۵]۔ آپ نے جواب دیا، ''خدا کی بادشاہی ظاہری طور پر نہ آئے گی۔ اور لوگ یہ نہ کہیں گے کہ دیکھو یہاں ہے یا وہاں ہے!

کیونکہ دیکھو خدا کی بادشاہی تمہارے درمیان ہے۔'' آپ کے سامعین میں سے اکثریت سیاسی اِنقلاب کی آرزومند تھی۔ وہ چاہتے تھے کہ یسوع سیاسی مفہوم میں اُن کے ''مسیح'' بنیں اور رومی حکمرانوں کو شکست دے کر فلسطین کو آزاد کروائیں۔ کلمۃ اللہ نے اُن کا یہ مطالبہ ماننے سے اِنکار کر دیا کیونکہ اصل مسئلہ یہ نہیں تھا۔ نسلِ انسان کا بنیادی مسئلہ سیاسی نہیں بلکہ گناہ ہے۔ مسیح گناہ سے نپٹنے کے لئے اِس دنیا میں تشریف لائے۔ آپ کے نزدیک خدا کی بادشاہی کچھ خاص لوگوں تک محدود نہیں بلکہ عالمگیر ہے۔ تاہم آپ نے لوگوں کو بتایا کہ یہ بادشاہی آدمیوں کے دل میں ہے۔ یہ کہیں مستقبل میں قائم نہیں ہو گی بلکہ یہ ابھی اور اِسی جگہ قائم ہو رہی ہے۔ کوئی شخص مسیح کی پیروی کرنے اور آپ کے اَحکام پر عمل پیرا ہونے سے اِس بادشاہی کا رُکن بن سکتا ہے۔

لالچی کسان

''کسی دولت مند کی زمین میں بڑی فصل ہوئی۔ پس وہ اپنے دل میں سوچ کر کہنے لگا کہ مَیں کیا کروں کیونکہ میرے ہاں جگہ نہیں جہاں اپنی پیداوار بھر رکھوں؟ اُس نے کہا مَیں یوں کروں گا کہ اپنی کوٹھیاں ڈھا کر اُن سے بڑی بناؤں گا۔ اور اُن میں اپنا سارا اناج اور مال بھر رکھوں گا اور اپنی جان سے کہوں گا اے جان! تیرے پاس بہت برسوں کے لئے بہت سا مال جمع ہے۔ چَین کر۔ کھا پی۔ خوش رہ۔ مگر خدا نے اُس سے کہا اے نادان! اِسی رات تیری جان تجھ سے طلب کر لی جائے گی۔ پس جو تُو نے تیار کیا ہے وہ کس کا ہوگا؟ ایسا

ہی وہ شخص ہے جو اپنے لئے خزانہ جمع کرتا ہے اور خدا کے نزدیک دولت مند نہیں ... ہاں اُس کی بادشاہی کی تلاش میں رہو تو یہ چیزیں بھی تمہیں مل جائیں گی“ (لوقا ۱۲: ۱۶–۲۱، ۳۱)

کھوئے ہوئے بیٹے کی تمثیل

”کسی شخص کے دو بیٹے تھے۔ اُن میں سے چھوٹے نے باپ سے کہا اے باپ! مال کا جو حصہ مجھ کو پہنچتا ہے مجھے دے دے۔ اُس نے اپنا مال متاع اُنہیں بانٹ دیا۔ اور بہت دن نہ گزرے کہ چھوٹا بیٹا اپنا سب کچھ جمع کر کے دُور دراز مُلک کو روانہ ہوا اور وہاں اپنا مال بدچلنی میں اُڑا دیا۔ اور جب سب خرچ کر چکا تو اُس مُلک میں سخت کال پڑا اور وہ محتاج ہونے لگا۔ پھر اُس مُلک کے ایک باشندے کے ہاں جا پڑا۔ اُس نے اُس کو اپنے کھیتوں میں سُوأر چرانے بھیجا۔ اور اُسے آرزو تھی کہ جو پھلیاں سوأر کھاتے تھے اُنہی سے اپنا پیٹ بھرے مگر کوئی اُسے نہ دیتا تھا۔ پھر اُس نے ہوش میں آ کر کہا میرے باپ کے کتنے ہی مزدوروں کو اِفراط سے روٹی ملتی ہے اور مَیں یہاں بھوکا مر رہا ہوں! مَیں اُٹھ کر اپنے باپ کے پاس جاؤں گا اور اُس سے کہوں گا اے باپ! مَیں آسمان کا اور تیری نظر میں گنہگار ہوا۔ اب اِس لائق نہیں رہا کہ پھر تیرا بیٹا کہلاؤں مجھے اپنے مزدوروں جیسا کر لے۔ پس وہ اُٹھ کر اپنے باپ کے پاس چلا۔ وہ ابھی دُور ہی تھا کہ اُسے دیکھ کر اُس کے باپ کو ترس آیا اور دوڑ کر اُس کو گلے

لگا لیا اور بوسے لئے۔ بیٹے نے اُس سے کہا اے باپ! مَیں آسمان کا اور تیری نظر میں گنہگار ہوا۔ اب اِس لائق نہیں رہا کہ پھر تیرا بیٹا کہلاؤں۔ باپ نے اپنے نوکروں سے کہا اچھے سے اچھا جامہ جلد نکال کر اُسے پہناؤ اور اُس کے ہاتھ میں انگوٹھی اور پاؤں میں جوتی پہناؤ۔ اور پلے ہوئے بچھڑے کو لا کر ذبح کرو تا کہ ہم کھا کر خوشی منائیں۔ کیونکہ میرا یہ بیٹا مُردہ تھا، اب زندہ ہوا۔ کھو گیا تھا، اب ملا ہے۔ پس وہ خوشی منانے لگے۔ لیکن اُس کا بڑا بیٹا کھیت میں تھا۔ جب وہ آ کر گھر کے نزدیک پہنچا تو گانے بجانے اور ناچنے کی آواز سنی۔ اور ایک نوکر کو بلا کر دریافت کرنے لگا کہ یہ کیا ہو رہا ہے؟ اُس نے اُس سے کہا تیرا بھائی آ گیا ہے اور تیرے باپ نے پلا ہوا بچھڑا ذبح کرایا ہے کیونکہ اُسے بھلا چنگا پایا۔ وہ غصے ہوا اور اندر جانا نہ چاہا مگر اُس کا باپ باہر جا کر اُسے منانے لگا۔ اُس نے اپنے باپ سے جواب میں کہا دیکھ اتنے برسوں سے مَیں تیری خدمت کرتا ہوں اور کبھی تیری حکم عدولی نہیں کی مگر مجھے تُو نے کبھی ایک بکری کا بچہ بھی نہ دیا کہ اپنے دوستوں کے ساتھ خوشی مناتا۔ لیکن جب تیرا یہ بیٹا آیا جس نے تیرا مال متاع کسبیوں میں اُڑا دیا تو اُس کے لئے تُو نے پلا ہوا بچھڑا ذبح کرایا۔ اُس نے اُس سے کہا بیٹا! تُو تو ہمیشہ میرے پاس ہے اور جو کچھ میرا ہے وہ تیرا ہی ہے۔ لیکن خوشی منانا اور شادمان ہونا مناسب تھا کیونکہ تیرا یہ بھائی مُردہ تھا، اب زندہ ہوا۔ کھویا ہوا تھا، اب ملا ہے۔“ (لوقا ۱۵: ۱۱–۳۲)

یسوع مسیح نے یہ تمثیل اپنے گرد جمع لوگوں کا محض دل بہلانے کے لئے نہ سنائی۔ آپ اِس بات پر زور دے رہے تھے کہ خدا تائب اور اُس کی طرف رجوع کرنے والے شریر ترین شخص کو بھی قبول کر لیتا ہے، کیونکہ وہ خواہش مند ہے کہ ہر کوئی مسیح کے وسیلے سے اُس کے پاس آئے اور بچ جائے۔ اِس تمثیل میں ہم دیکھتے ہیں کہ کس طرح کوئی شخص خدا سے منہ پھیر کر اپنی راہِ حماقت اور مُہم جوئی کا چناؤ کر سکتا ہے۔ تاہم خدائے رحیم و مہربان اُس کا اِنتظار کرتا اور اُس کے لئے دروازے کو کھلا رہنے دیتا ہے، اِس اُمید پر کہ شاید کسی دن آدم کا یہ بیٹا روشنی دیکھے اور اُس کی طرف واپس لوٹ آئے۔

عیسیٰ مسیح ہی کیوں؟

خدا کی بادشاہی کا وارث بننے کے لئے صرف عیسیٰ مسیح کی پیروی کیوں کی جائے؟ اِس لئے کہ آپ اِس بادشاہی کے حکمران ہیں۔ آپ کا طرزِ عمل دُنیا کے بادشاہوں کی طرح کا نہیں تھا۔ آپ نے قیادت کا ایک بالکل مختلف تصور متعارف کرایا۔ آپ نے اپنے شاگردوں کو نصیحت کرتے ہوئے کہا:

"جو تم میں بڑا ہونا چاہے وہ تمہارا خادم بنے اور جو تم میں اوّل ہونا چاہے وہ سب کا غلام بنے۔ کیونکہ ابنِ آدم بھی اِس لئے نہیں آیا کہ خدمت لے بلکہ اِس لئے کہ خدمت کرے اور اپنی جان بہتیروں کے بدلے فدیہ میں دے۔[7]"

آپ نے اِس تصور کا مظاہرہ اپنے شاگردوں کے پاؤں دھو کر کیا[8]۔ بعد ازاں آپ نے اُن کے اور ہمارے لئے اپنی جان دے دی۔ دوسری طرف

آپ نے اپنے اِختیار اور قابلِ اعتبار ہونے کو متعدد نشان دکھا کر اور بہت ساری پیش گوئیوں کو پورا کر کے خصوصاً قبر سے زندہ ہو کر ثابت کیا (رومیوں ۱:۴ بمقابلہ ۱۰:۹)۔

سیدنا مسیح نے اپنے پیروکاروں کو مستقبل کی بھی یقین دہانی کرائی۔ روزِ حشر آپ اپنے پیروکاروں سے کہیں گے:

"آؤ میرے باپ کے مبارک لوگو جو بادشاہی بنایِ عالم سے تمہارے لئے تیار کی گئی ہے اُسے میراث میں لو۔[9]"

حوالہ جات

۱۔ متی ۷: ۱۲؛ لوقا ۶: ۳۱
۲۔ مرقس ۱: ۱۴، ۱۵
۳۔ متی ۱۳: ۳—۸
۴۔ متی ۱۳: ۴۴
۵۔ لوقا ۱۷: ۲۰، ۲۱
۶۔ یوحنا ۶: ۱۵
۷۔ مرقس ۱۰: ۴۳—۴۵
۸۔ یوحنا ۱۳: ۴—۱۷
۹۔ متی ۲۵: ۳۴

باب ١٦

عیسیٰ مسیح ، اُستادِ اعظم

(معجزات)

گزشتہ ابواب میں ہم سیکھ آئے ہیں کہ عیسیٰ مسیح محض نبی یا پیغمبر ہی نہیں، بلکہ اِس سے کہیں بڑھ کر ہیں۔ بائبل مقدس آپ کو بادشاہوں کا بادشاہ اور خداوندوں کا خداوند کہتی ہے[۱]۔ جو کچھ آپ نے کیا اور کہا وہ آپ کے اِختیار اور قدرت کے گواہ ہیں۔ آپ نے ایمان نہ لانے والے کچھ یہودیوں سے فرمایا:

"اگر مَیں اپنے باپ کے کام نہیں کرتا تو میرا یقین نہ کرو۔ لیکن اگر مَیں کرتا ہوں تو گو میرا یقین نہ کرو مگر اُن کاموں کا تو یقین کرو تاکہ تم جانو اور سمجھو کہ باپ مجھ میں ہے اور مَیں باپ میں[۲]۔"

بائبل مقدس اور قرآنِ مجید دونوں اِتفاق کرتے ہیں کہ یسوع مسیح نے معجزات دکھائے۔ آپ نے اندھوں کو بینائی عطا کی اور مُردوں کو زندہ کیا۔ انجیلِ جلیل میں ہم دیکھتے ہیں کہ یسوع مسیح اپنی تعلیمات و معجزات کی بدولت اپنی آمد کی اہمیت کو ظاہر کرنا چاہتے تھے۔ آپ نے خاص ضروریات کے جواب میں معجزے دکھائے۔ آپ نے صرف یہ ثابت کرنے کے لئے معجزات نہ دکھائے کہ آپ بھی معجزے کر سکتے ہیں، بلکہ لوگوں کو کچھ مزید سکھانے کی غرض سے۔

پہلا معجزہ

ایک شادی کی ضیافت میں یسوع المسیح نے پانی کو مَے بنا دیا (دیکھیں فرہنگ)۔ یہ اِتنی خوش ذائقہ تھی کہ اِس سے پہلے مہمانوں نے کبھی ایسی مَے نہیں چکھی تھی[۳]۔ اب مسیح اِس عمل سے کیا دکھا رہے تھے؟ یہ کہ آپ ایک ایسی شے (اپنی بادشاہی) لا رہے ہیں جو پہلے کی چیزوں سے کہیں بہتر ہے۔ اِس معجزے سے ہم یہ سیکھتے ہیں کہ خداوند تعالیٰ کا معیار لاثانی ہے۔ ہم کوئی بھی اور کیسے ہی کیوں نہ ہوں، جب ہم سیدنا مسیح کو اپنا نجات دہندہ قبول کرتے ہیں تو آپ ہمیں اعلیٰ معیار کی شے میں بدل اور ڈھال دیتے ہیں۔

ایک بچے کو زندگی عطا کرنا

ایک دُکھی باپ یسوع مسیح کی خدمت میں حاضر ہوا اور درخواست کی کہ اُس کے ہمراہ اُس کے گاؤں چلیں اور اُس کے قریبُ الموت بیٹے کو شفا بخشیں۔ آپ نے اُس آدمی سے کہا، "جا تیرا بیٹا جیتا ہے[۴]۔" وہ باپ چلا گیا اور جب وہ راستے ہی میں تھا تو اُس کے نوکر اُسے ملے اور کہنے لگے کہ تیرا بیٹا جیتا ہے۔ تفتیش کرنے پر اُسے پتہ چلا کہ بچے کو اُسی گھڑی آرام ہونے لگا تھا جب مسیح نے کہا تھا کہ "جا تیرا بیٹا جیتا ہے۔" وہ خود اور اُس کا سارا گھرانا یسوع مسیح پر ایمان لے آیا۔

اِس واقعے سے ہم یہ سیکھتے ہیں کہ یسوع المسیح فاصلوں پر غالب آنے کی قدرت بھی رکھتے ہیں۔ خدا ہم سے دُور نہیں ہے۔ مسیح نے فرمایا: "... دیکھو

مَیں دنیا کے آخر تک ہمیشہ تمہارے ساتھ ہوں[۵]۔" تعجب کی بات نہیں کہ آپ کا نام یسوع ہے، اِس کا مطلب ہے خداوند نجات دیتا ہے۔ ہمیں آپ کی طرف رجوع کرنا چاہئے، کیونکہ آپ لامحدود قدرت کے مالک ہیں۔

حوض پر آدمی

پہلی صدی عیسوی کے یروشلیم میں بیت حسدا کا حوض بہت مشہور تھا۔ اِس کے اِرد گرد بیماروں کا ہجوم لگا رہتا تھا۔ روایت تھی کہ حوض کا پانی ہلتے ہی جو بیمار اُس میں پہلے اُترے گا شفایاب ہو جائے گا[۶]۔

ایک دن یسوع مسیح اُس حوض پر آئے اور ایک بیمار کو اپنی چارپائی پر پڑا ہوا دیکھا۔ اڑتیس سال سے وہ فالج کا مریض تھا۔ آپ نے اُس سے کہا، "کیا تُو تندرست ہونا چاہتا ہے؟" پھر آپ نے کہا، "اُٹھ اور اپنی چارپائی اُٹھا کر چل پھر۔" وہ آدمی فوراً تندرست ہو گیا اور وہی کیا جو کچھ اُس کے شافی نے کہا تھا۔

اِس واقعہ سے ہم کیا سیکھتے ہیں؟ خواہ ہم کتنے ہی بُرے اور بداعمال شخص ہوں، ہمارے لئے توبہ کا دروازہ ہمیشہ کُھلا ہے۔ یسوع مسیح ہمیں معافی اور شفا دے سکتے ہیں، لیکن اِس کا دار و مدار ہماری رضا مندی پر ہے۔ مسیح کے وسیلے سے خدا کا منصوبۂ نجات کسی کے ساتھ زبردستی نہیں کرتا۔ ہمیں اپنے آپ کو خدا کے لئے کُھلا چھوڑ دینا چاہئے اور اُسے اجازت دینی چاہئے کہ ہمیں کامل لوگ بنائے۔ اگرچہ ساری صورتِ حال اُس کے کنٹرول میں ہے، لیکن جب تک سیدنا مسیح کو اپنا نجات دہندہ قبول کرنے پر ہم راضی نہ ہوں، وہ زبردستی ہماری زندگی میں مداخلت نہیں کرے گا۔

کئی ہزار لوگوں کو کھانا کھلانا

ایک موقعے پر یسوع مسیح نے صرف چند روٹیوں اور مچھلیوں سے پانچ ہزار سے زائد لوگوں کو سیر کر کے ہجوم کو حیران کر دیا۔ آپ کے اِرد گرد لوگوں کی ایک بڑی بھیڑ جمع تھی۔ دُور دراز ویرانے میں دن ڈھل چکا تھا۔ رسولوں کا خیال تھا کہ لوگوں کو رُخصت کر دیا جائے، لیکن مسیح اُنہیں کھانا کھلانا چاہتے تھے۔ ایک رسول کو بھیڑ میں سے ایک لڑکا ملا جس کے پاس جَو کی پانچ روٹیاں اور دو چھوٹی مچھلیاں تھیں۔ ایک رسول نے مسیح سے کہا، "مگر یہ اتنے لوگوں میں کیا ہیں؟" لیکن یسوع مسیح نے کوئی جواب نہ دیا۔ اِس کے بجائے آپ نے اپنے شاگردوں کو ہدایت کی کہ تمام لوگوں کو گروہوں میں گھاس پر بٹھا دیا جائے۔ آپ نے وہ پانچ روٹیاں اور دو مچھلیاں لیں، شکر کیا اور اُنہیں ٹکڑوں میں توڑ ڈالا۔ پھر آپ نے یہ روٹیاں شاگردوں کو دے دیں کہ لوگوں میں بانٹ دیں۔ وہ سب کھا کر سیر ہو گئے اور بعد میں شاگردوں نے بچی ہوئی روٹیوں اور مچھلیوں سے بارہ ٹوکریاں بھریں[۷]۔

اِس سے ہم کیا سیکھتے ہیں؟

لوگ ایسے "مسیح" کی تلاش میں تھے جو اُن کی دیکھ بھال کرے۔ اُنہیں اپنی جسمانی ضروریات کا زیادہ خیال تھا۔ اُنہوں نے مسیح کو اپنا بادشاہ بنانے کی کوشش کی، لیکن بعد ازاں آپ نے اُنہیں بڑی صفائی سے بتا دیا کہ اِس جہان میں آپ کی آمد کا حقیقی مقصد لوگوں کو نجات دینا ہے[۸]۔ آپ نے فرمایا کہ اُن کے آباو اَجداد آسمانی خوراک سے سیر ہوئے اور بیابان میں اُن کی

تمام جسمانی ضرورتیں پوری کی گئیں، لیکن اُن میں سے کوئی بھی اَب تک زندہ نہیں ہے۔ اِس کے برعکس جو روٹی مسیح لائے وہ اَبدی زندگی عطا کرتی ہے، اور یہ روٹی آپ کی ذاتِ اَقدس خود ہے۔

یسوع مسیح پر ایمان رکھنے والوں کے لئے اِس واقعے میں کئی ایک باتیں سیکھنے کے قابل ہیں۔ لڑکے کے پاس صرف چند ایک روٹیاں اور مچھلیاں تھیں، لیکن خدا اُنہیں بڑھانے کی قدرت رکھتا تھا۔ یہاں ہمارے لئے حوصلہ افزائی ہے؛ ہم وقت، قوت اور آمدنی میں سے جو کچھ بھی اُسے پیش کر سکتے ہیں، وہ اُسے بڑھانے کی قدرت رکھتا ہے۔

عیسیٰ مسیح کا پانی پر چلنا

ہجوم کو معجزانہ طور پر سیر کرنے کے بعد المسیح نے اپنے حواریوں سے کہا کہ وہ کشتی پر سوار ہو کر آپ سے پہلے پار چلے جائیں۔ اُنہوں نے حکم کی تعمیل کی اور اپنی منزل کی جانب چل نکلے، لیکن مخالف اور تیز ہوا کی وجہ سے کشتی کی رفتار بہت سُست پڑ گئی۔ اندھیرا چھا چکا تھا لیکن مسیح ابھی تک اُن میں شامل نہیں تھے۔ تقریباً تین میل سفر کرنے کے بعد اُنہوں نے سیدنا مسیح کو پانی پر چلتے ہوئے کشتی کی جانب بڑھتے ہوئے دیکھا۔ اُنہوں نے غلطی سے آپ کو بھوت سمجھا اور ڈر کر چلّانے لگے۔ فی الفور آپ نے اُن سے مخاطب ہو کر فرمایا، ”خاطر جمع رکھو... ڈرو مت۔“

جب پطرس رسول نے یہ دیکھا تو اُس نے بھی پانی پر چلنے کی اجازت مانگی۔ مسیح نے کہا ”آ“۔ رسول کشتی سے اُتر کر اپنے آقا کے پاس جانے کے لئے

پانی پر چلنے لگا، لیکن جب تیز ہوا کو دیکھا تو ڈر گیا اور ڈوبنے لگا۔ یسوع مسیح نے فوراً ہاتھ بڑھا کر اُسے پکڑ لیا[۹]۔

ہمارے لئے سبق

کلمۃ اللہ مسیح فطرت پر قدرت رکھتے ہیں۔ جب ہم آپ کی پیروی کرنے کا فیصلہ کرتے ہیں تو آپ فرماتے ہیں ”میرے پیچھے چلے آؤ“ اور جب ہم مصیبت میں پھنس جاتے ہیں اور مدد کے لئے پکارتے ہیں تو آپ فوراً آ موجود ہوتے ہیں۔ آپ نے طوفان کو تھما دیا اور پطرس رسول کو سطحِ آب پر چلایا۔ ممکن ہے آج یہ واقعہ ہمیں غیر متعلق سا لگے۔ لیکن یہ سکھاتا ہے کہ زندگی کی ہر صورتِ حال میں خداوند مسیح مدد کے لئے موجود ہیں اور اپنے پیروکاروں کے لئے آپ کا اطمینان و اعتماد ہمہ وقت دستیاب ہے۔ آج بھی مسیح بے شمار لوگوں کے دِلوں میں اُٹھنے والے طوفانوں کو ساکن کر دیتے ہیں۔ ایمان دار کی زندگی میں خواہ کسی بھی طرح کی مشکل، درد اور پریشانی ہو، یسوع مسیح کی قربت میں اطمینان مل جاتا ہے۔

زندگی پر عیسیٰ مسیح کی قدرت

مسیح نے اندھوں کو بصارت، بہروں کو قوتِ سماعت اور مُردوں کو زندگی عطا کی۔ لعزر نامی شخص کو مَرے ہوئے تین دِن ہو گئے تھے اور اب وہ اپنی قبر میں دفن تھا، لیکن آپ نے اُس کی قبر کے سرہانے پکار کر کہا، ”لعزر، باہر نکل آ“ تو وہ زندہ باہر نکل آیا[۱۰]۔ (قرآنِ مجید میں آپ کے معجزات کا ذِکر سورہ

آلِ عمران آیت ۴۹ میں آتا ہے)۔

سیدنا مسیح کو مُردے زندہ کرنے کی قدرت حاصل ہے۔ اِسی لئے حیرانی کی بات نہیں کہ آپ نے فرمایا، "قیامت اور زندگی تو مَیں ہوں۔ جو مجھ پر ایمان لاتا ہے گو وہ مر جائے تَو بھی زندہ رہے گا[11]۔" آپ دنیا کا انصاف کرنے کے لئے دوبارہ آ رہے ہیں۔ آپ کا وعدہ ہے کہ آپ اپنے پیروکاروں کو حیاتِ اَبدی کے لئے زندہ کریں گے[12]۔

لُبِ لُباب

یسوع مسیح کی تعلیمات اور معجزات "اِس لئے لکھے گئے کہ تم ایمان لاؤ کہ یسوع ہی خدا کا بیٹا مسیح ہے اور ایمان لا کر اُس کے نام سے زندگی پاؤ۔"

(یوحنا ۲۰: ۳۱)

حوالہ جات

۱۔ مکاشفہ ۱۹: ۱۱—۱۶
۲۔ یوحنا ۱۰: ۳۷—۳۸
۳۔ یوحنا ۲: ۱—۱۱
۴۔ یوحنا ۴: ۴۶—۵۴
۵۔ متی ۲۸: ۲۰ بمقابلہ ۱: ۲۲—۲۴
۶۔ یوحنا ۵: ۱—۹
۷۔ یوحنا ۶: ۱—۱۴
۸۔ یوحنا ۶: ۲۲—۷۱
۹۔ یوحنا ۶: ۱۶—۲۱؛ مرقس ۶: ۴۷—۵۰؛ متی ۱۴: ۲۲—۳۲
۱۰۔ یوحنا ۱۱: ۱—۴۵
۱۱۔ یوحنا ۱۱: ۲۵
۱۲۔ یوحنا ۶: ۴۰

باب ۱۷

عیسیٰ مسیح، اُستادِ اعظم

(ایمان و عمل)

اپنی تعلیمات کے اِنتہائی آغاز میں عیسیٰ مسیح مذہبی پیشواؤں کے لئے ایک خطرہ تھے، لیکن بہتیرے عام لوگ آپ کے پیروکار بن گئے۔ یہ لوگ اُلجھن کا شکار تھے کیونکہ اُن کے مذہبی اساتذہ توریت شریف کی فرق فرق تفسیر و توضیح کرتے تھے۔ اُن کی تعلیمات کا دار و مدار زیادہ تر رسوم اور ظاہری شعائر تک محدود تھا۔ تاہم مسیح ایسی تعلیم لے کر آئے جو قطعاً مختلف تھی۔

سبت

سبت ہفتے کا ساتواں دن ہے جسے یہودی خاص طور پر پاک مانتے تھے۔ آرام کرنے کے دن کا اصول بہت دوٹوک اور غیر مبہم ہے، لیکن یہودیوں نے لاتعداد اِمتناعی احکام کا اضافہ کر رکھا تھا اور سبت کے رُوز وہ متعدد سرگرمیوں سے منع کرتے تھے۔ یوں اُنہوں نے اِس کے حقیقی مفہوم کو کھو دیا تھا۔

یسوع مسیح نے لوگوں کو بتایا کہ سبت کے دن تمام اچھے کاموں کو ضرور ہی جاری رہنا چاہئے۔ مثال کے طور پر آپ نے قصداً اِس روز بیماروں کو صحت یاب کیا۔ سبت کے ایک دن آپ لوگوں کے درمیان کھڑے ہو گئے اور اُنہیں چیلنج

کرتے ہوئے کہا، ''سبت کے دن نیکی کرنا روا ہے یا بدی کرنا؟ جان بچانا یا قتل کرنا؟[1] '' پھر آپ نے اُن کے سامنے ہی ایک آدمی کو شفا دی۔ اِس پر کچھ یہودی لیڈر اِس قدر برہم ہوئے کہ آپ کو قتل کرنے کے منصوبے بنانے لگے[2]۔ لیکن آپ نے نیکی کرنا جاری رکھا۔ جیسا کہ ہم نے پچھلے باب میں غور کیا یہ سبت ہی کا دن تھا جب آپ نے بیت حسدا کے حوض پر ایک مفلوج کو شفا دی[3]۔ نتیجے میں مذہبی راہنما آپ کی زندگی کے مزید دشمن بن گئے[4]۔

یسوع مسیح لوگوں کو دو باتیں سکھانا چاہتے تھے۔ اوّل، یہ کہ خدا ہفتے کے تمام دِنوں میں اُن پر ترس کھاتا ہے۔ دوم، لوگوں کو ایسے مذہبی ضابطوں پر عمل کرنے سے اِجتناب کرنا چاہئے جو خدا کی طرف سے نہیں بلکہ محض اِنسان کے بنائے ہوئے ہیں۔ ممکن ہے ہم مسیح کے زمانے کے لوگوں پر ہنسیں جو انسان ساختہ رسوم وضوابط کی پیروی کرتے تھے، لیکن ہمیں اپنے آپ سے بھی پوچھنا ہے کہ آیا جو کچھ ہم کر رہے ہیں وہ خداوند کریم کو خوش کر رہا ہے کہ نہیں۔

نماز (دعا)

کلمتہ اللہ نے اِس موضوع پر کافی تعلیم دی ہے۔ آپ نے فرمایا کہ اگر ہم لوگوں کے سامنے نماز پڑھتے ہیں تا کہ وہ دیکھیں کہ ہم کس قدر پابندِ مذہب اور متقی ہیں تو یہ منافقت ہے۔ خدا ایسی نمازوں میں کوئی دلچسپی نہیں لیتا۔ فرمایا:

''جب تم دعا کرو (نماز پڑھو) تو ریاکاروں کی مانند نہ بنو کیونکہ وہ عبادت خانوں میں اور بازاروں کے موڑوں پر کھڑے ہو کر دعا کرنا پسند کرتے ہیں تا کہ لوگ اُن کو دیکھیں...[5]''

آپ نے بتایا کہ خدا کی پرستش روح اور سچائی سے ہونی چاہئے[6]۔ اگر ہمارا ذہن اور دل راست نہیں تو ہماری ساری عبادت اور دعائیں بے کار ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ ہمیں اپنی دعاؤں کو طوطے کی طرح بار بار نہیں دہرانا چاہئے[7]۔ یہودیوں کی بہت ساری ریڈی میڈ نمازیں (دعائیں) تھیں جنہیں وہ بڑی تیزی سے دہرایا کرتے تھے۔ مسیح نے سکھایا کہ ایسی دعائیں بے سود ہیں۔ خدا ہماری دعا کو اِس بنا پر نہیں سنتا کہ ہم اُس میں زیادہ الفاظ استعمال کرتے ہیں یا مخصوص الفاظ کو بار بار دہراتے ہیں۔ کلمتہ اللہ نے فرمایا، ''مجھ سے سیکھو[8]''۔

کیسے دعا کریں؟

سیدنا مسیح نے دعا (نماز) کا ایک نمونہ دیا ہے اور اِسے بعض اوقات ''دعائے ربانی[9] '' کہا جاتا ہے، حالانکہ یوحنا ۱۷: ۱– ۲۶ میں مرقوم دعا کو ''دعائے ربانی'' کہنا زیادہ موزوں لگتا ہے۔

کلمتہ اللہ کا یہ مقصد نہیں تھا کہ آپ کے شاگرد اِس دعا کو لفظ بہ لفظ دہرائیں، بلکہ آپ اُنہیں یہ سکھا رہے تھے کہ حقیقی دعا کیسی ہونی چاہئے۔ دعا کرتے ہوئے ہمیں خداوند تعالیٰ سے یہ التماس کرنی ہے کہ اُس کی حاکمیت اِس زمین کو متاثر کرے؛ وہ ہماری جسمانی اور روحانی ضرورتیں پوری کرے؛ ہمارے گناہ معاف کر دے اور آخرِ کار ہمیں اُس کے اِقتدارِ اعلیٰ کو تسلیم کرنا ہے۔

''اے ہمارے باپ تُو جو آسمان ہے۔ تیرا نام پاک مانا جائے۔ تیری بادشاہی آئے۔ تیری مرضی جیسی آسمان پر پوری ہوتی ہے زمین

پر بھی ہو۔ ہماری روز کی روٹی آج ہمیں دے۔ اور جس طرح ہم نے اپنے قرضداروں کو معاف کیا ہے تُو بھی ہمارے قرض ہمیں معاف کر۔ اور ہمیں آزمائش میں نہ لا بلکہ بُرائی سے بچا۔ کیونکہ بادشاہی اور قدرت اور جلال ہمیشہ تیرے ہی ہیں۔ آمین۔

یسوع مسیح نے ہمیں یہ نہیں بتایا کہ دعا کرتے ہوئے یروشلیم کی طرف رُخ کرنا ہے یا کسی اَور طرف۔ نہ آپ نے دعا نماز کے دوران جسمانی حرکات وسکنات کے بارے میں کچھ ہدایت کی ہے۔ آپ کی تعلیم یہ ہے کہ خدا ہمارے دل کے اِرادوں اور نیتوں میں زیادہ دلچسپی رکھتا ہے۔

ممکن ہے کوئی پوچھے کہ "دعا میں مجھے کتنا وقت لگانا چاہئے؟" یسوع مسیح اہم موقعوں سے پیشتر اور روزمرہ معمول کے طور پر کئی کئی گھنٹے دعا میں گزار دیتے تھے۔ آپ کے رسولوں کا بھی یہی وتیرہ تھا اور اُنہوں نے ہمیں بھی ایسا ہی کرنے کی نصیحت کی ہے۔

دعا حالات کو تبدیل کر دیتی ہے۔ بائبل مقدس صرف ایمان رکھنے کی تلقین نہیں کرتی بلکہ ہمیں اِس ایمان کو عمل میں لانے کی تاکید بھی کرتی ہے۔ دعا کو محنت سے بچانے والا آلہ نہیں سمجھ لینا چاہئے؛ خدا ہمارے لئے وہ کچھ نہیں کرے گا جو کچھ اپنے لئے ہم خود کر سکتے ہیں۔ وہ ضرور ہماری دعائیں سنے گا اور ہماری مشکلات میں ہمارا مددگار ہوگا۔ وہ اُن چیزوں کے لئے ہماری دعائیں قبول کرلے گا جو ہمارے لئے بہترین ہوں گی۔

جب مسیحی خدا سے دعا کرتے ہیں تو وہ یسوع مسیح کے نام میں کرتے ہیں، کیونکہ ایسا کرنے کا حکم آپ نے اُنہیں خود دیا ہے۔ ہم مسیح کے وسیلے سے

خدا تک پہنچتے ہیں۔ آپ نے اپنی زبانِ صداقت بیان سے خود فرمایا:

"اگر باپ سے کچھ مانگو گے تو وہ میرے نام سے تم کو دے گا۔ اب تک تم نے میرے نام سے کچھ نہیں مانگا۔ مانگو تو پاؤ گے تاکہ تمہاری خوشی پوری ہو جائے [۱۰]۔"

روزہ

اکثر سوال کیا جاتا ہے کہ "آپ مسیحی لوگ روزے کیوں نہیں رکھتے؟" مسیحی روزے تو ضرور رکھتے ہیں [۱۱] لیکن ماہِ رمضان میں نہیں۔ سیدنا مسیح نے فرمایا:

"جب تم روزہ رکھو تو ریاکاروں کی طرح اپنی صورت اُداس نہ بناؤ کیونکہ وہ اپنا منہ بگاڑتے ہیں تاکہ لوگ اُن کو روزہ دار جانیں۔ مَیں تم سے سچ کہتا ہوں کہ وہ اپنا اجر پا چکے۔ بلکہ جب تُو روزہ رکھے تو اپنے سر میں تیل ڈال اور منہ دھو۔ تاکہ آدمی نہیں بلکہ تیرا باپ جو پوشیدگی میں ہے تجھے روزہ دار جانے۔ اِس صورت میں تیرا باپ جو پوشیدگی میں دیکھتا ہے تجھے بدلہ دے گا [۱۲]۔"

یسوع مسیح کے مطابق شخصی دعا کی طرح روزہ بھی ایک نجی معاملہ ہے اور اِسے صرف ایمان دار اور خدا کے مابین رہنا چاہئے۔ آپ نے خارجی نمود پر نہیں بلکہ ہمیشہ باطنی محرکات پر زور دیا۔ لوگ روزے رکھنے اور نمازیں پڑھنے کے باوجود خدا سے دُور اور مغفرت سے تہی دامن ہو سکتے ہیں۔ الکتاب میں کُرنیلیُس نامی آدمی کا ذکر آتا ہے۔ وہ ایک خدا ترس شخص تھا اور اپنوں اور

غیروں میں اچھی شہرت رکھتا تھا۔ وہ باقاعدہ روزے رکھتا اور نمازیں پڑھتا تھا، لیکن اِس کے باوجود اُسے گناہوں کی معافی نہیں ملی تھی۔ اُس کے اخلاص کی وجہ سے خدا نے اُس کے پاس مسیح کے رسول حضرت پطرس کو بھیجا کہ اُس سے بات چیت کریں تاکہ وہ بخشش تک پہنچ سکے۔ پطرس رسول نے اُس کے ساتھ سیدنا مسیح کے حوالے سے گفتگو کی اور اُسے آپ کی حیاتِ کامل، دُکھوں اور صلیبی موت کے بارے میں بتایا۔ پھر آپ کے مُردوں میں سے جی اُٹھنے اور مُنصِف کے طور پر اِس دنیا میں دوبارہ آنے کا بھی بتایا۔ کُرنیلیُس خداوند مسیح پر ایمان لے آیا اور اُسے گناہوں کی معافی مل گئی[13]۔

”کیا وہ روزہ جو مَیں چاہتا ہوں یہ نہیں کہ ظلم کی زنجیریں توڑیں اور جوئے کے بندھن کھولیں اور مظلوموں کو آزاد کریں بلکہ ہر ایک جوئے کو توڑ ڈالیں؟ کیا یہ نہیں کہ تُو اپنی روٹی بھوکوں کو کِھلائے اور مسکینوں کو جو آوارہ ہیں اپنے گھر میں لائے اور جب کسی کو ننگا دیکھے تو اُسے پہنائے اور تُو اپنے ہم جنس سے رُوپوشی نہ کرے؟“

(یسعیاہ ۵۸: ۶، ۷)

خیرات

کلمۃ اللہ کے دَور کا فریسی نامی فرقہ اپنی آمدنی کا دسواں حصہ خدا تعالیٰ کو پیش کرنے میں بڑی پَروا کرتا تھا۔ یہاں تک کہ وہ پودینے جیسی عام اور چھوٹی فصل پر بھی بڑے دھیان سے دہ یکی دیتے تھے۔ لیکن خدا کو جو کچھ وہ دیتے تھے اُس کی نمود و نمائش کر کے حقیقت میں جو کچھ اہم تھا اُسے نظر انداز کر رہے

تھے۔ یسوع مسیح نے فرمایا:

”خبردار اپنے راست بازی کے کام آدمیوں کے سامنے دکھانے کے لئے نہ کرو۔ نہیں تو تمہارے باپ کے پاس جو آسمان پر ہے تمہارے لئے کچھ اجر نہیں ہے۔

پس جب تُو خیرات کرے تو اپنے آگے نرسنگا نہ بجوا جیسا ریاکار عبادت خانوں اور کوچوں میں کرتے ہیں تاکہ لوگ اُن کی بڑائی کریں۔ مَیں تم سے سچ کہتا ہوں کہ وہ اپنا اجر پا چکے۔ بلکہ جب تُو خیرات کرے تو جو تیرا دہنا ہاتھ کرتا ہے اُسے تیرا بایاں ہاتھ نہ جانے تاکہ تیری خیرات پوشیدہ رہے۔ اِس صورت میں تیرا باپ جو پوشیدگی میں دیکھتا ہے تجھے بدلہ دے گا[14]۔“

یہ سکھانے کے لئے کہ ہمیں لوگوں سے اجر وصول کرنے کی توقع کے بغیر مددگار ہونا چاہئے یسوع مسیح نے ایک نیک سامری کی کہانی سنائی۔ یہ کہانی دوسروں کے لئے فیاض محبت کی ایک عظیم مثال ہے۔

نیک سامری

مسیح نے نیک سامری کی کہانی یوں بیان کی:

”ایک آدمی یروشلیم سے یریحو کی طرف جا رہا تھا کہ ڈاکوؤں میں گِھر گیا۔ اُنہوں نے اُس کے کپڑے اُتار لئے اور مارا بھی اور اَدھ موا چھوڑ کر چلے گئے۔ اِتفاقاً ایک کاہن اُسی راہ سے جا رہا تھا اور اُسے دیکھ کر کترا کر چلا گیا۔ اِسی طرح ایک لاوی اُس جگہ آیا۔ وہ بھی اُسے

دیکھ کر کترا کر چلا گیا۔ لیکن ایک سامری سفر کرتے کرتے وہاں آ نکلا اور اُسے دیکھ کر اُس نے ترس کھایا۔ اور اُس کے پاس آ کر اُس کے زخموں کو تیل اور مے لگا کر باندھا اور اپنے جانور پر سوار کر کے سرائے میں لے گیا اور اُس کی خبر گیری کی۔ دوسرے دن دو دینار نکال کر بھٹیارے کو دیئے اور کہا اِس کی خبر گیری کرنا اور جو کچھ اِس سے زیادہ خرچ ہوگا مَیں پھر آ کر تجھے ادا کر دوں گا۔ اِن تینوں میں سے اُس شخص کا جو ڈاکوؤں میں گھِر گیا تھا تیری دانست میں کون پڑوسی ٹھہرا؟ اُس نے کہا وہ جس نے اُس پر رحم کیا۔ یسوع نے اُس سے کہا جا۔ تُو بھی ایسا ہی کر۔" (لوقا ۱۰: ۳۰—۳۷)

آج متعدد لوگ اِس ضرورت کے بارے میں بات کرتے ہیں کہ مختلف پس منظر اور نسلوں سے تعلق رکھنے والے لوگوں کے درمیان اچھے تعلقات ہونے چاہئیں۔ صدیوں پہلے اِس ضمن میں مسیح نے یہ اُصول دیا: "اپنے پڑوسی سے اپنے برابر محبت رکھ۔[۱۵]" میرا پڑوسی صرف وہی شخص نہیں جس کے گھر کا دروازہ میرے دروازے کے ساتھ ہے، بلکہ وہ اجنبی بھی میرا پڑوسی ہے جو تھوڑے عرصے کے لئے میرے ساتھ بس یا ٹرین پر سفر کرتا ہے۔ یہ فیاض محبت کلمۃ اللہ کی حیاتِ طیبہ میں بدرجۂ اُتم دکھائی دیتی ہے؛ آپ نے بنی نوع انسان کے لئے اپنی جان دے دی[۱۶]۔ آیئے محبت اور راستی کے ضمن میں آپ ہی کے نقشِ قدم پر چلیں۔

حوالہ جات

۱۔ مرقس ۳: ۴

۲۔ مرقس ۳: ۶—۱۶

۳۔ یوحنا ۵: ۱—۱۵

۴۔ یوحنا ۵: ۱۶—۱۸

۵۔ متی ۶: ۵، ۶

۶۔ یوحنا ۴: ۲۴

۷۔ متی ۶: ۷

۸۔ متی ۱۱: ۲۹

۹۔ متی ۶: ۹—۱۳

۱۰۔ یوحنا ۱۶: ۲۳، ۲۴

۱۱۔ متی ۱۷: ۲۱؛ ۱۔کرنتھیوں ۷: ۵؛ اعمال ۱۳: ۳

۱۲۔ متی ۶: ۱۶—۱۸

۱۳۔ اعمال ۱۰: ۱—۴۸

۱۴۔ متی ۶: ۱—۴

۱۵۔ لوقا ۱۰: ۲۷

۱۶۔ ۲۔کرنتھیوں ۸: ۹

باب ۱۸

عیسیٰ مسیح، عظیم قربانی

مَیں اپنے دوست احمد کے ساتھ کھڑا اُس کے باپ کو دیکھ رہا تھا جو چُھری کے ساتھ بکرے کو ذبح کرنے میں مصروف تھا۔ یہ عیدالاضحیٰ کا موقع تھا جسے اہلِ اِسلام ہر سال مناتے ہیں۔ میرے ذہن میں یہ سوال اُبھر رہا تھا کہ مسلمان بھائی ہر سال لاکھوں جانور کیوں قربان کر دیتے ہیں۔ یہ کئی برس پہلے کی بات ہے جب مَیں اِس تہوار کے بارے میں کم جانتا تھا۔ جلد ہی مجھے پتہ چل گیا کہ یہ تہوار اُس واقعہ کی یادگاری میں منایا جاتا ہے جب خداوند تعالیٰ نے اپنے بندے حضرت ابراہیم کو آزمایا اور بیٹے کی قربانی کا تقاضا کیا۔ حضرت ابراہیم نے فرماں برداری کی، لیکن عین اُسی وقت خدا نے ابنِ خلیل اللہ کے عوض میں ایک مینڈھا مہیا کر دیا۔

آدم اور حوا

کتابِ مقدس بتاتی ہے کہ قربانی کی تاریخ حضرت ابراہیم سے بھی قدیم ہے۔ حضرت آدم کی تخلیق کے وقت باری تعالیٰ نے آپ کو اِنتباہ کیا کہ نیک و بد کی پہچان کے درخت کا پھل نہ کھانا ورنہ یقیناً مر جاؤ گے[1]۔ آدم و حوا نے اپنے خالق کی نافرمانی کی۔ اُنہوں نے اپنے آپ کو بے لباس پایا اور شرم محسوس

کرنے لگے، چنانچہ اُنہوں نے خود کو پتوں سے ڈھانپنے کی کوشش کی[2]۔ یہ واقعہ قرآنِ مجید میں بھی مذکور ہے[3]۔

قائن اور ہابل (قابیل اور ہابیل)

حضرت آدم اور حوا کے پہلے دو بیٹوں کے نام قائن اور ہابل تھے[4]۔ بائبل مقدس میں آتا ہے کہ اُنہیں خدا کے حضور ہدیہ گزراننے کی ہدایت ہوئی۔ ہابل نے حسبِ ہدایت عمل کیا اور اُس کا ہدیہ مقبول ٹھہرا، لیکن قائن نے ایسا نہ کیا، چنانچہ اُس کا ہدیہ ردّ ہو گیا۔ قرآنِ مجید بھی تصدیق کرتا ہے کہ قائن کی قربانی قبول نہ ہوئی[5]۔ جب ہم پوری بائبل مقدس کے سیاق و سباق میں اِس واقعے پر نگاہ ڈالتے ہیں تو ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ خدا نے خاندانِ آدم کو اپنے خالق تک رسائی حاصل کرنے کا ایک خاص طریق سکھایا۔ یہ طریق تھا اُسے قربانی پیش کرنا۔ بعد ازاں خداوند تعالیٰ نے دکھایا کہ ہم اپنے گناہ کی وجہ سے موت کے مستحق ہیں اور اِس لئے عوضی یعنی فدیہ درکار ہے۔

حضرت ابراہیم اور آپ کا فرزند

حضرت ابراہیم اور آپ کے فرزند کے واقعے میں اِس عوضی کی تصویر کشی کی گئی ہے۔ خداوند کریم نے حضرت ابراہیم سے کہا کہ اپنے بیٹے کو قربان کر دے اور حضرت ابراہیم نے حکم مان لیا۔ لیکن جب آپ نے اپنے دل کے ٹکڑے کو ذبح کرنے کے لئے چھری اُٹھائی تو خدا نے آپ کو رُک جانے کا حکم دیا اور بدلے میں ایک مینڈھا مہیا کیا۔ چنانچہ خلیل اللہ کے بیٹے کے

بدلے میں وہ مینڈھا قربان ہوا[۷]۔

فَسح کا برّہ

ایک اَور نمایاں اور قابلِ توجُہ مثال فَسح کا برّہ یعنی لیلا ہے۔ بنی اِسرائیل مصر کی ظالم غلامی میں تھے۔ فرعون بادشاہ اُنہیں خدا کی عبادت کے لئے آزاد نہیں کر رہا تھا۔ چنانچہ اُن کی آزادی کے لئے خدا نے حضرت موسیٰ کو برپا کیا۔ سرزمینِ مصر پر متعدد آفتیں نازل کرنے کے بعد خدا نے کہا کہ وہ اُس ملک کے تمام پہلوٹھوں کو ہلاک کر ڈالے گا۔ لیکن اِسرائیل کے پہلوٹھوں کے لئے حق تعالیٰ نے فدیہ مہیا کیا۔ چنانچہ حضرت موسیٰ نے اپنے لوگوں کو حکم دیا کہ وہ گھر پیچھے ایک لیلا ذبح کریں اور اُس کے خون کو اپنے دروازے کی چوکھٹوں پر لگا لیں۔ فرشتۂ خدا ہر دروازے کے پاس سے گزرے گا اور جس دروازے پر خون لگا ہوا ہو گا فرشتہ اُس گھر کے پہلوٹھے کو ہلاک کرنے سے باز رہے گا۔ خدا اِس وعدے پر قائم رہا اور اِسرائیلیوں کے پہلوٹھے محفوظ رہے۔

موسوی شریعت

موسوی شریعت کی کتاب احبار میں خداوند تعالیٰ نے اِنکشاف کیا ہے کہ بنی آدم قربانی کے وسیلے سے ہی اُس تک رسائی حاصل کر سکتے ہیں[۸]۔ بعد ازاں اُس نے فرمایا، ''بغیر خون بہائے معافی نہیں ہوتی[۹]۔'' حضرت موسیٰ نے بنی اِسرائیل کے سامنے وضاحت کر دی کہ قربانی کیسے چڑھانی ہے۔ گنہگار کو ایک بے عیب جانور خانۂ خدا کے دروازے پر لانا تھا۔ وہاں اُسے اُس پر

اپنے دونوں ہاتھ رکھنے تھے اور یہ اِس بات کی علامت تھی کہ اُس کے گناہ اُس جانور پر منتقل ہو گئے ہیں۔ اِس کے بعد اُسے اُس جانور کو ذبح کرنا تھا اور کاہن کو اِس کے خون کو قربان گاہ پر چھڑکنا تھا اور باقی کو قربان گاہ پر خدا کو پیش کر دینا تھا۔ خدا گنہگار کی موت کے بدلے میں جانور کی موت کو قبول کر لے گا[۱۰]۔

ایک سوال

ایک شخص کی جگہ جانور کیسے جان دے سکتا ہے، جبکہ انسان کسی بھی جانور سے کہیں زیادہ قدر و قیمت رکھتا ہے؟ جانور کسی انسان کے گناہ نہیں اُٹھا سکتا تھا، بلکہ یہ تو کسی آنے والی چیز کی محض علامت تھی۔ خدا نے بنی آدم کے گناہوں کی کامل قربانی تک کے لئے اِس صورتِ حال یعنی عارضی قربانیوں کی اجازت دی۔ یہ کامل قربانی ماضی، حال اور مستقبل کے تمام لوگوں کے گناہوں کے لئے کافی و وافی ہو گی۔

عظیم قربانی

حضرت موسیٰ کلیم اللہ کے بعد اِس عظیم قربانی کے بارے میں پیشگی بتانے کی غرض سے رُوئے زمین پر متعدد انبیائے کرام تشریف لاتے رہے۔ اِن میں سے ایک کا نام حضرت یسعیاہ تھا۔ آپ نے ایک بہت حیران کُن پیش گوئی کی۔ یہ پیش گوئی صدیوں بعد یسوع مسیح میں جنہوں نے خدا کے مقصد کو پورا کیا تکمیل کو پہنچی (پڑھیں یسعیاہ ۵۲: ۱۳– ۱۵؛ ۵۳: ۱–۱۲)۔

یوحنا اِصطباغی (حضرت یحییٰ) کی گواہی

انبیائے کرام کے مذکورہ بالا سلسلے کی آخری کڑی حضرت یحییٰ تھے۔ آپ سیدنا مسیح کے پیش رَو تھے۔ آپ نے لوگوں کو توبہ کرنے اور بپتسمہ لینے کو کہا۔ ایک دن جب مسیح دریائے یردن کے کنارے نمودار ہوئے تو حضرت یوحنا بلند آواز سے کہنے لگے:

''دیکھو یہ خدا کا برہ (لیلا) ہے جو دنیا کا گناہ اُٹھا لے جاتا ہے۔ یہ وہی ہے جس کی بابت مَیں نے کہا تھا کہ ایک شخص میرے بعد آتا ہے جو مجھ سے مقدم ٹھہرا کیونکہ وہ مجھ سے پہلے تھا[11]۔''

عیسیٰ مسیح کی گواہی

سیدنا مسیح نے خود اپنی زبانِ صداقت بیان سے فرمایا کہ مَیں اِس لئے دنیا میں آیا ہوں کہ اپنی جان بہتیروں کے بدلے فدیہ میں دوں[12] اور کہ جو مجھ پر ایمان لائے گا حیاتِ اَبدی کا وارث ہوگا[13]۔ آپ نے مصلوب ہو کر اِس کام کو تکمیل تک پہنچایا۔ لوگوں کو یہ باور کرانے کی غرض سے کہ خدا کا مقصد پایۂ تکمیل کو پہنچ گیا ہے آپ نے صلیب پر چلاّ کر کہا، ''تمام ہوا[14]۔'' مُدتوں پہلے حضرت ابراہیم کے ساتھ کیا گیا وعدہ پورا ہوگیا۔ مسیح نے ایک مرتبہ پھر فرمایا، ''تمہارا باپ ابرہام میرا دن دیکھنے کی اُمید پر بہت خوش تھا چنانچہ اُس نے دیکھا اور خوش ہوا[15]۔'' قرآنِ مجید میں آتا ہے کہ خدا نے حضرت ابراہیم کے فدیہ میں ایک عظیم قربانی مہیا کی[16]۔ کیا خود مسیح کی قربانی سے بڑی کوئی اور

قربانی ہو سکتی ہے؟

یہ خدا کا طریقہ ہے اور صرف اور یہی طریقہ ہے۔ یسوع المسیح تیسرے دن فتح مندی سے مُردوں میں سے جی اُٹھے، یہ دکھانے کے لئے کہ وہ جو آپ پر ایمان لاتے ہیں خدا کے ساتھ ابدی زندگی سے لُطف اندوز ہوں گے۔ زندہ ہونے کے بعد آپ نے فرمایا:

''یہ میری وہ باتیں ہیں جو مَیں نے تم سے اُس وقت کہی تھیں جب تمہارے ساتھ تھا کہ ضرور ہے کہ جتنی باتیں موسیٰ کی توریت اور نبیوں کے صحیفوں اور زبور میں میری بابت لکھی ہیں پوری ہوں... لکھا ہے کہ مسیح دُکھ اُٹھائے گا اور تیسرے دن مُردوں میں سے جی اُٹھے گا اور یروشلیم سے شروع کر کے سب قوموں میں توبہ اور گناہوں کی معافی کی منادی اُس کے نام سے کی جائے گی[17]۔''

خدا ہمارے ساتھ

عزیز دوست، خداوند تعالیٰ نے حضرت آدم اور حوا کو اپنی حضوری سے نکل جانے کا حکم دیا، اِس لئے نہیں کہ وہ اُن سے نفرت کرتا تھا بلکہ اِس لئے کہ اُنہوں نے اُس کی حکم عدولی کی تھی۔ وہ گناہ کے مُرتکب ہوئے تھے۔ اُنہیں اور تمام بنی آدم کو اپنی سنگت میں واپس لانے کی خاطر خدا نے بحالی کا منصوبہ بنایا۔ یسوع مسیح کے بارے میں خوش خبری دیتے ہوئے یسعیاہ نبی نے فرمایا، ''... وہ اُس کا نام عمانوایل رکھے گی[18]''، جس کا مطلب ہے ''خدا ہمارے ساتھ[19]۔'' سیدنا مسیح نے زمین پر صرف تیس تا پینتیس برس گزارے،

لیکن اپنے صعودِ آسمانی سے پہلے آپ نے فرمایا، "... دیکھو مَیں دنیا کے آخر تک ہمیشہ تمہارے ساتھ ہوں[۲۰]"

کون اِس نجات دہندہ کا انکار کرے گا جو ہمیں ایسی یقینی نجات کی پیشکش کرتا ہے جس کی آج تک کسی اَور نے نہیں کی؟ آیئے اُس کی تعلیمات کی پیروی میں لگ جائیں۔ •

حوالہ جات

۱۔ پیدائش ۲: ۱۷

۲۔ پیدائش ۳: ۷، ۸

۳۔ قرآنِ مجید ۲: ۳۴—۳۷؛ ۷: ۱۱—۲۴؛ ۲۰: ۱۱۵—۱۲۳

۴۔ پیدائش ۴: ۱—۱۶

۵۔ قرآنِ مجید ۵: ۲۷—۳۲

۶۔ پیدائش ۲۲: ۱—۱۸
قرآنِ مجید ۳۷: ۱۰۲—۱۰۹

۷۔ خروج ۱۲ باب

۸۔ احبار ۱۷: ۱—۱۲

۹۔ عبرانیوں ۹: ۲۲

۱۰۔ احبار ۴ باب

۱۱۔ یوحنا ۱: ۲۹، ۳۰

۱۲۔ متی ۲۰: ۲۸

۱۳۔ یوحنا ۳: ۱۴—۱۶

۱۴۔ یوحنا ۱۹: ۳۰

۱۵۔ یوحنا ۸: ۵۶

۱۶۔ قرآنِ مجید ۳۷: ۱۰۲—۱۰۹

۱۷۔ لوقا ۲۴: ۴۴، ۴۶، ۴۷

۱۸۔ یسعیاہ ۷: ۱۴

۱۹۔ متی ۱: ۲۳

۲۰۔ متی ۲۸: ۲۰

باب ۱۹

عیسیٰ مسیح کی آمدِ ثانی

اِسلام اور مسیحیت دونوں اِعتقاد رکھتے ہیں کہ وہی کلمۃ اللہ جو اِس زمین پر سکونت پذیر تھے اور پھر زندہ آسمان پر تشریف لے گئے، زمانے کے اخیر میں دوبارہ اِس جہان میں واپس آئیں گے۔

اِسلام میں مسیح کی آمدِ ثانی

مشہور اِسلامی روایات بتاتی ہیں کہ المسیح اپنی آمدِ ثانی کے موقعے پر دینِ اسلام کی تبلیغ کریں گے، مخالفِ مسیح کو قتل کریں گے، شادی کریں گے اور اُن کے اَولاد ہو گی۔ بعد ازاں آپ اِنتقال فرمائیں گے اور مدینہ شہر میں آنخضورؐ کی قبر کے ساتھ والی قبر میں دفن ہوں گے[۱]۔

اِس عقیدے کی حمایت میں اہلِ اِسلام قرآنِ مجید کی یہ آیت پیش کرتے ہیں:

"اور وہ قیامت کی نشانی ہیں۔ تو (کہہ دو کہ لوگو) اِس میں شک نہ کرو اور میرے پیچھے چلو۔ یہی سیدھا رستہ ہے" (۴۳: ۶۱)

حاشیے میں لکھا ہے کہ "حضرت عیسیٰؑ کا آنا نشان ہے قیامت کا"۔

مسلم مفسرین کی اکثریت اِس آیتِ کریمہ کو سیدنا مسیح کی آمدِ ثانی کی

پیش گوئی قرار دیتی ہے۔ اِس وقوعے کو ''نزولِ عیسیٰ'' اور ''نزولِ مسیح'' بھی کہا جاتا ہے۔

صحیح مُسلم کی ایک روایت میں یوں مندرج ہے:

''ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اُس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے عیسیٰؑ ضرور تم میں نازل ہوں گے اور عادل حاکم ہوں گے صلیب کو توڑیں گے خنزیر کو قتل کریں گے۔ جزیہ معاف کریں گے مال عام ہو جائے گا یہاں تک کہ کوئی اُس کو قبول نہیں کرے گا[۲]۔''

یہ وہ حوالہ جات ہیں جو مسیح کی دوسری آمد کے بارے میں اسلام میں پائے جاتے ہیں۔ لیکن اِسی موضوع پر مسیحیت اور اِسلام کے مابین اہم اِختلافات بھی موجود ہیں۔

الکتاب میں عیسیٰ مسیح کی آمدِ ثانی

عیسیٰ مسیح کی آمدِ ثانی کتابِ مقدس کے اہم موضوعات میں سے ایک ہے۔ تاہم ایسا کوئی اِشارہ نہیں ملتا کہ آپ اپنی دوسری آمد کے موقعے پر عام انسان کی مانند زندگی گزاریں گے، وفات پائیں گے اور دفن ہوں گے۔ جب مسیحی کلمۃ اللہ کی آسمان سے دوسری آمد کی بات کرتے ہیں تو وہ آسمان سے آپ کی پہلی آمد پر بھی پہلے ہی ایمان رکھتے ہیں۔ دونوں عقیدے ساتھ ساتھ چلتے ہیں اور ایک کو دوسرے سے جدا نہیں کیا جا سکتا۔

متعدد موقعوں پر سیدنا مسیح نے بتایا کہ مَیں آسمان سے اُترا ہوں اور وہیں

سے دوبارہ بھی آؤں گا[۳]۔ دوسری آمد پہلی آمد سے مختلف ہے۔ فاتح بادشاہ ایک طاقتور عادل و مُنصف بن کر آئے گا۔

یسوع مسیح کے آسمان پر اُٹھائے جانے کی گواہی دینے کے بعد دو فرشتوں نے شاگردوں کو بتایا کہ جس طرح اُنہوں نے اپنے آقا کو آسمان پر جاتے دیکھا ہے اُسی طرح اُسے وہاں سے واپس آتے دیکھیں گے[۴]۔ مسیح نے واضح کر دیا کہ آپ کی دوسری آمد کا ہر آنکھ مشاہدہ کرے گی، جیسے بَرق مشرق سے چمکتی ہوئی مغرب کو جاتی ہے ویسے ہی آپ کا آنا ہو گا[۵]۔ آپ نے آگاہ کر دیا ہے کہ بہتیرے جھوٹے نبی اور جھوٹے مسیح اُٹھ کھڑے ہوں گے اور دعویٰ کریں گے کہ جس مسیح نے دوبارہ آنا تھا وہ ہم ہی ہیں۔ جبکہ آپ کی دوسری آمد کو پہچاننا ہر کسی کے لئے آسان ہو گا، کیونکہ یہ پوری دنیا میں نظر آئے گی اور ہر کوئی فی الفور دیکھ سکے گا۔

آمدِ ثانی کی سرگرمیاں

یسوع المسیح اپنے فرشتگان کو بھیجیں گے کہ آپ کے تمام پیروکاروں کو جمع کریں اور پھر آپ اُنہیں آسمان پر لے جائیں گے[۶]۔ قبروں میں مدفون تمام مُردے جی اُٹھیں گے، جیسا کہ مسیح نے فرمایا:

''وہ وقت آتا ہے کہ جتنے قبروں میں ہیں اُس (یسوع) کی آواز سن کر نکلیں گے۔ جنہوں نے نیکی کی ہے زندگی کی قیامت کے واسطے اور جنہوں نے بدی کی ہے سزا کی قیامت کے واسطے[۷]۔''

چنانچہ مسیح نے یہ تعلیم دی کہ آپ کی آمدِ ثانی ایک نہایت اہم موقع ہو گا۔

آپ زندوں اور مُردوں کی عدالت کریں گے۔ وہ جنہوں نے آپ سے محبت رکھی اور اطاعت کی اُنہیں آپ حیاتِ اَبدی سے نوازیں گے، لیکن باقیوں کو اندھیرے (دوزخ) میں پھینک دیا جائے گا جہاں وہ اَبد الآباد رہیں گے۔

مسیحی پختہ یقین رکھتے ہیں کہ اُس روز وہ قبروں سے حیاتِ اَبدی کے لئے زندہ ہوں گے۔ لیکن اِس یقین کا سبب اُن کے اعمالِ حَسنہ نہیں بلکہ خداوند یسوع پر اُن کا ایمان ہے۔ مسیح نے فرمایا کہ اُس دن راست باز آفتاب کی مانند چمکیں گے[8]۔

اگر خداوند تعالیٰ اُس روزِ عظیم ہمارے اعمال کا وزن کرے تو ہم سب مجرم ٹھہریں گے۔ بے شک ہم نے کچھ نیک اعمال بھی کئے ہوں گے، لیکن یہ اُس خلیج کو پاٹنے کے لئے ناکافی ہوں گے جو ہمارے اور خدا کے مابین حائل ہے۔ مگر خدا کا شکر ہے کہ ہمارے لئے یہ سب کچھ اِسی زندگی میں کلمۃ اللہ کے وسیلے سے کر دیا گیا ہے۔ وہ ایمان دار جس کا فدیہ یسوع مسیح نے ادا کر دیا ہے اب وہ جنت میں داخل ہونے کی غرض سے نیک اعمال سرانجام نہیں دیتا، بلکہ اِس لئے کہ وہ اپنے نجات دہندہ سے محبت رکھتا ہے۔ نجات دہندہ نے فرمایا:

"اگر تم مجھ سے محبت رکھتے ہو تو میرے حکموں پر عمل کرو گے...
مَیں نے تم کو ایک نمونہ دکھایا ہے کہ جیسا مَیں نے تمہارے ساتھ کیا ہے تم بھی کیا کرو[9]۔"

ہم عظیم تُحفۂ نجات کے لئے باری تعالیٰ کی ستائش کرتے ہیں، لیکن وہ لوگ جو اِس زندگی میں خدا کی بادشاہی میں داخل نہیں ہوئے وہ ہمیشہ کے لئے مجرم ٹھہریں گے۔ مسیح نے باربار اِس اَمر کو واضح کیا ہے[10]۔

آمدِ ثانی کا وقت

یسوع مسیح نے فرمایا کہ آپ کی دوسری آمد لوگوں کی توقع کے برعکس ہو گی۔ مثلاً آپ نے بتایا کہ آپ کا آنا اِس طرح پوشیدگی سے ہو گا جیسے رات کو چور آتا ہے۔

"اگر گھر کے مالک کو معلوم ہوتا کہ چور رات کے کون سے پہر آئے گا تو جاگتا رہتا اور اپنے گھر میں نقب نہ لگانے دیتا۔ اِس لئے تم بھی تیار رہو کیونکہ جس گھڑی تم کو گمان بھی نہ ہو گا ابنِ آدم آ جائے گا[11]۔"

کلمۃ اللہ نے فرمایا کہ آپ کی آمد حضرت نوح کے زمانے میں آنے والے سیلاب کی مانند ہو گی۔ سارا جہان کھانے پینے اور روزمرہ کے کاموں میں مصروف تھا کہ پانی کے طوفان نے آ لیا[12]۔

ممکن ہے کوئی یہ کہے کہ دو ہزار برس سے زیادہ عرصہ گزر گیا مگر مسیح کی آمد نہیں ہوئی۔ کتابِ مقدس کی تعلیم یہ ہے کہ خدائے ذوالجلال اپنی مخلوق سے محبت رکھتا ہے، وہ نہیں چاہتا کہ کوئی ہلاک ہو جائے، اِسی لئے وہ صبروتحمل سے کام لے رہا ہے۔ اُس کی آرزو ہے کہ ہر کوئی توبہ کرے اور نجات پائے[13]۔ لیکن یقین رکھیں کہ مسیح اپنے وعدے پر قائم ہیں۔ کسی روز اپنے وقتِ معین پر وہ یہاں ہوں گے۔ روز بروز ہم آپ کی آمد کے قریب تر ہوتے جا رہے ہیں۔ بے شک وقت تیزی سے گزر رہا ہے۔ ممکن ہے کل ہمیں موقع نہ ملے۔

صرف اور صرف مسیح نے ہی موت پر فتح پائی ہے۔ صرف آپ کی ذاتِ بے مثال ہی آسمانی مقاموں میں سکونت پذیر ہے، جبکہ اربوں اِنسان اِس جلال سے محروم ہیں کیونکہ وہ اِسی روئے زمین پر زندگی گزار رہے ہیں یا قبروں میں دفن ہیں۔ صرف آپ ہی اپنے آسمانی جلال میں واپس لوٹیں گے اور اُن لوگوں کو زندگی کا تاج عطا کریں گے جنہوں نے آپ سے محبت رکھی اور اپنی موت تک آپ کے وفادار رہے۔ لازم ہے کہ ہر کوئی خود کو مسیح کے سپرد کر دے تاکہ آپ کے فضل سے نجات پا سکے۔

عیسیٰ مسیح کی آمدِ ثانی کا مقصد

مُردوں کو زندہ کرنا

''اِس سے تعجب نہ کرو کیونکہ وہ وقت آتا ہے کہ جتنے قبروں میں ہیں اُس (مسیح) کی آواز سن کر نکلیں گے۔ جنہوں نے نیکی کی ہے زندگی کی قیامت کے واسطے اور جنہوں نے بدی کی ہے سزا کی قیامت کے واسطے[14]۔''

بنی آدم کی عدالت کرنا

''دیکھو، خداوند اپنے لاکھوں مقدسوں کے ساتھ آیا تاکہ سب آدمیوں کا اِنصاف کرے اور سب بے دینوں کو اُن کی بے دینی کے اُن سب کاموں کے سبب سے جو اُنہوں نے بے دینی سے کئے ہیں اور اُن سب سخت باتوں کے سبب سے جو بے دین گنہگاروں نے اُس کی مخالفت میں کہی ہیں قصوروار ٹھہرائے[15]۔''

نیکوں کو جزا اور بدوں کو سزا دینا

''جب ابنِ آدم اپنے جلال میں آئے گا اور سب فرشتے اُس کے ساتھ آئیں گے تب وہ اپنے جلال کے تخت پر بیٹھے گا۔ اور سب قومیں اُس کے سامنے جمع کی جائیں گی اور وہ ایک کو دوسرے سے جُدا کرے گا جیسے چرواہا بھیڑوں کو بکریوں سے جُدا کرتا ہے۔ اور بھیڑوں (نیکوں) کو اپنے دہنے اور بکریوں (بدوں) کو بائیں کھڑا کرے گا۔ اُس وقت بادشاہ اپنے دہنی طرف والوں سے کہے گا آؤ میرے باپ کے مبارک لوگو جو بادشاہی بنایِ عالم سے تمہارے لئے تیار کی گئی ہے اُسے میراث میں لو ... پھر وہ بائیں طرف والوں سے کہے گا اے ملعونو میرے سامنے سے اُس ہمیشہ کی آگ میں چلے جاؤ جو اِبلیس اور اُس کے فرشتوں کے لئے تیار کی گئی ہے[16]۔''

(قرآنِ مجید میں بھی مندرج ہے کہ روزِ حشر نیک لوگ خدا کے دہنے ہاتھ اور بدکار اُس کے بائیں ہاتھ کھڑے ہوں گے۔ پڑھیں ۵۶: ۸- ۱۲؛ ۳۹: ۷۴)۔

بادشاہی کو باپ کے حوالے کرنا

''جب آدمی کے سبب سے موت آئی تو آدمی ہی کے سبب سے مُردوں کی قیامت بھی آئی۔ اور جیسے آدم میں سب مرتے ہیں ویسے ہی مسیح میں سب زندہ کئے جائیں گے۔ لیکن ہر ایک اپنی اپنی باری سے۔ پہلا پھل مسیح۔ پھر مسیح کے آنے پر اُس کے لوگ۔ اِس کے بعد

آخرت ہوگی۔ اُس وقت وہ ساری حکومت اور سارا اِختیار اور قدرت نیست کرکے بادشاہی کو خدا یعنی باپ کے حوالے کر دے گا۔ کیونکہ جب تک کہ وہ سب دشمنوں کو اپنے پاؤں تلے نہ لے آئے اُس کو بادشاہی کرنا ضرور ہے۔ سب سے پچھلا دشمن جو نیست کیا جائے گا وہ موت ہے اور جب سب کچھ اُس کے تابع ہو جائے گا تو بیٹا خود اُس کے تابع ہو جائے گا جس نے سب چیزیں اُس کے تابع کر دیں تاکہ سب میں خدا ہی سب کچھ ہو[۱۷]۔"

حوالہ جات

۱۔ مشکوٰۃ شریف، جلد سوم، باب نزولِ عیسیٰ، مکتبہ رحمانیہ ۱۸، اُردو بازار لاہور

۲۔ حوالہ ایضاً

۳۔ یوحنا ۳: ۱۸؛ ۸: ۲۳؛ ۱۴: ۲۳؛ ۱۶: ۲۸؛ متی ۲۵: ۳۱، ۳۲؛ ۲۶: ۶۴

۴۔ اعمال ۱: ۱۰، ۱۱

۵۔ متی ۲۴: ۲۷؛ مکاشفہ ۱: ۷

۶۔ متی ۲۴: ۳۱

۷۔ یوحنا ۵: ۲۸، ۲۹

۸۔ متی ۱۳: ۴۳، قرآنِ مجید ۸۰: ۳۸

۹۔ یوحنا ۱۳: ۱۵؛ ۱۴: ۱۵

۱۰۔ یوحنا ۳: ۱۸، ۳۶

۱۱۔ متی ۲۴: ۴۳، ۴۴

۱۲۔ متی ۲۴: ۳۷–۳۹

۱۳۔ ۲۔پطرس ۳: ۹

۱۴۔ یوحنا ۵: ۲۸، ۲۹

۱۵۔ یہوداہ ۱۴، ۱۵

۱۶۔ متی ۲۵: ۳۱–۳۴، ۴۱

۱۷۔ ۱۔کرنتھیوں ۱۵: ۲۱–۲۶، ۲۸

باب ۲۰

مسیح ہماری زندگی

یسوع المسیح کی ولادت باسعادت سے پیشتر آپ کی راہ تیار کرنے کی غرض سے متعدد انبیائے کرام اِس دنیا میں تشریف لائے۔ کتابِ مقدس میں یہ بات بڑی صفائی سے مندرج ہے کہ:

"اگلے زمانہ میں خدا نے باپ دادا سے حصّہ بہ حصّہ اور طرح بہ طرح نبیوں کی معرفت کلام کرکے، اِس زمانہ کے آخر میں ہم سے بیٹے کی معرفت کلام کیا جسے اُس نے سب چیزوں کا وارث ٹھہرایا اور جس کے وسیلہ سے اُس نے عالم (جہان) بھی پیدا کئے[۱]۔"

کلمۃ اللہ نے فرمایا، "... میرے پاس آؤ، مَیں تم کو آرام دوں گا[۲]۔"

کسی اَور جگہ پر آپ نے یہ دعویٰ کیا، "راہ اور حق اور زندگی مَیں ہوں۔ کوئی میرے وسیلہ کے بغیر باپ کے پاس نہیں آتا[۳]۔" بہتیروں نے اِس آیتِ کریمہ کی سچائی کو سمجھ لیا ہے: کہ خدا تک پہنچنے کا واحد راستہ صرف خداوند مسیح ہے اور کہ حیاتِ ابدی صرف آپ ہی کے پاس ہے۔ آپ کے بغیر ہم خداوند کریم سے جدا، نااُمید اور ابدی تاریکی میں کھوئے رہیں گے۔

سیدنا مسیح نے ایک مرتبہ اہلِ یہود سے مخاطب ہوکر فرمایا، "تم کتابِ مقدس

میں ڈھونڈتے ہو کیونکہ سمجھتے ہو کہ اُس میں ہمیشہ کی زندگی تمہیں ملتی ہے۔ اور یہ وہ ہے جو میری گواہی دیتی ہے[۴]۔" معلومات حاصل کرنے کی غرض سے پاک کلام کا مطالعہ کر لینا ہی کافی نہیں ہے، بلکہ اِس کے لئے ہمارا ردِعمل نہایت اہمیت کا حامل ہے۔

پھر مجھے کیا کرنا چاہیئے؟

مَیں یسوع مسیح پر ایمان رکھتا ہوں۔ میرا ایمان ہے کہ آپ بنی نوع انسان کے مخلصی دہندہ ہیں۔ پھر آپ کی پیروی کرنے اور خدا کی بادشاہی میں وارد ہونے کے لئے مجھے کیا کرنا لازم ہے؟

ایک دفعہ ایک یہودی پیشوا مسیح کی خدمت میں حاضر ہو کر یوں گویا ہوا، "اَے ربی (اُستاد)! ہم جانتے ہیں کہ تُو خدا کی طرف سے اُستاد ہو کر آیا ہے، کیونکہ جو معجزے تُو دکھاتا ہے کوئی شخص نہیں دکھا سکتا جب تک خدا اُس کے ساتھ نہ ہو[۵]۔" جواب میں یسوع مسیح نے کہا، "مَیں تجھ سے سچ سچ کہتا ہوں کہ جب تک کوئی نئے سرے سے پیدا نہ ہو وہ خدا کی بادشاہی کو دیکھ نہیں سکتا[۶]۔" مزید وضاحت کی غرض سے آپ نے یہ اضافہ کیا، "جب تک کوئی آدمی پانی اور روح سے پیدا نہ ہو وہ خدا کی بادشاہی میں داخل نہیں ہو سکتا[۷]۔"

آسمان پر تشریف لے جانے سے قبل آپ نے اپنے حوارئین کو یہ حکمِ عظیم دیا، "تُم تمام دُنیا میں جا کر ساری خَلق کے سامنے انجیل کی منادی کرو۔ جو ایمان لائے اور بپتسمہ لے وہ نجات پائے گا اور جو ایمان نہ لائے وہ مجرم

ٹھہرایا جائے گا[۸]۔"

یہ حکم بہت واضح اور غیر مُبہم ہے اور وضاحت کرتا ہے کہ کلمۃ اللہ کے صُعُودِ سماوی کے بعد پطرس رسول نے عیدِ پنتکوست کے موقعے پر یہودی قوم کے سامنے کیوں وعظ کیا۔ رسول نے اُنہیں بتایا کہ مسیح کی آمدِ سعید کے بارے میں کس طرح پاک صحائف میں پیش خبریاں درج ہیں، اور کس طرح آپ مصلوب ہوئے اور پھر مُردوں میں سے جی اُٹھے۔ بہت سارے سامعین اِس پیغام کو سمجھ گئے اور خداوند مسیح کو اپنا نجات دہندہ قبول کرنے پر آمادہ ہوئے۔ چنانچہ اُنہوں نے رسول سے پوچھا کہ اِس کے لئے اُنہیں کیا کرنا ہوگا۔ پطرس نے جواب دیا، "تُم میں سے ہر ایک اپنے گناہوں کی معافی کے لئے یسوع مسیح کے نام میں بپتسمہ لے تو تُم روح القدس اِنعام میں پاؤ گے۔" الکتاب بتاتی ہے کہ اُس دن پیغام قبول کرنے والوں اور بپتسمہ پانے والوں کی تعداد کوئی تین ہزار کے لگ بھگ تھی[۹]۔

پطرس رسول کے فرمان سے دو سوال اُبھرتے ہیں:

۱۔ روح القدس کون ہے؟

۲۔ بپتسمہ کیا ہے؟

روح القدس کون ہے؟

ہم پوری بائبل میں روح القدس کے بارے میں پڑھتے ہیں، یعنی پیدائش کی کتاب کے پہلے باب سے لے کر مکاشفہ کی کتاب کے آخری باب تک[۱۰]۔ اِس سے یہ بات واضح ہے کہ خدا کا روح ہر جگہ موجود ہے۔ کتابِ مقدس میں

اِس کے مختلف نام مرقوم ہیں:

خدا کا روح	(پیدائش ۱: ۲؛ اِفسیوں ۴: ۳۰)
روح القدس	(اعمال ۱: ۵، ۸؛ ۲: ۱-۴)
مددگار (وکیل، شفیع)	(یوحنا ۱۴: ۱۶)
سچائی کا روح	(یوحنا ۱۴: ۱۷؛ ۱۵: ۲۶)
مسیح کا روح	(رومیوں ۸: ۹)
(خدا کے) بیٹے کا روح	(گلتیوں ۴: ۶)
پاکیزگی کی روح	(رومیوں ۱: ۴)
حکمت کی روح	(افسیوں ۱: ۱۷)

روح القدس کا نزول

کتابِ مقدس بتاتی ہے کہ اگرچہ روح القدس ہر کہیں مصروفِ کار ہے، لیکن عہدنامۂ قدیم کے کئی اشخاص پر یہ بالخصوص نازِل ہوا تاکہ اُنہیں خصوصی کام سرانجام دینے کے قابل بنائے۔ مثالوں کے لئے ملاحظہ کریں خروج ۳۱: ۳؛ ۱۔سموئیل ۱۰: ۶؛ ۱۔تواریخ ۲۸: ۱۲؛ یسعیاہ ۴۲: ۱؛ حزقی ایل ۱۱: ۵۔

عہدنامۂ جدید میں سیدنا مسیح نے وعدہ کیا کہ پاک روح نازل ہو گا اور ہر ایمان دار میں سکونت کرے گا۔ اِس کا آغاز پینتی کوست کے دن ہوا جب روح القدس نے مسیح کے حواریوں کی زندگی کو بالکل بدل کر رکھ دیا۔ وہ اپنے نجات دہندہ کے بارے میں تبلیغ کرنے اور تعلیم دینے کے ضمن میں مزید دلیر اور بے باک ہو گئے۔

اِس وقت روح القدس کا کام

روح القدس کتابِ مقدس کے پیغام کی معرفت لوگوں کو قائل کرتا ہے کہ وہ گنہگار ہیں[۱۱]۔ یہ ہمیں خدا اور دیگر اِنسانوں کی خدمت کے لئے کمربستہ کرتا ہے۔ جس قدر زیادہ ہم خود کو روح القدس کی راہنمائی اور اِختیار میں دے دیں گے، اُسی قدر ہماری زندگیاں خداوند مسیح کی مانند بنتی جائیں گی۔ اِس لئے کہ پاک روح ''محبت، خوشی، اِطمینان، تحمل، مہربانی، نیکی، ایمان داری، حِلم اور پرہیزگاری[۱۲]'' پیدا کرتا ہے۔ ہم اپنے طور پر اِن اَوصاف کی حامل زندگی بسر کرنے سے بالکل قاصِر ہیں۔ صرف خدا کا پاک روح ہی ہمارے لئے ایسی زندگی گزارنا ممکن بناتا ہے۔

بپتسمہ کیا ہے؟

یونانی زبان کے تقریباً تمام علما اتفاق کرتے ہیں کہ پاک صحائف میں مستعمل لفظ بپتسمہ کا مطلب ڈبونا یا غوطہ دینا ہے۔ نئے عہدنامے میں لوگوں کو بپتسمہ (اِصطباغ) دینے والا پہلا شخص یوحنا اِصطباغی٭ (حضرت یحییٰ) تھا۔ بپتسمے کے موقعے پر ہم خدا سے مغفرت کی درخواست کرتے ہیں[۱۳]۔

فِلپُّس رسول اور حبشی خوجہ

جب کوئی متلاشیِ حق یسوع مسیح کے پیغام کو قبول کر لیتا تو اُسے بپتسمہ دیا جاتا تھا۔ ایک فرشتے نے مسیح کے شاگرد فِلپُّس کی رہنمائی کی کہ حبشی خوجے سے ملاقات کرے۔ رسول نے اُس کے ساتھ یسعیاہ نبی کے صحیفے میں سے

کلمۃ اللہ کے بارے میں بات کی۔ وہ حبشی مسیح پر ایمان لے آیا اور بپتسمہ پانے کی درخواست کی۔ فلپس نے اُسی جگہ اُس کو بپتسمہ دے دیا[۱۳]۔

بپتسمہ کس بات کی علامت ہے؟

بپتسمہ یسوع مسیح کے ساتھ مرنے اور دفن ہونے کی علامت ہے، اور پھر جس طرح مسیح جی اُٹھے ایمان دار کو بھی یسوع میں نئی زندگی کے لئے زندہ کیا جاتا ہے۔ کتابِ مقدس میں مرقوم ہے:

''ہم جتنوں نے مسیح یسوع میں شامل ہونے کا بپتسمہ لیا تو اُس کی موت میں شامل ہونے کا بپتسمہ لیا۔ پس موت میں شامل ہونے کے بپتسمہ کے وسیلہ سے ہم اُس کے ساتھ دفن ہوئے تاکہ جس طرح مسیح ... مُردوں میں سے جلایا گیا اُسی طرح ہم بھی نئی زندگی میں چلیں۔''

ہمیں اپنے آپ کو گناہ کے اِعتبار سے مُردہ سمجھنا چاہیے۔ ہمارے ماضی کے گناہ بخشے جا چکے ہیں، اب ہمیں گناہ کو اجازت نہیں دینی چاہیے کہ ہمارے بدنوں پر اِختیار رکھے[۱۵]۔

مسیح کے ساتھ زندگی گزارنا

گنہگاروں کے نجات دہندہ نے فرمایا، ''تمہاری روشنی آدمیوں کے سامنے چمکے تاکہ وہ تمہارے نیک کاموں کو دیکھ کر تمہارے باپ کی جو آسمان پر ہے تمجید کریں[۱۶]۔'' ایمان دار سے یہ توقع رکھی جاتی ہے کہ وہ خدائے قادر کی محبت، خوشی اور اِطمینان کو منعکس کرے گا۔ اگر آپ یسوع مسیح کے پیروکار بن

گئے ہیں تو ممکن ہے لوگ آپ کے اِس نئے عقیدے کا بُرا نہ منائیں، لیکن اکثروں کو آپ کا یہ فیصلہ پریشان کر دے گا کیونکہ آپ نے اپنی زندگی کی باگ اب یسوع کے ہاتھ میں دے دی ہے۔

سیدنا مسیح اِس صورتِ حال کو بخوبی جانتے ہیں، اِسی لئے آپ نے متنبہ کر دیا کہ میری پیروی کرنا کوئی آسان کام نہیں ہے۔ تاہم آپ نے یہ وعدہ بھی کر رکھا ہے کہ ہمارے دلوں کو اِطمینان بخشا جائے گا۔ فرمایا:

''جو بدن کو قتل کرتے ہیں اور روح کو قتل نہیں کر سکتے اُن سے نہ ڈرو بلکہ اُسی سے ڈرو جو روح اور بدن دونوں کو جہنم میں ہلاک کر سکتا ہے۔ کیا پیسے کی دو چڑیاں نہیں بکتیں؟ اور اُن میں سے ایک بھی تمہارے (آسمانی) باپ کی مرضی بغیر زمین پر نہیں گر سکتی۔ بلکہ تمہارے سَر کے بال بھی سب گنے ہوئے ہیں۔ پس ڈرو نہیں۔ تمہاری قدر تو بہت سی چڑیوں سے زیادہ ہے۔ پس جو کوئی آدمیوں کے سامنے میرا اِقرار کرے گا مَیں بھی اپنے باپ کے سامنے جو آسمان پر ہے اُس کا اِقرار کروں گا[۱۷]۔''

تبدیل شدہ زندگی

ایک مسیحی خوف کی بنیاد پر نہیں بلکہ محبت کی بنیاد پر خدا کی فرماں برداری کرتا ہے۔ وہ بڑے اِنبساط اور شادمانی کے ساتھ خدا کی خدمت کرتا ہے۔ سچا ایمان دار مسیح سے جُدا نہیں رہ سکتا۔ آپ نے فرمایا:

''تم مجھ میں قائم رہو اور مَیں تم میں۔ جس طرح ڈالی اگر انگور کے

درخت میں قائم نہ رہے تو اپنے آپ سے پھل نہیں لا سکتی اُسی طرح تم بھی اگر مجھ میں قائم نہ رہو تو پھل نہیں لا سکتے۔ مَیں انگور کا درخت ہوں تم ڈالیاں ہو۔ جو مجھ میں قائم رہتا ہے اور مَیں اُس میں وہی بہت پھل لاتا ہے کیونکہ مجھ سے جُدا ہو کر تم کچھ نہیں کر سکتے[۱۸]۔"

مسیح کا یہ فرمان ہمیں یاد دِلاتا ہے کہ ہم اپنے طور پر شیطان اور اُس کے چیلوں کو مغلوب نہیں کر سکتے۔ صرف حکمت اللہ مسیح ہی ایسا کرنے کی قدرت رکھتے ہیں کیونکہ آپ اُسے ہمیشہ کے لئے شکستِ فاش دے چکے ہیں۔ ایک حدیث ملاحظہ کیجیے۔ "ابو ہریرہؓ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر آدمی کو شیطان چھوتا ہے جس دن اُس کی ماں اُس کو جنتی ہے۔ مگر مریم اور اُس کے بیٹے کو شیطان نے نہیں چھوا" (صحیح مسلم شریف، کتاب الفضائل)۔

شیطان کی متواتر یہی کوشش ہوتی ہے کہ یسوع کو قبول کرنے والوں کو ضرر پہنچائے اور اُن کے ایمان کو ڈگمگا دے۔ وہ مخالفت کو بھڑکا دیتا ہے تاکہ مسیح کے پیروکار اپنے ایمان کا اِنکار کر دیں۔ حقیقی ایمان دار ایسے حالات میں بھی اپنے نجات دہندہ کی آواز پر کان لگائے رکھتے ہیں۔ آپ نے پہلے ہی ہمیں اِس مخالفت سے باخبر کر دیا ہے لیکن ساتھ ہی یہ یقین دہانی بھی کرا دی ہے کہ آپ قادرِ مطلق ہستی ہیں۔

"مَیں نے یہ باتیں تم سے اِس لئے کہیں کہ تم ٹھوکر نہ کھاؤ۔ لوگ تم کو عبادت خانوں سے خارج کر دیں گے بلکہ وہ وقت آتا ہے کہ جو کوئی تم کو قتل کرے گا وہ گمان کرے گا کہ مَیں خدا کی خدمت کرتا

ہوں۔ اور وہ اِس لئے یہ کریں گے کہ اُنہوں نے نہ باپ کو جانا نہ مجھے ... مَیں نے تم سے یہ باتیں اِس لئے کہیں کہ تم مجھ میں اِطمینان پاؤ۔ دنیا میں مُصیبت اُٹھاتے ہو لیکن خاطر جمع رکھو مَیں دنیا پر غالب آیا ہوں[۱۹]۔"

حوالہ جات

۱۔ عبرانیوں ۱:۱،۲
۲۔ متی ۱۱: ۲۸
۳۔ یوحنا ۱۴: ۶
۴۔ یوحنا ۵: ۳۹
۵۔ یوحنا ۳: ۲
۶۔ یوحنا ۳: ۳
۷۔ یوحنا ۳: ۵
۸۔ مرقس ۱۶: ۱۵،۱۶
۹۔ اعمال ۲: ۱۴— ۴۲
۱۰۔ پیدائش ۱: ۲ ؛ مکاشفہ ۲۲: ۱۷
۱۱۔ یوحنا ۱۶: ۸—۱۱
۱۲۔ گلتیوں ۵: ۲۲،۲۳
۱۳۔ یوحنا ۳: ۲۳ ؛ اعمال ۲۲: ۱۶؛ ۱۔پطرس ۳: ۲۱
۱۴۔ اعمال ۸: ۲۶— ۴۰
۱۵۔ رومیوں ۶: ۳،۴، ۱۱
۱۶۔ متی ۵: ۱۶
۱۷۔ متی ۱۰: ۲۸— ۳۲
۱۸۔ یوحنا ۱۵: ۴،۵
۱۹۔ یوحنا ۱۶: ۱— ۳،۳۳

فرہنگ

آدم اور حوا

خدا تعالیٰ کا خلق کردہ پہلا مَرد اور عورت۔ پہلے آدم کو خلق کیا گیا اور پھر حوا کو آپ کی ساتھی کے طور پر پیدا کیا گیا۔ اِس جوڑے کی سکونت گاہ باغِ عدن تھی، لیکن خدائے ذُوالجلال کی نافرمانی کے بعد اُنہیں اُس کی پاک حضوری سے خارج کر دیا گیا۔ اِن کی سوانح حیات پیدائش ۲ اور ۳ ابواب میں درج ہے۔

ابراہیم

عربوں اور یہودیوں کے جدِ امجد بزرگ ابراہیم چار ہزار سال سے بھی پہلے اِس زمین پر سکونت پذیر تھے۔ خداوند کریم نے آپ کے ساتھ ایک عہد باندھا کہ اگر آپ اُس کے ساتھ وفادار رہے تو وہ آپ کو بے شمار اُولاد بخشے گا اور سرزمینِ کنعان ہمیشہ کے لئے آپ کی اُولاد کی ہوگی (پیدائش ۱۳: ۱۵—۱۶)۔ مزید برآں خدا نے بزرگ ابراہیم سے یہ وعدہ بھی کیا کہ روئے زمین کے تمام لوگ آپ ہی کے وسیلے سے برکت پائیں گے (پیدائش ۱۲: ۳)۔ آپ کے حالاتِ زندگی پیدائش ابواب ۱۱ تا ۱۲ میں مندرج ہیں۔

احمدیہ

اِس جماعت کی بنیاد مرزا غلام احمد قادیانی (۱۸۳۵—۱۹۰۸ء) نے لُدھیانہ میں ۲۳ مارچ ۱۸۸۹ء کو رکھی۔ مرزا صاحب نے ۴ مارچ ۱۸۸۹ء کو

مجددِ وقت، مسیح موعود اور مہدی معہود ہونے کا دعویٰ کیا۔ ۱۹۷۴ء میں حکومتِ پاکستان نے اِنہیں غیر مسلم اقلیت قرار دے دیا ہے، جسے دنیا کے تمام اسلامی ملکوں نے تسلیم کیا ہے۔ قیامِ پاکستان سے پہلے اِس جماعت کا مرکز قادیان (ضلع گورداس پور) تھا، لیکن بعد ازاں ربوہ (ضلع جھنگ) کو اِس کا مرکز بنا لیا گیا۔

اعمال

عہدنامۂ جدید کی پانچویں کتاب کا نام اعمال ہے۔ یہ کتاب سیدنا مسیح کے صُعُودِ سماوی کے بعد اِبتدائی مسیحی کلیسیا (جماعت) کے احوال کا ریکارڈ مہیا کرتی ہے۔ اِسے مُلہم حواری مقدس لوقا نے لکھا۔

اِنجیل

یونانی زبان کے اِس لفظ کا مطلب ہے ”خوشی کی خبر“۔

ایوب

پرانے عہدنامے میں ایوب نامی کتاب کا مرکزی کردار۔ یہ کتاب حضرت ایوب کے مصائب، اِن کی بدولت خدا نے آپ کو جو سبق سکھائے اور آخرکار آپ کی مخلصی کی سرگزشت ہے۔

بحیرۂ مُردار کے طومار

کتابِ مقدس کی کُتُب کے قدیم ترین معلومہ قلمی نسخے۔ یہ طومار سوائے آستر کے پرانے عہدنامے کی تمام کتابوں پر مشتمل ہیں۔ اِن میں سے کچھ کتابیں

قریباً مکمل شکل میں ہیں۔ یہ طومار ۱۹۴۰–۵۰ء کے عشروں میں بحیرۂ مُردار کے شمال مغربی ساحلوں کے قریب واقع غاروں سے دریافت ہوئے۔ اب یہ یروشلیم (اِسرائیل) کے عجائب گھر میں محفوظ ہیں۔

بھٹیارا

وہ شخص جو سرائے (مسافر خانہ) چلاتا اور مسافروں کی خدمت کرتا ہے۔

بیت لحم

یروشلیم کے جنوب میں کوئی پانچ میل دُور ایک چھوٹا شہر۔ میکاہ ۵:۲ کی پیش گوئی کے مطابق یہ سیدنا مسیح کی جائے وِلادت تھی۔

پطرس

یسوع مسیح کا ایک نمایاں اور ممتاز رسول۔ اِس رسول کا اصل نام تو شمعون تھا، لیکن مسیح نے اُسے ''پطرس'' نام دیا جس کا مطلب ''چٹان'' ہے۔ آپ اِبتدائی مسیحی جماعت کے قائد تھے۔

پیلاطُس

کلمۃ اللہ کی مصلوبیت کے وقت رومی گورنر تھا۔ اُس نے یہودیہ پر ۲۶–۳۶ء تک حکومت کی۔ اِس گورنر کے سامنے مسیح کی پیشی بھی ہوئی جو آپ کو رہا کر دینا چاہتا تھا، لیکن اپنی کرسی کے چھن جانے کے خوف سے ایسا نہ کر سکا۔

تحریف

عربی زبان کے اِس لفظ کا مطلب ہے ''بگاڑ''، ''تبدیلی''۔ اِس کا اشارہ مُسلم علما کے اُس اِلزام کی طرف ہے جو وہ اہلِ کتاب پر لگاتے ہیں کہ اُنہوں نے الکتاب میں ردّ و بدل کر دیا ہے۔

تَسِتُس

ایک تاریخ نگار (۵۵–۱۲۰ء) جس نے اوگوسٹس سے نیرو تک رومی تاریخ قلمبند کی۔

حزقی ایل

۶۰۰ ق۔م کے دَور کا ایک فقیہ اور نبی جس نے خدا کی شریعت کی پیروی پر بہت زور دیا۔ پرانے عہدنامے میں اِسی نبی سے متعلق ایک کتاب جو درج ذیل پیش گوئیوں پر مشتمل ہے:

ابواب ۱–۲۴: یہ پیش گوئیاں کہ خدا کس طرح یہوداہ کے لوگوں کو اُن کے گناہوں کی سزا دے گا۔

ابواب ۲۵–۳۲: اُن پڑوسی ممالک کے خلاف پیش گوئیاں جو خدا کی مرضی کو للکارتے اور اِسرائیلیوں کی بدحالی پر خوشی مناتے تھے۔

ابواب ۳۳–۴۸: اِسرائیل کی بحالی اور نجات کی پیش گوئیاں۔

ختنہ

ختنہ اُس اوّلین عہد کا جسمانی نشان تھا جو خداوند تعالیٰ نے اپنے لوگوں کے ساتھ باندھا تھا (پیدائش ۱۷: ۱۰، ۱۱)۔

خدا کی بادشاہی

خدا کی روحانی فرماں روائی۔ "خدا کی بادشاہی" یا "آسمان کی بادشاہی" کی اِصطلاح خدا کی پُرفضل حاکمیت کی طرف اشارہ کرتی ہے، جہاں بدی مغلوب ہو جاتی ہے۔ اِس بادشاہی کے ارکان راستبازی، شادمانی، میل ملاپ اور خوشی سے آشنا ہوتے ہیں (بمقابلہ رومیوں ۱۴: ۱۷)۔

خطوط

رومیوں سے لے کر یہوداہ تک عہدنامۂ جدید کے ۲۱ خطوط۔ یہ وقتی تقاضوں کے عین مطابق اور ہدایت آمیز تھے۔ اِن میں سے متعدد خطوط پَولُس رسول نے اُن مسیحی کلیسیاؤں کو لکھے جن کی بنیاد آپ نے خود رکھی تھی۔

خود نوشت

مُصَنِّف کے ہاتھ کا لکھا ہوا اَصل مسودہ (تحریر)۔

دانی ایل

ایک نبی جس کا زمانہ ۶۰۰ ق۔م ہے۔ پرانے عہد نامے میں اِسی نام کی اور اِسی نبی سے متعلق ایک کتاب جو بابل کے تاریخی واقعات کا بیان کرتی اور

خدا پر حضرت دانی ایل کے ایمان کو دکھاتی ہے۔ اِس کتاب میں مستقبل کے واقعات کی رُویتیں بھی مندرج ہیں۔

رُسُل

رُسُل یا رسولوں رسول کی جمع ہے۔ عموماً یہ وہ بارہ افراد تھے جنہیں کلمۃ اللہ نے اپنی زمینی خدمت کے دوران مدد کے لئے چنا۔ اُن کے نام یہ ہیں: اندریاس، برتلمائی، زبدی کا بیٹا یعقوب، یوحنا، حلفئی کا بیٹا یعقوب، یہوداہ اِسکریوتی، تدّیؔ، متی، شمعون پطرس، فِلِپُّس، شمعون قنانی اور توما۔ یہوداہ اِسکریوتی کی موت کے بعد متی کو (جو پہلے متی سے فرق ہے) اُس کی جگہ رسول مقرر کیا گیا۔

قرآنِ مجید میں اِس گروہ کو حواری، انصارُ اللہ، مسلمون اور مُرسلُون کہا گیا ہے (۳: ۵۲؛ ۳۶: ۱۳، ۱۴)۔

رسول

عربی زُبان کے اِس لفظ کا مطلب ہے "بھیجا گیا، قاصِد"۔ متی ۱۰: ۵ میں یسوع مسیح اُن بارہ افراد کو رسول کا لقب عطا کرتے ہیں جنہیں آپ نے اپنی طرف سے مِشن پر روانہ کیا۔ ایک رسول کے لئے لازم تھا کہ اُس نے کلمۃ اللہ کو دیکھا ہوا ہو اور آپ کی فتح مند قیامت کا چشم دید گواہ ہو (اعمال ۱: ۲۲)۔ آسمان پر تشریف لے جانے کے بعد خداوند مسیح نے پَولُس رسول کو بذاتِ خود رسالت کے لئے چُنا۔ اِس کے لئے پڑھئے اعمال ۲۲: ۱۴، ۱۵؛ ۱۔کرنتھیوں ۹: ۱ اور ۱۵: ۸۔

اعمال ۱۴: ۴، ۱۴ میں پولُس اور برنباس کو بھی ذرا مختلف مفہوم میں رسول کہا گیا ہے۔ اُنہیں کلیسیا نے مشنری دَورے پر انطاکیہ "بھیجا" تھا، پڑھئے اعمال ۱۳: ۲،۳ اور ۱۴: ۲۶، ۲۷۔ چنانچہ وہ اِس مفہوم میں کلیسیائے اِنطاکیہ کے رسول تھے۔ لفظ رسول کے اِن دو مختلف اِستعمالوں کو خلط مَلط نہیں کرنا چاہئے۔

رُوت

عہدنامۂ عتیق کی ایک کتاب جو موآبی عورت رُوت کی داستان بیان کرتی ہے جس نے ایک اِسرائیلی مَرد سے بیاہ کر لیا تھا۔ اپنے شوہر کی وفات کے بعد روت نے اپنی ساس کو نہ چھوڑا اور اِسرائیل کے خدا کی اِطاعت گزار بن گئی۔ یسوع مسیح کے شجرۂ نسب میں روت کا نام بھی آتا ہے۔

زکریاہ

قریباً ۵۲۰ ق۔م کے دَور کا ایک نبی جو پرانے عہدنامے میں موجود اِسی نام کی کتاب کا مُصنّف ہے۔ آپ نے اہلِ یروشلیم کو ہیکل کی تعمیرِ نو کی جانب راغب کیا اور بدی پر خداوند کریم کی فتح یابی اور مسیح کی آمد کی پیش گوئی کی۔

سامری

اِس سے مُراد وہ جادوگر نہیں جس نے حضرت موسیٰ کے دَور میں سونے چاندی کا بچھڑا بنا کر بنی اِسرائیل سے اُس کی پرستش کروائی تھی۔ یہاں مُراد یہودیوں اور غیر یہودیوں کی مخلوط نسل ہے، جس سے یہودی سخت نفرت کرتے تھے اور اُنہیں اچھوت اور ادنیٰ سمجھتے ہوئے اُن کے ساتھ کسی طرح کا لین دین

نہیں رکھتے تھے۔

سبت

(عبرانی، آرام) ہفتے کا ساتواں دن جس کا دورانیہ جمعہ کے غروبِ آفتاب سے ہفتہ کے غروبِ آفتاب تک ہوتا ہے۔ باری تعالیٰ نے کائنات کی تخلیق کے کام کو چھ دنوں میں مکمل کیا۔ اُس نے بنی اِسرائیل کو حکم دیا کہ وہ ہفتے کے ساتویں دن کو عبادت و پرستش اور آرام کے لئے مخصوص کر لیں (اِستثنا ۵: ۱۲-۱۵)۔ یہ "آرام" اُس اَبدی آرام کی علامت بھی ہے جو ایمان دار کو اُس کے اِنتقال کے بعد نصیب ہوگا (عبرانیوں ۴: ۸-۱۱)۔

یہودی سبت کی پابندی کرنے کا حکم مسیحیوں کے لئے نہیں (کلسیوں ۲: ۱۶)۔ اُن سے بس یہ تقاضا کیا جاتا ہے کہ وہ جمع ہو کر مسیح کی صلیبی موت، تدفین اور قیامت کو یاد کریں۔ یہ یادگاری وہ شیرۂ انگور سے بھرے ہوئے پیالے میں شریک ہو کر اور بے خمیری روٹی میں سے کھانے سے مناتے ہیں۔ شیرہ آپ کے صلیب پر بہائے ہوئے خون کی اور روٹی آپ کے بدن کی نمائندگی کرتی ہے (متی ۲۶: ۲۶-۳۰؛ مرقس ۱۴: ۲۲-۲۵ اور ۱۔کرنتھیوں ۱۱: ۲۰-۲۶)۔ اس کے لئے ہفتے کا پہلا دن اتوار مخصوص کیا گیا (اعمال ۲۰: ۷)۔ یہ وہ دن ہے جس روز یسوع مسیح مُردوں میں سے جی اُٹھے۔ یہ ہفتہ وار رسم "روٹی توڑنے" اور "عشائے ربانی" کے طور پر معروف تھی (اعمال ۲: ۴۲، ۲۰: ۷ اور ۱۔کرنتھیوں ۱۱: ۲۰)۔

سکندرِ اعظم

مقدونیہ کا ایک بادشاہ اور تاریخ کے عظیم ترین جرنیلوں میں سے ایک۔ اُس نے اپنے دور کی مہذب دُنیا کے کثیر حصے کو فتح کیا اور وہاں یونانی تہذیب و ثقافت کو رواج دیا۔ اِس عظیم جرنیل کا زمانہ حیات ۳۵۶ تا ۳۲۳ ق۔م ہے۔

شمعون کرینی

کرینے کے علاقے کا ایک شخص جسے سیدنا مسیح کی صلیب اُٹھانے کے لئے مجبور کیا گیا (متی ۲۷: ۳۲؛ مرقس ۱۵: ۲۱؛ لوقا ۲۳:۲۶)۔

صُعُودِ آسمانی

جی اُٹھے مسیح کی زمین سے آسمان کی جانب ڈرامائی روانگی، جو آپ کے مُردوں میں سے جی اُٹھنے کے چالیس روز بعد وقوع پذیر ہوئی۔ قیامتِ مسیح کا بیان اعمال ۱: ۹–۱۱؛ مرقس ۱۶: ۱۹؛ لوقا ۲۴: ۵۰–۵۱ میں پایا جاتا ہے۔

طومار

موجودہ کتاب کی اِبتدائی شکل۔ پپائرس یا چمڑے کے کمائے ہوئے ٹکڑوں کو آپس میں جوڑ کر تقریباً دس انچ چوڑے اور کئی فٹ لمبے ٹکڑے کو کپڑے کے تھان کی طرح ایک لکڑی پر جوڑ کر لپیٹ دیا جاتا تھا۔ دوسرے سرے پر بھی لکڑی جوڑ دی جاتی تھی۔ اِس پر خانوں میں ترتیب کے ساتھ عبارت لکھ دی جاتی تھی۔ پڑھتے وقت اِسے ایک طرف کی لکڑی پر لپیٹتے جاتے

تھے اور دوسری طرف کی لکڑی پر سے کھولتے جاتے تھے۔ موجودہ شکل کی کتاب (Codex) دوسری صدی عیسوی میں ایجاد ہوئی۔

عمانوایل

عبرانی زبان کے اِس نام کا مطلب "خدا ہمارے ساتھ" ہے۔ سیدنا مسیح کو دیئے گئے ناموں میں سے ایک نام۔

عَہد

وہ قول قرار، میثاق جو دو فریق ایک دوسرے کے ساتھ کرتے تھے اور یہ دونوں کے لئے قابلِ قبول ہوتا تھا۔

عیدِ پینتی کوست

یہودیوں کی ایک عید جو عیدِ فسح کے بعد آتی تھی۔ اِسے "ہفتوں کی عید" بھی کہا جاتا تھا (خروج ۳۴: ۲۲)۔

عیدِ فسح

یہودی تہوار جسے اِسرائیلی اُس آزادی کی یاد میں مناتے تھے جو اُنہیں قریباً ۱۲۰۰ ق۔م میں مصر کی غلامی سے حاصل ہوئی تھی (خروج ۱۲ باب)۔ اِس عید کی تقریبات ہر سال مارچ یا اپریل کے مہینے میں منعقد کی جاتی ہیں۔

فرقان

عربی زبان کے اِس لفظ کا مفہوم ہے سچ اور جھوٹ میں فرق کرنے

والا / والی۔ ایک معیار یا حوالہ جس کو سامنے رکھ کر ہر شے کو پرکھا جانا چاہئے۔

فریسی

اہلِ یہود کا ایک فرقہ جو روایات کی سختی سے پابندی کرتا تھا۔

فقیہ

فقیہوں کی تین ذمہ داریاں تھیں:

۱۔ پاک صحائف کی نقل نویسی اور تحفظ۔

۲۔ پاک صحائف کی تفسیر و توضیح کرنا۔

۳۔ پاک صحائف کی تعلیم دینا۔

فِیلو

پہلی صدی عیسوی کے اِبتدائی دَور کی یہودی برادری کا ایک لیڈر۔ اُس نے فلسفہ اور علمِ الٰہی کے موضوعات پر کئی کتابیں لکھیں۔

قربانی

کسی جانور کا خون یا گوشت جو شکرگزاری یا گناہ کی قیمت کے طور پر خدا کو پیش کیا جاتا تھا۔ خدا کو جانور پیش کرنا اِس بات کی عکاسی کرتا تھا کہ عبرانی لوگ اپنے بدلے میں ایک اَور جان گزران رہے ہیں۔ حکمِ خداوندی تھا کہ وہ صرف صحت مند، جوان اور بے عیب نر جانور کی ہی قربانی چڑھائیں۔

قلمی نسخہ

پرنٹنگ پریس کی ایجاد (۱۴۷۷ء) سے پہلے کا ہاتھ سے تحریر کیا ہوا ریکارڈ۔ اِس کے زمانۂ تصنیف کا اندازہ اکثر اِس کے رسم الخط اور اُس مواد کا جس پر یہ لکھا گیا ہے سائنسی تجزیہ کرنے سے لگایا جاتا ہے۔

کاہن

اہلِ یہود کا مذہبی پیشوا جو خانۂ خدا میں خدمات سرانجام دیتا تھا۔

گناہ

اِس سے مُراد ہے خدا کے قانون یا مرضی سے مُنحرف ہونا، ''نشانہ چُوک جانا''۔ گناہ خدا کے خلاف بغاوت ہے اور چونکہ وہ پاک ذات ہے اِس لئے گناہ کو برداشت نہیں کر سکتا۔ لیکن اُس نے گناہ کے اِس مسئلے کا حل مسیح میں مہیا کر دیا ہے۔ اِس کے لئے پڑھئے رومیوں ۳: ۲۳؛ ۶: ۲۳ اور ۱۔ یوحنا ۳: ۴۔

لاوی

حضرت یعقوب کے ایک بیٹے کی نسل جو خانۂ خدا میں پُشت در پُشت خدمات سرانجام دے رہی تھی۔

محصول لینے والے

یہ کوئی مذہبی فرقہ نہیں بلکہ یہودیوں کا ایک خاص طبقہ تھا۔ رومی حکومت نے اپنے ماتحت صوبوں سے ٹیکس اور جزیہ وغیرہ وصول کرنے کے لئے چونگیاں

ٹھیکے پر دے رکھی تھیں۔ بعض یہودی بھی اِس کام پر معمور تھے۔ وہ مقررہ شرح سے زیادہ لے کر اپنی جیبیں بھرتے تھے (لوقا ۳: ۱۳؛ ۱۹:۸)۔ اِسی وجہ سے دین دار یہودی اُنہیں رومی حکومت کے وفادار لیکن اپنی قوم کے دشمن اور غدار خیال کرتے تھے۔ اہلِ یہود اِسی بنا پر اُنہیں غیر قوم (متی ۱۸: ۱۷)، گنہگار (متی ۹:۱۱) کہتے اور کسبیوں (متی ۲۱: ۳۱) میں شمار کرتے تھے۔

مخطوطہ (CODEX)

جدید کتاب کی ماقبل شکل۔ پپائرس کے متعدد اوراق کو درمیان سے تہ کر کے سی لیا جاتا تھا۔ مخطوطے کے دونوں جانب لکھا جاتا تھا۔

مسُوراہی متن

عہدنامۂ عتیق کا بنیادی متن جو صدیوں تک یہودی مدرسوں اور عبادت خانوں میں زیرِ استعمال رہا۔ اِسے آٹھویں اور نویں صدی عیسوی کے فلسطینی اور بابلی یہودی علما (ربیوں) نے مرتب کیا، جو پرانے عہدنامے کے محافظ اور نگہبان تھے۔

مصلوبیت

اذیت پہنچانے اور سزائے موت دینے کا اِنتہائی ظالمانہ طریقہ جسے رومی اور قدیم زمانے کی متعدد دیگر اقوام استعمال کرتی تھیں۔ غلاموں اور مجرموں کو صلیب پر چڑھایا جاتا تھا۔ سزا پانے والے شخص کو لکڑی کے شہتیر یا سُولی پر کیلوں سے جڑ کر مرنے کے لئے چھوڑ دیا جاتا تھا۔

معافی

اِس سے مُراد خدا کے فضل کے باعث ہمارے گناہوں کا مٹایا جانا ہے۔ یہ سب کچھ مسیح کے وسیلے سے ممکن بنایا جاتا ہے (اِفسیوں ۱: ۷)۔ خروج ۳۴: ۶، ۷ اور زبور ۱۰۳: ۱۰- ۱۲ بھی پڑھئے۔ نیا عہدنامہ تاکیداً کہتا ہے کہ معافی یافتہ گنہگار اپنے ہم جنس اِنسانوں کو بھی ضرور معاف کریں۔

معجزات

- خداوند تعالیٰ کے طاقتور کام جنہیں فطرت کے معلومہ قوانین کی مدد سے واضح کرنا ممکن نہیں۔

مُکاشفہ

نئے عہدنامے کی آخری کتاب جو یوحنا رسول پر منکشف ہوئی۔ اِس کتاب میں مختلف کلیسیاؤں کے نام پیغامات درج ہیں۔ نیز عصرِ حاضر کی تصویر کشی کرتے ہوئے مستقبل کی رویتیں بھی بیان کی گئی ہیں۔ عربی زبان کے لفظ مکاشفہ کا مطلب ہے اُن پوشیدہ چیزوں (باتوں) سے ''پردہ اُٹھانا'' یا ''ظاہر کرنا''، جنہیں صرف خدائے علیم ہی جانتا ہے۔ اور یہ اِس کتاب کے یونانی نام کے بالکل قریب ہے۔

میکاہ

۷۰۰ ق۔م کے زمانے کا ایک نبی۔ اِس نام کا مطلب ہے ''وہ جو خداوند کی مانند ہے۔'' پرانے عہدنامے میں اِس نام کی ایک کتاب جس کی

بدولت خدا اُن لوگوں سے ہم کلام ہوا جو حقیقی خدا پرستی کی نسبت ظاہری مذہبی رسوم کی زیادہ پاسداری کرتے تھے۔ نیز خدا نے غُربا و مساکین پر کیے جانے والے جَور و ستم، جھوٹے اور سچے انبیا اور مسیح کے بیت لحم سے نمودار ہونے کی بات کی ہے۔

مَے

لازم نہیں کہ کتابِ مقدس میں ہر جگہ اِس سے مُراد انگور کا خمیر کردہ رَس ہی ہو۔ انگور کا تازہ رَس بھی مَے کہلاتا تھا جو بطور مشروب مستعمل تھا (اور ہے) جیسے شیزان اور فانٹا وغیرہ۔

ناصرت

رومی صُوبہ گلیل میں اِسرائیل کے شمال کی جانب ایک بالکل غیر معروف اور غیر اہم قصبہ۔ مسیح نے اپنی زمینی زندگی کے اِبتدائی برس یہیں گزارے۔

نبوکدنضر

بابل کا بادشاہ (۶۰۵ — ۵۶۲ ق۔م)۔ نبوکدنضر نے متعدد پُرشکوہ عمارتیں تعمیر کرائیں اور اُس کے دَورِ اقتدار میں بابل دنیا کے عظیم الشان شہروں میں سے ایک بن گیا۔ اِس بادشاہ نے یروشلیم پر قبضہ کر کے اُسے فنا بھی کر ڈالا۔

نینوہ

قدیم اشوری مملکت کا آخری دارالحکومت جو دریائے دجلہ کے مشرقی کنارے پر آباد تھا۔ ۶۱۲ ق۔م میں اِس شہر کو تباہ و برباد کر دیا گیا۔ انیسویں صدی میں ماہرینِ آثارِ قدیمہ نے اِس شہر کو دریافت کر لیا ہے۔

ہفتادی ترجمہ

پرانے عہدنامے کا قدیم ترین یونانی ترجمہ۔ کہا جاتا ہے کہ ایک مصری بادشاہ (Ptolemy Philadelphus) نے ۷۰ یہودی علما سے یونانی بولنے والے یہودیوں کے لئے یہ ترجمہ کروایا جو کہ ۲۸۰ ق۔م میں مکمل ہوا۔ ہفتادی ترجمے کے مشہور ترین نسخے نُسخۂ ویٹی کن، نُسخۂ اسکندریہ اور نُسخۂ سینا ہیں۔

یرمیاہ

قریباً ۶۰۰ ق۔م کے دَور کا ایک نبی۔ پرانے عہدنامے میں اِسی نام کی کتاب جس میں یرمیاہ نبی نے اہلِ یہود کی زندگی کو سُدھارنے کی کوشش کی ہے اور خدا کے ساتھ شخصی تعلق رکھنے کی بات کی ہے۔ آپ نے بابلی لشکر کشی سے بھی آگاہ کیا۔

یسعیاہ

۷۰۰ ق۔م کے زمانے کا ایک نبی۔ پرانے عہدنامے میں اِسی نام کی ایک کتاب جس میں مسیح کی آمدِ سعید کے بارے میں پیش گوئیاں پائی جاتی ہیں۔

یوحنا

بارہ رسولوں میں سے ایک اور یعقوب بن زَبدی کا بھائی۔ اِس رسول نے اِلہام سے چوتھی اِنجیل اور اپنے نام کے تین خطوط قلم بند کیے۔

یوحنا اِصطباغی (حضرت یحییٰ)

ایک عظیم نبی جس کا زمانہ ۷ ق۔م تا ۲۸ ق۔م ہے۔ آپ یسوع المسیح کے پیش رَو تھے اور آپ ہی نے اُن کی راہ تیار کی۔ آپ نے لوگوں پر زور دیا کہ اپنے گناہوں سے توبہ کریں اور دریائے یردن میں بپتسمہ (اِصطباغ) لیں۔

یُوسیفس

ایک مشہور یہودی مورِخ جس نے ۲۰ جلدوں پر مشتمل تاریخ لکھی۔ یہ تاریخ یہودی قوم کے آغاز سے لے کر رومی شہنشاہ نیرو (۳۷ تا ۶۸ء) کے دَورِ سلطنت تک ہے۔ ۶۶ء میں جب یہودیوں اور رومیوں کے مابین جنگ چھڑی تو اُس وقت یہ گلیل کا گورنر تھا۔

یوناہ (حضرت یونس)

پرانے عہدنامے میں اِس نام کی ایک کتاب جو بتاتی ہے کہ باری تعالیٰ نے کس طرح یوناہ نبی کو اہلِ نینوہ کے سامنے پیش گوئی کرنے کا حکم دیا۔ اِس صحیفے کا زمانہ تصنیف قریباً ۴۰۰ ق۔م ہے۔

یہوداہ اِسکریوتی

وہ رسول جس نے یسوع مسیح سے بے وفائی کی۔ یہ رسولوں کا خزانچی تھا۔

- کیا کتابِ مقدس ردّوبدل سے پاک ہے؟
- کیا کتابِ مقدس میں حضرت عیسیٰ مسیح کے بارے میں درج معلومات قابلِ اعتماد ہیں؟
- آپ کی ذاتِ اقدس کن اوصاف کی بنا پر دیگر تمام انبیائے کرام سے ممتاز اور برتر دکھائی دیتی ہے؟
- آپ کی پیروی کرنا کیوں نہایت ضروری ہے؟